طب نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تالیف

الامام المحدث شمس الدین

ابو عبد اللہ

ابن القمیر الجوزیہ

ترجمہ

حکیم عزیز الرحمٰن اعظمی

حصہ دوئم

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved.
©2002-2006

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

امراض کا مقابلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ امراض قلب کے ماہر طبیب عبد اللہ بن مبارک نے کیا خوب عمدہ بات کہی ہے۔

رَأَیْتُ الذُّنُوْبَ تُمِیْتُ الْقُلُوْبَ	میری نگاہ میں گناہ دلوں کو مردہ کر دیتا ہے
وَقَدْ یُوْرِثُ الذُّلَّ اِدْمَانُهَا	اور گناہوں پر اصرار کرنے سے ذلت وپستی ملتی ہے
وَتَرْکُ الذُّنُوْبَ حَیَاۃُ الْقُلُوْبِ	اور گناہوں کا چھوڑنا دلوں کے لئے زندگی ہے
وَخَیْرٌ لِنَفْسِکَ عِصْیَانُهَا	اور تمہارے نفس کے لئے بہتر ہے کہ تم اس کی نافرمانی کرو

خواہشات نفسانی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ اوراس کی مخالفت بہترین علاج ہے۔ اور نفس درحقیقت فطری طور پر ناواقف اور ظلم وزیادتی پر رکھا گیا ہے۔ اس کی اس فطرت ہی کی وجہ سے اسے اپنی خواہشات کی پیروی میں شفا نظر آتی ہے جبکہ اس اتباع نفس میں اس کی ہلاکت وبربادی ہوتی ہے۔ اور اپنی اس بےراہ روفطرت کی وجہ سے خیر خواہ معالج کی بات نہیں مانتا بلکہ بیماری کو دوا سمجھ کر اسی پر بھروسہ کر لیتا ہے اور دوا کو بیماری سمجھ کر اس سے پرہیز کرنے لگتا ہے۔ تو اس خلاف واقع بیماری کو ترجیح دینے اور دوا سے گریز کرنے سے مختلف قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جن کے علاج کرنے پر ڈاکٹر بھی قدرت نہیں رکھتا اور ان بیماریوں سے شفایابی بہت مشکل نظر آنے لگتی ہے اور سب سے بڑی خام خیالی یہ ہے کہ وہ اسے تقدیر الٰہی سمجھنے لگتا ہے۔ اور خود کو اس سے بری سمجھ کر زبان حال سے پروردگار کو ہمہ وقت ملامت کرتا ہے۔ اور یہ ملامت وبیزاری تدریجی طور پر بڑھتے بڑھتے کھل کر زبان پر آجاتی ہے۔

جب کوئی بیمار اس حد تک گر جائے تو پھر اسے صحتیاب ہونے کی توقع نہیں

رکھنی چاہئے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ رحمت خداوندی بڑھ کر اس کا تدارک کر دے اور اسے نئی زندگی عطا کرے۔ اور کوئی عمدہ راستہ ہموار کر دے۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں مصیبت زدہ کے لئے جو دعا بتائی گئی ہے۔ وہ توحید الوہیت توحید ربوبیت دونوں کو شامل ہے اور آپ نے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی عظمت و حلم کی صفت سے متصف فرمایا۔ اور یہی دو صفات ایسی ہیں۔ جو کمال قدرت کمال رحمت دونوں کو مستلزم ہیں اور احسان اور درگذر اس کے ہمراہ ہے۔ اور آپ کی توصیف کمال ربوبیت الٰہی عالم علوی و سفلی اور اس عرش کو جو مخلوقات کے لئے چھت ہے۔ اور مخلوقات میں سب سے بڑی ہے۔ مستلزم ہے کہ خدا ہی کی ذات ایسی ذات ہے۔ جس کے لئے ہر طرح کی عبادت و محبت' خوب' درجاء اور عظمت و جلالت اور طاعت لائق ہے۔ اور اس کی عظمت مطلق کا تقاضا ہے کہ ہر کمال کا اثبات اسی کے لئے کیا جائے اور ہر قسم کے نقص و عیب اور مماثلت کی نفع اس سے کی جائی اور اس کی حلم و بردباری اس کی کمال رحمت اور احسان خلق خداوندی کو مستلزم ہے۔

اس طرح قلب کے علم و معرفت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی محبت و جلالت و عظمت اور توحید کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے رنج و غم والم کے صدمات کے ختم ہونے کے بعد لذت و سرور اور شادمانی حاصل ہوتی ہے آپ دیکھتے ہیں کہ جب مریض پر مسرت و شادمانی کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ تو اس کے نفس کو تقویت ملتی ہے۔ تو اس سے طبیعت حسی مرض کے دفع کرنے پر قوی ہو جاتی ہے۔ پھر باطنی امراض کے لئے قلب میں اس سے قوت پیدا ہو کر صحتیاب ہونا ایک کھلی حقیقت ہے۔

پھر جب مصیبت و غم کی تنگی اور ان اوصاف کی کشائش کے درمیان جو اس دعائے کرب میں پوشیدہ ہے موازنہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ دعا اس تنگی مصیبت کو دور کرنے کے لئے کتنی عمدہ تدبیر ہے۔ اور دل کو اس قید و بند سے رہائی دلا کر

مسرت وشادمانی کے ایک کشادہ میدان میں لاکھڑا کرتی ہے۔ ان باتوں کی تصدیق اوراس حقیقت کو وہی تسلیم کرسکتا ہے۔ جو ان کی روشن کرنوں سے فیضیاب ہوا ہوگا یا جس کا دل ان حقائق کا ہمنوا ہوگا۔

اور آپ کا یہ قول ''یاحیی یاقیوم برحمتک استغیث ''تاثیر کے اعتبار سے اس بیماری کو دور کرنے میں ایک اچھوتی مناسبت کا حامل ہے اس لئے کہ صفت حیات تمام صفات کمالیہ کو شامل اور مستلزم ہے۔ اور قیوم ہونے کی صفت تمام صفات افعال کو متضمن ہے اسی لئے یہ اسم اعظم شمار کیا جاتا ہے۔ جو دعاء بھی ان اسماء کے ساتھ کی جائے گی۔ ضرور قبول ہوگی اور جس چیز کا سوال کیا جائے گا وہ ضرور ملے گی۔ اور وہ اسم ''الحی القیوم'' ہے۔

اور پائیدار زندگی تمام امراض وتکالیف کے متضاد ہے اسی لئے اہل جنت کو کوئی غم رنج تکلیف نہ ہوگی اور نہ کسی آفت سے ان کو سابقہ پڑے گا کیونکہ ان کو حیات کاملہ مل چکی ہوگی اور حیات میں جس قدر نقص ہوگا افعال میں اسی قدر کمی آئے گی اور یہ قیومیت کے منافی ہے چنانچہ کمال قیومیت کمال حیات کے ساتھ ہے۔ لہذا حی مطلق جو حیات کاملہ والی ذات ہوگی اس میں کسی صفت کمال کا فقدان نہ ہوگا اور قیوم پر کوئی فعل ممکن مشکل نہیں ہوتا اس لئے صفت حیات وقیومیت کے ذریعہ توسل ایک ایسی تاثیر رکھتا ہے۔ جو حیات کے منافی چیزوں اور افعال میں نقص پیدا کرنے والی چیزوں کو پوری طرح زائل کرسکے۔

اس کی بہترین مثال جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا اپنے رب کے سامنے اس کی ربوبیت سے توسل کرنا ہے جس کا تعلق جبریل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام سے ہے کہ جب حق کے تعیین کے بارے میں اختلاف ہو تو بحکم الٰہی وہ صحیح راہ دکھلادیں۔ اس لئے کہ وہ دل کی زندگی تو ہدایت ہی سے برقرار ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے ان تینوں مذکورہ فرشتوں کو حیات کا وکیل مقرر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ

السلام کے سپرد وحی کی گئی جو دلوں کی زندگی ہے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کے سپرد قطرہ آب (بارش) ہے جو اجسام وحیوان کے لئے زندگی ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام اس نفخ صور پر متعین ہیں جو دنیا کی دوبارہ زندگی اور ارواح کی دوبارہ اجساد کی جانب واپسی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے باری تعالیٰ کی جانب ان ارواح عظیمہ کے ساتھ توسل جو زندگی کے لئے متعین ہیں مطلوب کے حصول میں غیر معمولی تاثیر رکھتا ہے۔

حاصل یہ کہ اسم حی قیوم کو دعاؤں کی قبولیت اور مصیبتوں کے دور کرنے میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔

سنن اور صحیح ابو حاتم میں مرفوعاً روایت مذکور ہے۔

اِسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمِ فِیْ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ☆ (بقرہ۔۱۶۳)	کہ اسم اعظم باری تعالیٰ ان دونوں آیتوں میں ہے۔ تمہارا معبود ایک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ رحیم ہے۔

اور سورہ آل عمران کے شروع کی آیت:

الٓـمّٓ اَللّٰـہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ☆	الم۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حی اور قیوم ہے۔

ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ۱

صحیح ابن حبان اور سنن میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مذکور ہے کہ ایک شخص نے دعا کی جس میں کہا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِاَنَّ
لَکَ الْحَمْدَ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
الْمَنَّانُ، بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ یَاذَا الْجَلَالِ
وَالْاِکْرَامِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ لَقَدْ دَعَا بِاسْمِهِ الاَ
عْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِهٖ
اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ
اَعْطٰی ☆ ۲

اے خدا میں تم سے سوال کرتا
ہوں اس کے ذریعہ کہ تیرے لئے
ہی حمد و ثنا ہے تیرے سوا کوئی معبود
نہیں تو منان ہے آسمانوں اور
زمینوں کو وجود میں لانے والا ہے
اے جلال و اکرام والے اے
ہمیشہ زندہ رہنے والا اے قیوم یہ
سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اس نے اسم اعظم
باری تعالٰی کے ذریعہ دعا کی ہے
کہ جس کے ذریعہ جب بھی دعا
کی جائے قبول ہوگی اور جب اس
کے ذریعہ کوئی چیز کا سوال کیا
جائے تو وہ عطا فرمائے گا۔

اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں کوشش کرتے تو یہ فرماتے:

یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ ☆

اے سدا زندہ رہنے والے ہمیشہ
قائم رہنے والے

اور آپ کا قول ہے:

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ☆	اے خدا میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں لہٰذا تو ایک لمحہ بھی مجھے میرے سپرد نہ کر اور میری تمام حالت کو سنوار دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

آپ کی اس دعا میں اس ذات سے امید کی وابستگی ہے جس کے قبضہ قدرت میں تمام خیر ہے اور صرف اسی ایک ذات پر اعتماد منحصر ہے اور اسی کے سپرد تمام معاملات ہیں اور اسی سے التجاء وزاری ہے کہ وہ اس کی حالت سنوارنے کی طرف توجہ فرمائے اور اسے خود اس کے حوالے نہ چھوڑ دے۔ اور توحید الٰہی کے ذریعہ توسل میں اس بیماری کو دور کرنے کی بڑی زبردست تاثیر ہے۔ اسی طرح آپ کی دعاء ''اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَيْئًا'' کا بھی حال ہے۔

اور ابن مسعود کی اس مذکورہ دعا ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُکَ ابْنُ عَبْدِکَ'' میں معارف الٰہیہ اور عبودیت کے ایسے اسرار و رموز مضمر ہیں جس کے لئے دفتر کافی نہیں اس لئے کہ اس میں صرف اپنی بندگی کا اظہار نہیں ہے۔ بلکہ ساتھ ہی آباء وامہات (مادروپدر) کی بندگی کا بھی اقرار ہے اور یہ کہ اس کی پیشانی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس طرح چاہے اسے پھیر دے اس لئے کہ بندہ خود اپنے ضرر و نفع موت و حیات کا مالک نہیں اور نہ حیات بعد الممات کا اسے اختیار ہے۔ بلکہ تمام اختیار صرف اللہ تعالٰی کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ جس کی پیشانی دوسرے کے ہاتھ میں ہو پھر اسے کسی چیز کا اختیار کیسے ہو سکتا ہے بلکہ وہ تو خدمت گذار اور اس کی دسترس و قبضہ میں ہے۔ اور اس کی زبردست طاقت وقدرت کے ماتحت ذلیل ہے۔

اور آپ کے اس قول ''مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ'' میں دو عظیم بنیادی باتیں ہیں جن پر توحید کی پوری عمارت قائم ہے۔

پہلی اصل: اثبات تقدیر ہے کہ خدا کا حکم اس کے بندے پر نافذ ہے اور اسی کا حکم جاری ہے۔ اس سے ایک منٹ کے لئے بھی بندے کو چھٹکارا نہیں اور نہ اس کے دفاع کے لئے کوئی تدبیر کارگر ہے۔

دوسری اصل: یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان تمام احکام میں سراسر انصاف پر ہے۔ اور اپنے بندہ پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ ان احکام میں عدل و احسان کے اسباب سے اپنے آپ کو الگ نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ ظلم کا حقیقی سبب ظالم کی ذاتی ضرورت یا اس کی جہالت و نادانی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان تینوں چیزوں کا صدور ایسی ذات سے محال ہے جو ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے۔ اور ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ ہر چیز اسی کی محتاج ہے اور وہ احکم الحاکمین ہے اس لئے ایک ذرہ بھی اس کی حکمت اور حمد کی حدود سے باہر نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس کی قدرت و مشیت کی حد سے نہیں نکل سکتا۔

اس لئے اس کا حکم اس کی مشیت و قدرت کے مطابق نافذ ہے اسی لئے نبی خدا ھود علیہ السلام نے فرمایا جب ان کی قوم نے ان کو اپنے خود ساختہ معبودوں سے ڈرایا اور دھمکایا۔

إِنِّيْ أُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا أَنِّيْ
بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ
فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ
لَا تُنْظِرُوْنِ إِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى
اللّٰهِ رَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مَامِنْ دَآبَّةٍ
إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ
رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ☆
(ھود۵۴،۵۶)

میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم لوگ بھی اس بات پر شاہد بن جاؤ کہ میں ان معبودان باطل سے الگ ہوں جن کو تم خدا کو چھوڑ کر اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرے خلاف سازش کرو پھر مجھے کچھ بھی مہلت نہ دو میں نے تو اپنے خدا پر جو میرا اور تمہارا رب ہے بھروسہ کیا دنیا میں کوئی جاندار نہیں جس کی پیشانی خدا کے ہاتھ نہ ہو بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔

باوجودیکہ تمام مخلوقات کی پیشانیاں اس کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اس پر تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔ مگر بایں ہمہ ظلم وتعدی اس کا طریقہ نہیں بلکہ انصاف وعدل حکمت ورحمت اور احسان کے ساتھ ان میں تصرف کرتا ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے آپ کا قول ماضٍ فِیَّ حکمک بالکل ارشاد خداوندی مَامِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا" کا ترجمان ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول عدل فی قضاءک"ارشاد باری ان ربی علی صراط مستقیم" کا نقیب ہے۔

پھر یہ توسل اللہ کے ان اسماء کے ذریعہ ہے جن کو خدا نے اپنے طور پر اختیار فرمایا جن میں سے کچھ اسماء تو بندوں کو معلوم ہو گئے اور کچھ اسماء سے ابھی تک ناآشنا ہیں اور بعض اسماء ایسے ہیں۔ جو صرف خدا ہی کے علم میں ہیں اس نے کسی مقرب فرشتہ اور کسی نبی مرسل کو اس سے آگاہ نہیں فرمایا یہی وسیلہ تمام وسائل سے بڑھ کر ہے

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

۔اور خدا کے نزدیک بہت محبوب ہے اور مطلوب کے حصول کے لئے اقرب بھی ہے۔

پھر آگے خدا سے یہ درخواست کی کہ قرآن پاک کو میرے دل کے لئے ایسا لہلہاتا شاداب کشت زار موسم بہار بنا دے جس میں جانور بلا روک ٹوک چرتے ہیں اور اسی طرح قرآن مجید دلوں کے لئے موسم بہار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور قرآن کو میرے غم و رنج کا مداوا بنا دے چنانچہ قرآن مجید رنج و غم کے لئے ایسے مداوا کا مقام رکھتا ہے۔ جو بیماری کو جڑ سے ختم کر دے اور جسمانی صحت اور اعتدال بازیاب ہو جائے اور اے خدا اس قرآن کو میرے غم کے لئے ایسی جلاء بنا دے جو طبیعتوں اور دماغ وغیرہ کو نور بخشتا ہے پھر اس علاج کی خوبی کا کیا کہنا کہ خود مریض پکار اٹھے کہ اس دوا کے استعمال سے اس کی بیماری جاتی رہی اور بعد ازاں شفائے کلی حاصل ہوئی اور صحت و عافیت نصیب ہوئی۔ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

رہ گئی حضرت یونس کی دعا تو اس میں کمال توحید اور باری تعالیٰ کے لئے کمال تنزیہہ ہے۔ اور بندہ کا اپنے ظلم و زیادتی اور گناہ کا اعتراف ہے جو درد و رنج و غم کی سب سے موثر دوا ہے۔ اور حاجت روائی کے لئے خدا تک رسائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے کہ توحید اور تنزیہہ سے ہر کمال خدا کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس سے ہر نقص و عیب اور ہر تمثیل کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور بندہ کا اپنے ظلم کے اعتراف سے شریعت ثواب و عقاب پر اس کا ایمان ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے انکسار و عجز کا یہ سبب بھی ہے اور اس کے خدا کی طرف رخ کرنے کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اپنی لغزش سے خود کو الگ کرنے اور بندگی اور پروردگار کے احتیاج کا اعتراف ہوتا ہے۔ گویا ان چار چیزوں سے یہاں توسل کرنا ثابت ہوتا ہے۔ توحید' تنزیہہ' عبودیت اور اعتراف۔

لیکن حضرت ابو امامہؓ کی یہ حدیث ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ'' میں آٹھ چیزوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ ان میں سے ہر دو ایک

دوسرے کے لازم و متصل ہیں چنانچہ رنج و غم دونوں لازم و ملزم ہیں۔ عجز و کسل دونوں بھائی بھائی ہیں اور بخیلی اور بزدلی کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور قرض کا بوجھ اور لوگوں کا غلبہ دونوں ہم جنس ہیں اس لئے کہ جو ناپسندیدہ تکلیف دہ چیز دل پر وارد ہوتی ہے۔ اس کا سبب کوئی گذشتہ امر ہوتا ہے۔ جس سے انسان کو رنج و غم پہنچتا ہے۔ یا اس کا سبب آئندہ پیش آنے والا کوئی متوقع امر ہو تو غم و فکر لاحق ہوتی ہے۔ اور بندہ کے اپنے مصالح سے پیچھے رہ جانے یا اس کے فوت ہو جانے کا سبب بندہ کی عدم قدرت اور اس کی عاجزی ہوتی ہے یا ارادہ کی صفت نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے جسے کسل کہتے ہیں اور بندہ کسی اپنے خیر یا نفع کو خود سے یا اپنے ہم جنس سے روک لیتا ہے۔ اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بندہ اپنے بدن سے اس نفع کو روک لیتا ہے اسے بزدلی کہتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ بندہ اسے اپنے مال سے روکتا ہے اسے بخیلی کہتے ہیں اور بندہ پر لوگوں کا غلبہ کسی حق کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اسے قرض کے بوجھ سے تعبیر کرتے ہیں یا غلبہ باطل طور پر ہوتا ہے تو اسے غلبۃ الرجال کہتے ہیں۔

غرض حدیث میں ہر شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ اور رنج و غم اور تنگی کے دفعیہ میں استغفار کی تاثیر کے متعلق ہر ملت و مذہب کے لوگوں نے اور ہر امت کے عقلاء نے یہ بات تسلیم کرلی ہے۔ کہ معاصی و فساد رنج و غم خوف تنگدلی اور قلبی امراض کا باعث ہوتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں کے اندر یہ بیماری پائی جاتی ہے جب یہ اپنی حاجت و خواہش پوری کر لیتے ہیں اور ان کے نفوس ان سے اکتا جاتے ہیں تو یہ بیماریاں اچانک ان چیزوں کی شکار ہو جاتی ہیں جب ان کے سینوں میں پائی جانے والی تنگی رنج و غم کا دفاع اور خاتمہ ہوتا ہے جیسا کہ ایک فاسق[۳] شاعر نے کہا۔

وَكَاسٍ شَرِبْتُ عَلٰى لَذَّةٍ　　　وَأُخْرٰى تَدَاوَيْتُ مِنْهَا بِهَا

بہت سے جام میں نے لذت و سرور کے طور پر پیے' پھر اسی سے ہی میں نے اپنی اس بیماری کا علاج کیا۔

جب دلوں پر گناہوں کی تاثیر اس طرح راسخ ہو جائے تو پھر توبہ و استغفار کے سوا اس کا کوئی دوسرا علاج نہیں نماز کی شان دل کو فرحت و شگفتگی بخشنے اور اسے تقویت پہنچانے اور اسے کشادہ و شاداب کرنے اور اس کو لذت پہنچانے میں عجیب و غریب ہے نماز سے دل اور روح دونوں اللہ سے قریب ہو جاتے ہیں۔ اس کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اس کے ذکر کی نعمت کے حصول سے دل کھل جاتا ہے۔ اس کی مناجات سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور اور اس کی عبودیت میں اپنے تمام بدن اور تمام قوتوں کو استعمال کرنے میں ہر عضو کو بندگی کا پورا پورا لطف حاصل ہوتا ہے۔ وہ مخلوق کے تعلق باہم میل جول اور ملنے جلنے سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دل کی ساری قوتیں اور اس کے سارے اعضاء اپنے رب فاطر کی جانب کھنچ جاتے ہیں اور بحالت نماز وہ اپنے دشمن سے بے پرواہ ہو کر آرام پا جاتا ہے۔ اور نماز اس کے لئے سب سے بڑا علاج بن جاتی ہے۔ مفرحات قلب میں سب سے زیادہ نماز ہی کو اہمیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اسے ایسی غذائیں میسر آتی ہیں۔ جو صحت مند قلوب کے لئے اور بھی زیادہ مفید ہیں لیکن بیماریوں کا معاملہ ان بیمار اجسام کا جیسا ہوتا ہے۔ جن کے لئے صرف عمدہ غذائیں ہی نفع بخش ہوتی ہیں۔

اس لئے نماز دنیا و آخرت کے مصالح کے حصول اور دنیا و آخرت کے مفاسد کو دفع کرنے میں سب سے عمدہ معاون مددگار ہے نماز گناہ سے روکتی ہے اور قلوب کے امراض کو دفع کرتی ہے۔ اور جسم سے بیماری کو دور کر دیتی ہے۔ دل کو روشن چہرہ کو تابندہ کرتی ہے نفس اور اعضاء کو نشاط بخشتی ہے روزی کو کھینچ کر لاتی ہے۔ ظلم کا دفعیہ کرتی ہے۔ اور مظلوم کے لئے مددگار ہے خواہشات نفسانی کے اخلاط کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ نعمت کی محافظ اور عذاب کو دور کرنے والی اور رحمت کے نزول کا باعث ہے اور غم و بے چینی کو دور کرنے والی ہے اور شکم کی بہت سی بیماریوں کے لئے دوا ہے

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حدیث مجاہد کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں سویا ہوا تھا اور درد شکم سے بیقرار تھا آپ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ تجھے درد شکم ہے کیا؟ میں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا کہ اٹھو نماز ادا کرو اس لئے کہ نماز میں شفاء ہے۔[4]

یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی روایت کی گئی ہے۔اور مجاہد سے جو ذکر ہوا وہ اسی کے قریب ہے اور اس فارسی لفظ کا ترجمہ ہے کہ کیا تمہارے شکم میں درد ہے؟

اگر زندیق اطباء کا دل اس طریقہ علاج سے مطمئن نہ ہو تو انہیں صنعت طب سے سمجھانا چاہئے کہ نماز نفس اور بدن دونوں کے لئے ریاضت ہے اس لئے کہ اس میں قیام وقعود سجدہ ورکوع اور قعدہ کی مختلف حرکتیں ہوتی ہیں۔اور آدمی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔اس کی وضع بدلتی رہتی ہے۔اور نماز میں جسم کے اکثر جوڑ جنبش کرتے رہتے ہیں۔اور اسی کے ساتھ اکثر باطنی اعضاء معدہ آنتیں آلات تنفس اور قناۃ غذا ان سب کی وضع حرکات میں تغیر آ جاتا ہے۔پھر ایسی صورت میں کون سی بات مانع ہے کہ ان حرکات سے بعض اعضاء توانا اور بعض مواد غیر ضروریہ تحلیل نہ ہو جائیں گے۔بالخصوص جبکہ نماز میں قوت نفس اور انشراح میں اضافہ ہو۔

جس سے طبیعت قوی ہو کر الم کا پورے طور پر دفاع کر لیتی ہے۔لیکن ملحدین وزنادقہ کی بیماری تو ان حقائق کا انکار ہے جو انبیاء ورسل لے کر آئے۔اور اس کے بجائے اس کے قائم مقام ان کے وہ الحاد ہے جو موت کی طرح لاعلاج مرض ہے۔ اس کا علاج صرف وہ بھڑکتی آگ ہے۔جس میں ان منکرین کو داخل کیا جائے گا۔ جن کی زندگی انکار حق اور الحاد کے لئے وقف تھی۔

رہ گئی رنج وغم کو دور کرنے میں جہاد کی تاثیر تو اس کی قوت تاثیر وجدانی طور پر معلوم ہو چکی ہے اس لئے کہ نفس جب باطل کے غلبہ وصولت اور قبضہ کو چھوڑنے پر مجبور ہوتا ہے۔ تو اسے شدید رنج وغم پہنچتا ہے اور اس کی بے قراری اور خوف میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب وہ خدا کے لئے جہاد پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالٰی اس رنج وغم کو فرحت ومسرت اور نشاط وقوت میں بدل دیتا ہے۔ جیسا کہ خود فرمایا۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ☆ (توبۃ۔۱۴،۱۵)	ان سے مقاتلہ کرو خدا ان کو تمہارے ہاتھوں عذاب دینا چاہتا ہے۔ اور ان کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اور ان پر تمہیں مظفر ومنصور کرنا چاہتا ہے اور مومنوں کے سینوں کو بیماریوں سے پاک کرنا چاہتا ہے۔ اور ان کے دلوں سے غیظ کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

چنانچہ دل کے درد والم رنج وغم دور کرنے کے لئے جہاد سے بڑھ کر کوئی مفید دوا نہیں۔

اور "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کی تاثیر اس بیماری کے دفاع میں اس لئے ہے کہ اس میں اعلیٰ ترین خود سپردگی کا اظہار اور ہر طرح کی قوت وطاقت سے عاجزی کا اعتراف ہے اور اس کا اثبات ایک ہی ذات کے لئے ہے اور پورے طور پر اپنے تمام معاملات کو خدا کے حوالے کر دینا ہے۔ اور کسی بھی معاملہ میں اس کی مخالفت نہ کرنا ہے۔ اور ایک حال سے دوسرے حال پر جانا خواہ وہ عالم علوی میں ہو یا سفلی خدا کے سوا کسی کے لئے اسے تسلیم نہ کرنا ہے اور یہ اقرار کرنا کہ اس تحول کی ساری طاقت و

اختیار صرف خدا کو ہی حاصل ہے۔ لہٰذا اس کلمہ سے بڑھ کر کوئی دوسرا کلمہ ہو ہی نہیں سکتا۔

بعض آثار میں ہے کہ کسی فرشتہ کا آسمان سے زمین پر نزول اور پھر زمین سے آسمان پر صعود لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ کی علوی طاقت ہی کے ذریعہ ہوتا ہے اور اسی لئے شیطان کو بھگانے میں اس کے اندر غیر معمولی تاثیر ہے۔

۱۔ ترمذی ۳۴۷۲ میں کتاب الدعوات بَابُ مَاجَاءَ فِی جَامِعِ الدَّعْوَاتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے تحت ذکر کیا ابن ماجہ نے کتاب الدعاء کے باب اسم اللہ الاعظم کے تحت اور ابو داؤد نے ۱۴۹۶ میں کتاب الصلوۃ کے باب الدعاء کے تحت اور احمد نے ۴۶۱/۶ میں اور دارمی نے ۴۵۰/۲ میں حدیث عبید اللہ بن ابی زیادہ سے عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید کے واسطہ سے ذکر کیا ہے اور عبید اللہ قوی نہیں۔ اور شہر بن حوشب کے بارے میں بہت سے محدثین نے کلام کیا ہے۔ لیکن اس کی ایک شاہد حدیث ہے جس سے اس کو تقویت ہوتی ہے۔ وہ ابو امامہ کی مرفوع حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ اِسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیَ بِہٖ أَجَابَ فِی سُوَرٍ ثَلَاثٍ اَلْبَقْرَۃِ وَآلِ عمران وَطٰہٰ اس کو ابن ماجہ نے ۳۸۵۶ میں اور طحاوی نے مشکل الآثار ۶۳/۱ میں اور حاکم نے ۵۰۶/۱ میں اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

۲۔ ابو داؤد نے ۱۴۹۵ میں کتاب الصلوۃ کے باب الدعاء کے تحت اور نسائی نے ۵۲/۳ میں کتاب السہو باب الدعاء بعد الذکر کے ذیل میں اور ابن ماجہ نے ۳۸۵۸ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد صحیح ہے ابن حبان نے ۲۳۸۲ میں اور حاکم نے ۵۰۳/۱، ۵۰۴ میں اس کو صحیح قرار دیا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

۳۔ یہ شاعر اعشیٰ میمون بن قیس ہے یہ شعر اس کے دیوان کے ص ۱۲۱ میں موجود ہے اسی کے مفہوم کو اپنے اس شعر میں ابونواس نے ادا کیا ہے۔

دَعْ عَنْکَ لَوْمِیْ فَاِنَّ اللُّوْمَ اِغْرَاءٌ وَدَاوِنِیْ بِالَّتِیْ کَانَتْ هِیَ الدَّاءُ

ملامت چھوڑ دے کیونکہ ملامت سے طبیعت اور ابھر آتی ہے اور میری دوا تو بیماری ہی میں ہے اسی سے شفا ملتی ہے۔

۴۔ ابن ماجہ نے ۳۴۵۸ میں کتاب الطب کے باب الصلوۃ شفاء کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

فصل (۸۵)

بے خوابی اور گھبراہٹ کی بیماری کا علاج نبوی

ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے نے بیان کیا کہ۔

شَكٰى خَالِدٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَااَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ
الْاَرَقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى
فِرَاشِكَ فَقُلْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ
السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا
اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا
اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا
اَقَلَّتْ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ
خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ
يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ
اَوْيَبْغِيْ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ
وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ
غَيْرُكَ☆[۱]

حضرت خالدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے شکایت کی اور کہا کہ اے
رسول خدا میں بے خوابی کی بیماری
کی وجہ سے رات میں سونہیں پاتا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض
کیا کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو
یہ دعا پڑھ لیا کرو اے ساتوں
آسمانوں اور ان کے اندر رہنے
والی تمام چیزوں کا رب اور اے
زمینوں اور جو چیز بھی اس کے اوپر
ہے ان کے رب اور شیطانوں اور
جس کو انہوں نے گمراہ کیا ان کے
رب تو میرے لئے اپنی تمامخلوق
کے شر سے پناہ بن جا کہ ان میں
سے کوئی مجھ پر زیادتی نہ کرے یا
میرے خلاف اٹھ کھڑا ہو آپ کی
پناہ بلند ہے اور آپ کی تعریف
اعلٰی ہے اور آپ کے علاوہ کوئی
معبود نہیں۔

اور ترمذی ہی میں عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خوف کے وقت یہ دعا سکھاتے تھے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ	میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ
مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ	اس کے غضب اس کے عذاب
وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ	اور اس کے بندوں کے شر اور
وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ	شیاطین کے وسوسے سے پناہ ما
يَّحْضُرُوْنِ.	نگتا ہوں اس بات سے کہ وہ
	(شیاطین) بوقت موت میرے
	پاس حاضر ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے سمجھ دار لڑکے کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور جو نا سمجھ ہوتے تو ان کلمات کو لکھ کر ان کی گردن میں لٹکا دیتے ۲ـ اس تعوذ وعلاج میں مناسبت ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

ا ـ ترمذی نے ۳۵۱۷ میں کتاب الدعوات میں اس کو ذکر کیا اس کی سند میں حکم بن ظہیر نامی ایک راوی متروک ہے ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ اور حکم بن ظہیر کی حدیث کو بعض محدثین نے متروک قرار دیا ہے۔

۲ـ ابوداؤد نے ۳۸۹۳ میں کتاب الطب کے باب کیف الرقی کے تحت اور ترمذی نے ۳۵۱۹ میں احمد نے "مسند" ۶۶۹۶ میں حاکم نے ۱/۵۴۸ میں اس کو ذکر کیا ہے اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور اس کی تائید میں ابن السنی کی ایک مرسل حدیث بھی ہے۔

فصل (۸۶)

آتش زدگی اور اس کو بجھانے کا طریقہ نبوی

حضرت عمرو بن شعیبؓ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے اور یہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيْقَ فَكَبِّرُوْا فَاِنَّ التَّكْبِيْرَ يُطْفِئُهٗ☆ [1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم آگ لگی ہوئی دیکھو تو بآواز بلند تکبیر کہو اس لئے کہ تکبیر آگ بجھا دیتی ہے۔

چونکہ آتش زنی کا سبب آگ ہوتی ہے۔ اور آگ یہی وہ مادہ ہے جس سے شیطان کی تخلیق عمل میں آئی اور اس میں عمومی فساد ہوتا ہے جو شیطان کی مادے اور اس کے فعل کے عین مطابق ہے اس لئے کہ شیطان کی پوری مدد اس کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کے ارادہ کا نفاذ اسی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ آگ کی طبیعت میں رفعت پسندی اور فساد ہے اور یہ دونوں چیزیں زمین میں رفعت پسندی اور شیطانی فساد کی سوغات ہیں اور شیطان اسی کی دعوت دیتا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ نبی آدم کو ہلاک و برباد کرتا ہے۔ اس طرح آگ اور شیطان دونوں ہی زمین میں رفعت اور فساد کے خواہاں ہیں اور خدا کی کبریائی شیطان اور آگ دونوں کا توڑ ہے۔

اسی بناپر خدا کی کبریائی کا اعلان آگ بجھانے میں خاص اثر رکھتا ہے۔ اس لئے کہ خدائے عزوجل کی کبریائی کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا چنانچہ جب ایک مسلمان اپنے رب کی کبریائی کرتا ہے۔ تو اس کی تکبیر آگ بجھانے اور شیطانی منصوبوں کی آتش فشانی کو بجھانے میں جو شیطان کا مادہ ہے پوری طرح اثر دکھاتی ہے۔ اور آگ بجھ جاتی ہے اور ہم نے اور دوسروں نے اس کا جب بھی تجربہ کیا تو اسی طرح ہم نے اس کو پایا۔

[1] ابن سنی نے ''عمل الیوم واللیلۃ ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲ میں اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی سند میں قاسم بن عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم عمری ایک راوی متروک ہے اس پر امام احمد بن حنبل نے جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔

فصل (۸۷)

حفظان صحت کی بابت ہدایات نبوی

چونکہ جسم انسانی کی صحت و اعتدال اس رطوبت کی وجہ سے برقرار ہے جو حرارت کا مقابلہ کرتی رہتی ہے اس لئے رطوبت ہی مادہ انسانیت ہے اور حرارت سے اس میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ اور جو فضلات ہوتے ہیں اسے خارج کر دیتی ہے۔ اور اس میں اصلاح ولطافت پیدا کرتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتو بدن فاسد ہو جائے اور اس کا بقا ممکن نہ رہے اسی طرح رطوبت حرارت کی غذا بھی ہے۔ اگر یہ رطوبت نہ رہے تو بدن جل کر خشک ہو جائے اور اس میں فساد پیدا ہو جائے۔ اس طرح دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے ہر ایک دوسرے کا محتاج ہے اور ایک دوسرے کے بغیر کسی کا قوام و قیام ممکن ہی نہیں اور بدن کا قوام بھی ان ہی دونوں کا مرھون منت ہے ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے مادہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ حرارت رطوبت کے لئے ایک ایسا مادہ ہے جو اس حرارت سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور یہی حرارت رطوبت کو فساد واستحالہ غیر ضروریہ سے روکتی ہے۔ اور رطوبت حرارت کے لئے مادہ ہے جو اسے غذا فراہم کرتا ہے۔ اور اسے لے کر چلنا رطوبت ہی کا کام ہے ان میں سے کوئی اگر دوسرے سے زیادہ ہو جائے تو بدن کے مزاج میں اسی کمی وزیادتی کے تناسب سے انحراف پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ حرارت برابر رطوبت کو تحلیل کرتی رہتی ہے۔ اور بدن کو برابر اس چیز کی ضرورت رہتی ہے جو حرارت کی تحلیل سے کم ہو کر لوٹتی ہے اس لئے کہ بدن انسان کو اسے باقی رکھنا ہوتا ہے اس لئے اس ضرورت کی تلافی بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تلافی طعام وشراب ہی سے ہوسکتی ہے اسی طرح اگر تحلیل ہونے کی مقدار اپنے تناسب سے بڑھ جائے تو حرارت میں کمی آ جائے گی اور وہ بدن کے فضلات کو تحلیل نہ کر پائے گی۔

پھر اس تحلل سے مواد ردیہ کی افزائش ہوگی جس سے بدن میں خرابی اور فساد پیدا ہوگا پھر اس مواد ردیہ اور اعضاء کے قبول مواد اور استعداد قبولیت کی بناء پر مختلف قسم

کے امراض پیدا ہوں گے اس پوری تفصیل کے لئے قرآن مجید کا یہ ایک ٹکڑا کافی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا☆ (اعراف۔ ۳۱) کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ بدن میں کھانے پینے کی اس قسم کو داخل کرو جو بدل ما تحلیل ہو سکے اور کھانے پینے کی مقدار و کیفیت ایسی ہو جو بدن کو نفع پہنچا سکے۔ اس سے جہاں آگے بڑھا تو اسراف کا شکار ہوا اور یہی دونوں چیزیں صحت کے لئے مضر اور بیماری کا باعث ہیں یعنی بالکل نہ کھانا نہ پینا یا کھانے پینے میں زیادتی اور اسراف۔

اس سے معلوم ہوا کہ حفظان صحت کے لئے قرآن مجید کے یہ دو کلمے کتنی اہمیت رکھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ بدن ہمیشہ تحلل اور مکانات تحلل میں لگا رہتا ہے۔ اور جب یہ تحلل زیادہ ہوگا تو اس کے مادہ رطوبت کے ختم ہونے کی وجہ سے حرارت میں ضعف پیدا ہو جائے گا کیونکہ کثرت تحلل سے رطوبت ختم ہو جاتی ہے۔ جو حرارت کا مادہ ہے اور جب حرارت میں ضعف پیدا ہوگا تو ہضم میں کمزوری پیدا ہوگی اور یہ سلسلہ برابر آگے بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ رطوبت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ جس سے حرارت کلیتہ بجھ جاتی ہے۔ پھر انسان کی مقررہ مدت آ جاتی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے کہ وہ وہاں تک ضرور پہنچے گا۔

انسان کا اپنا علاج اور کسی غیر کا علاج صرف بدن کی اس حد تک حفاظت کرنا ہے۔ کہ وہ کبھی اس حالت تک نہ پہنچ جائے اس علاج کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ حرارت و رطوبت جن پر صحت و جوانی کی بقاء اور انکی قوت کا انحصار ہے۔ ہمیشہ برقرار رہیں گے۔ اس لئے کہ یہ چیز تو پوری انسانی برادری میں کسی کو بھی نصیب نہیں بلکہ ڈاکٹر اور طبیب کا مطمع نظر یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ رطوبت کو مفسدات مثلاً عفونت وغیرہ سے

محفوظ رکھے اور حرارت کو ایسی چیزوں سے بچائے جو اس کو کمزور کر دیتی ہیں اور ان دونوں میں کسی ایسی تدبیر سے توازن قائم کر دے جس سے انسانی بدن برقرار رہے کیونکہ اسی توازن سے آسمان و زمین اور تمام مخلوقات قائم ہیں۔ اگر توازن نہ ہو تو سب برباد ہو جائیں۔ اور جس نے بھی ہدایات نبوی پر بنظر عمیق غور کیا تو اسے یہی ہدایت سب سے افضل و اعلیٰ معلوم ہوگی جس کے ذریعہ حفظان صحت ممکن ہے۔ اس لئے کہ حفظان صحت کا سارا دارومدار کھانے' پینے' رہنے سہنے' پہنے' ہوا' نیند' بیداری حرکت وسکون جماع' استفراغ اور احتباس کی عمدہ تدبیر پر ہوتا ہے۔ اگر انسان کو یہ تمام چیزیں بدن' جائے قیام عمر اور عادت کے مناسب و مطابق ملتی رہیں۔ تو وہ ہمیشہ صحت مند رہے گا' یا صحت کا غلبہ اس پر رہے گا' یہاں تک کہ موت کا مقررہ وقت آ پہنچے۔

چونکہ صحت و عافیت اللہ تعالیٰ کی اپنے بندہ پر سب سے بڑی اور اہم نعمت ہے۔ اور اس کے عطیات وانعامات میں سب سے عمدہ ترین اور کامل ترین ہے۔ بلکہ مطلق عافیت ہی اس کی سب سے بڑی اور اعلیٰ نعمت ہے۔ لہٰذا اس شخص کے لئے ضروری ہے۔ جسے توفیق الٰہی کا کوئی حصہ ملا ہو۔ کہ وہ اپنی صحت و عافیت کی حفاظت و مراعات اور اس کی نگہبانی اور نگرانی ان تمام چیزوں سے کرے۔ جو صحت کے منافی ہیں اور جس سے صحت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ☆۱	پیغمبر خدا نے فرمایا کہ دو نعمتیں انسان پر ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ غفلت کر جاتے ہیں۔ ایک صحت اور دوسرے فارغ البالی۔

ترمذی وغیرہ نے عبید اللہ بن محصن انصاریؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ آمِنًا فِي سِرْبِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا☆۲	پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہ جس نے صبح کیا اور اس کا جسم بہ عافیت رہا وہ اپنے خاندان میں مامون ہو گا اس کے پاس اس دن کی روزی ہوگی گویا پوری دنیا اس کے سامنے لا کر رکھ دی گئی ہے۔

ترمذی ہی میں حدیث ابو ہریرہ منقول ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَوَّلُ مَا يُسْاَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ☆۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے عطا کردہ نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور یوں کہا جائے گا کہ ہم نے تمہارے جسم کو تندرست نہیں بنایا تھا اور تمہیں آب سرد سے ہم نے سیراب نہیں کیا تھا؟

اسی قسم سے وہ قول بھی ہے جو ہمارے اسلاف نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ہے۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ☆ (تکاثر۔۸)	پھر اس دن نعمت کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا یعنی صحت کے متعلق تم سے پوچھا جائے گا۔

مسند امام احمد میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا:۔

اے عباس اے رسول خدا کے چچا! دنیا اور آخرت دونوں میں اللہ سے عافیت مانگئے۔ ۴

مسند احمد ہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَلُوا اللّٰهَ الْيَقِيْنَ وَالْمُعَافَاةَ فَمَا أُوْتِيَ اَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ☆ ۵	میں نے پیغمبر خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا سے یقین اور عافیت طلب کرو۔ اس لئے کہ کسی کو یقین کے بعد جو سب سے بڑی دولت ملی ہے وہ عافیت ہے۔

اس حدیث میں دنیا و آخرت دونوں کی عافیت کو یکجا کر دیا کیوں کہ دنیا و آخرت میں بندہ کی پوری طور پر اصلاح یقین و عافیت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی چنانچہ یقین کے ذریعہ آخرت کے عذاب کا دفاع ہوتا ہے۔ اور عافیت سے دنیا کے تمام قلبی وجسمانی امراض دور ہوتے ہیں۔

سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فَمَا أُوْتِيَ اَحَدٌ بَعْدَ يَقِيْنٍ خَيْرًا مِنْ مُعَافَاةٍ☆ ۶	اللہ تعالیٰ سے تم فضل و عافیت اور صحت طلب کرو اس لئے کہ کسی کو یقین کے بعد صحت مندی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں عطا کی گئی ہے۔

انہیں تین کے ذریعہ ہر طرح کے شروں سے بچنا ممکن ہے شرور ماضیہ کا ازالہ فضل کے ذریعہ اور موجود شرور کا دفاع عافیت کے ذریعہ اور آئندہ کے متوقع شرور سے بچاؤ صحت کے ذریعہ ممکن ہے اگر یہ تینوں حاصل ہو جائیں تو دائمی اور دوامی عافیت نصیب ہو جائے۔

ترمذی میں مرفوعاً روایت ہے۔

مَـا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ☆	خدا سے جس چیز کا سوال کیا جاتا ہے اس میں سب سے اس کے نزدیک پسندیدہ عافیت کا سوال ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے ابو درداء سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے صحت و عافیت دی جائے اور میں اس پر شکر ادا کروں یہ بہتر ہے اس سے کہ مجھے آزمائش میں مبتلا کیا جائے اور اس پر میں صبر کروں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبر خدا بھی تمہارے ساتھ عافیت ہی کو بہتر سمجھتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور آپ سے عرض کیا کہ پنجگانہ نماز کی ادائیگی کے بعد میں خدا سے کس چیز کا سوال کروں؟ آپ نے فرمایا کہ خدا سے عافیت طلب کرو۔ اس کو آپ نے دو بار کہا اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ دنیا اور آخرت دونوں میں عافیت طلب کرو۔

جب صحت و عافیت کا یہ مقام ہے۔ تو اس کی مناسبت و رعایت سے ہم یہاں ہدایات نبوی اور سنن کا ذکر کریں گے جو شخص ان میں غور وفکر کرے گا۔ اسے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ جائے گی۔ کہ مطلقاً یہ کامل ترین ہدایات ہیں جن سے جسمانی و قلبی صحت کی حفاظت کلی طور پر کی جا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ دنیاوی اور اخروی زندگی

کی حفاظت ہوسکتی ہے۔ اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے اس کے سوا کوئی طاقت وقوت نہیں۔

۱۔ بخاری نے ۱۱/۱۹۶ کتاب الرقاق میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۲۔ ترمذی نے ۲۳۴۷ میں ابن ماجہ نے ۴۱۴۱ میں ہر دو نے کتاب الزہد کے تحت اس کو نقل کیا ہے۔ اور امام بخاری نے ''الادب المفرد'' ۳۰۰ میں اور حمیدی نے اپنی مسند کے صفحہ ص ۴۳۹ میں اس کو بیان کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے لیکن اس کی تائید ابو درداء کی اس حدیث سے ہوئی جسے ابن حبان نے ۲۵۰۳ میں ذکر کیا ہے۔ اور اس کا دوسرا شاہد ابن عمر کی حدیث ہے جسے ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے لہٰذا یہ حدیث ان دونوں شواہد سے قوی ہو جاتی ہے۔

۳۔ ترمذی نے ۳۵۵۵ میں کتاب التفسیر کے باب ومن سورۃ الھاکم التکاثر کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔ اس کی اسناد صحیح ہے۔ ابن حبان نے ۲۵۸۵ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۴۔ امام احمد نے ۱۷۸۳ میں اور ترمذی نے ۳۵۰۹ میں کتاب الدعوات کے تحت اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد کوفی نامی راوی ضعیف ہے۔

۵۔ احمد نے ۵'۱۷ میں ابن ماجہ نے ۳۸۴۹ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ہماری تعلیق علی مسند ابی بکر الصدیق میں اس کی تخریج کی گئی ہے۔

۶۔ نسائی نے ''عمل الیوم واللیلہ'' میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۷۔ امام ترمذی نے ۳۵۱۰ میں کتاب الدعوات کے تحت اس کو نقل کیا ہے اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر ملیکی ایک راوی ہے جو ضعیف ہے۔

فصل (۸۸)

پیغمبر خدا کے کھانے پینے کی عادات

کھانے پینے کے سلسلے میں آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ خود کو کسی خاص

غذا کا پابند نہ بناتے کہ اس کے علاوہ کسی دوسری غذا کا استعمال آپ کے لئے دشوار ہو اس لئے کہ یہ طبیعت کے لئے مضر ہے اور کبھی کبھی اس سے طبیعت پر بڑی گرانی ہوتی ہے اگر عادت کے خلاف غذا کا استعمال نہ کرے تو پھر نہ کھانے کے سبب کمزوری کا اندیشہ ہے یا ہلاکت کا خطرہ ہے اور اگر خلاف عادت کوئی غذا استعمال کرتا ہے تو طبیعت اسے قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو اس سے نقصان ہوتا ہے اس لئے کسی ایک انداز کے کھانے کا معمول خواہ وہ عمدہ ترین غذا کیوں نہ ہو۔ایک زبردست خطرہ ہے۔

بلکہ آپ اپنے شہر کے باشندوں کے مزاج کے مطابق ہی غذا استعمال کرتے خواہ وہ از قسم گوشت ہو پھل ہو یا روٹی ہو کھجوریں ہوں ان تمام چیزوں کا ذکر ہم آپ کے ماکولات کی بابت ہدایات کے بیان میں کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کی طرف آپ مراجعت کریں۔

اگر ماکول و مشروب میں سے کسی ایک میں ایسی کیفیت ہو جس کے توازن و اصلاح کی ضرورت ہوتی تو آپ اس کی اصلاح اس کی ضد سے کرتے اور امکانی حد تک توازن کرتے اور اگر دشوار ہوتا تو پھر اسی انداز سے تناول فرما لیتے مثال کے طور پر آپ کھجور کے استعمال کے وقت تربوز کو بھی ملا لیتے تا کہ کھجور کی حرارت اور تربوز کی برودت سے توازن پیدا ہو جائے۔ اگر یہ چیز دستیاب نہ ہوتی تو آپ اپنی خواہش کے مطابق اور حسب ضرورت غذا استعمال کرتے اس میں تکلف نہ فرماتے کہ اس سے طبیعت کو کوئی ضرر پہنچے۔

اگر کھانے سے طبیعت گریز کرتی تو آپ نہ کھاتے اور طبیعت کو کھانے پر زبردستی آمادہ نہ کرتے یہی حفظان صحت کا بنیادی اصول ہے اس لئے کہ جب انسان طبیعت کے گریز کے باوجود اور خواہش نہ ہونے پر بھی کھانا کھا لیتا ہے۔ تو اس سے نفع سے کہیں زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔[1]

مَاعَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِلَّا تَرَكَهُ وَ لَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ وَلَمَّا قُدِّمَ اِلَيْهِ الضَّبُّ الْمَشْوِيُّ لَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَقِيْلَ لَهُ اَهُوَ حَرَامٌ! قَالَ "لَا" وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهُ ☆۲

پیغمبر خدا نے کبھی بھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔ اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ اور اسے تناول نہ فرماتے چنانچہ جب گوہ کا بھنا ہوا گوشت آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اسے نہیں کھایا آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ حرام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن ہمارے سرزمین عرب کا یہ جانور نہیں اس لئے میری طبیعت اس سے گریز کرتی ہے۔

اس میں آپ نے اپنی عادت اور خواہش کی رعایت فرمائی چونکہ عرب میں اس کے کھانے کا رواج نہ تھا اور آپ کی خواہش بھی نہ تھی اس لئے آپ خود اس سے رک گئے اور جس کو اسے کھانے کی خواہش تھی اسے منع بھی نہ کیا اور حکم دیا کہ جو عادی ہو اسے کھائے۔

آپ کو گوشت بہت پسند تھا اور دست کا گوشت تو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے بالخصوص بکری کے اگلے دست کا اسی لئے اسی میں زہر ملا کر آپ کو کھلایا گیا تھا صحیحین میں روایت ہے کہ۔

اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْہِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُہٗ☆ [3]	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانے میں گوشت پیش کیا گیا اور دست کا گوشت آپ کی طرف بڑھایا گیا اور آپ کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔

حضرت ابوعبیدہ وغیرہ نے ضباعہ بنت زبیر کا واقعہ نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے گھر میں ایک بکری ذبح کی آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اپنی بکری میں سے ہمیں بھی کھلانا انہوں نے قاصد سے کہا کہ اب تو صرف گردن ہی باقی رہ گئی ہے۔ اور مجھے شرم آتی ہے کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجوں قاصد نے واپس جا کر جب آپ کو یہ خبر دی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ جاؤ اور اس سے کہو کہ وہی بھیج دے۔ اس لئے کہ وہ بکری کا اگلا حصہ ہے۔ اور بکری کی گردن کا گوشت خیر کے زیادہ قریب اور اذیت سے دور ہوتا ہے۔ [4]

اور یہ حقیقت ہے کہ بکری کے گوشت میں سب سے لطیف حصہ گردن پہلو یا دست کا گوشت ہوتا ہے اس کے کھانے سے معدہ پر گرانی نہیں ہوتی اور زود ہضم بھی ہوتا ہے۔ اور غذا کے سلسلے میں ایک اصولی بات ہے کہ جس غذا میں یہ تین اوصاف پائے جائیں وہی اعلی درجہ کی غذا ہوگی۔

پہلا وصف: یہ کہ غذا اکثیر النفع ہو اور اعضاء پر پوری طرح اثر انداز ہو۔

دوسرا وصف: غذا لطیف ہو تا کہ معدہ گرانی نہ محسوس کر سکے بلکہ معدہ پر ہلکی ہو۔

تیسرا وصف: غذا زود ہضم ہو۔

غذا کی بہترین قسم ان خوبیوں کی حامل ہوتی ہے۔ اگر اس غذا کا تھوڑا حصہ بھی استعمال کرلیا جائے تو وہ کثیر مقدار کی غذا سے کہیں زیادہ نفع بخش ثابت ہوگی۔

آپ حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ اور یہ تینوں چیزیں یعنی گوشت، شہد اور حلوا سب سے عمدہ ترین غذا ہے اور یہ بدن اور جگر اور اعضاء کے لئے بے حد مفید ہے۔ اگر کوئی ان چیزوں کو بطور غذا استعمال کرے تو اس سے صحت وقوت کی حفاظت میں غیر معمولی فائدہ ہوگا۔ اور ان چیزوں کو وہی شخص ناپسند کرسکتا ہے، جس کو کوئی مرض لاحق ہوگا یا کسی افتاد کا شکار ہوگا۔

آپ روٹی سالن کے ساتھ استعمال فرماتے اگر سالن میسر آتا اور آپ کبھی سالن میں گوشت لیتے اور فرماتے، کہ یہ دنیا اور آخرت دونوں جگہوں کے کھانے کا سردار ہے، اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ۵ اور کبھی آپ تربوز اور کبھی کھجور کے ساتھ روٹی تناول فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے جو کی روٹی کے ایک ٹکڑے پر کھجور رکھ کر فرمایا کہ یہ کھجور اس روٹی کا سالن ہے، ۶ اور یہ بہترین غذا کی صورت ہے، اس لئے کی جو کی روٹی یابس بارد ہوتی ہے۔ اور کھجور اطباء کے دو قول میں سے اصح قول کے مطابق حار رطب ہے چنانچہ جو کی روٹی اس سالن کے ساتھ عمدہ ترین غذا ہے بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو اس کے عادی ہوں جیسے اہل مدینہ اس کے عادی ہوتے ہیں۔ اور کبھی آپ روٹی سرکہ کے ساتھ تناول فرماتے اور یہ فرماتے کہ سرکہ بہترین سالن ہے سرکہ کی یہ تعریف حالات کے مقتضی کے مطابق ہے اس سے کوئی شخص دوسرے سالنوں پر سرکہ کی فضیلت نہ سمجھ بیٹھے جیسا کہ بعض نادانوں نے اس سے سرکہ کی فضیلت سمجھ لی ہے۔ حدیث کا موقف سمجھنے کے لئے یہ سمجھیں کہ ایک روز آپ گھر میں تشریف لائے تو گھر والوں نے آپ کے سامنے روٹی پیش کی تو آپ نے فرمایا کیا شوربہ بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہمارے یہاں اس وقت سرکہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ بہترین سالن سرکہ ہے۔ ے

مقصود کلام یہ ہے کہ سالن کے ساتھ روٹی کھانا حفظان صحت کے اصول میں

سے ہے۔صرف ان میں سے کسی ایک کے استعمال سے بہتر ہے کہ دونوں کا ایک ساتھ استعمال کیا جائے۔ ادام کا لغوی معنی اصلاح کے ہیں۔ گویا سالن سے روٹی کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور وہ حفظان صحت کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہے۔ آپ کا یہ قول بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسے آپ نے پیغام دینے والے سے فرمایا کہ مخطوبہ کو دیکھ لینا مستحب ہے اس لئے کہ اس سے باہمی موافقت وملائمت کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ جب شوہر بیوی کو دیکھ کر شادی کرتا ہے تو ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں اور شرمندگی سے دوچار ہونا نہیں پڑتا۔

آپ اپنے علاقے کے پھلوں کا استعمال اس کے موسم میں فرماتے تھے اور اس سے پرہیز نہ کرتے یہ بھی حفظان صحت کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے ذریعہ ہر علاقہ میں پھل پیدا کئے جو اس علاقہ کے باشندوں کے لئے موسم میں سودمند ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کے بہتات کے وقت استعمال کر کے آسودہ ہو جاتے ہیں اس سے ان کی صحت وتوانائی میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہ پھل انہیں کتنی ہی دواؤں سے بے نیاز کر دیتے ہیں اور بہت کم ایسے لوگ ہیں جو اپنے علاقے کے پھلوں سے بیماری کے خوف سے پرہیز کرتے ہیں۔ ہاں ایسے شخص کو پرہیز کرنا مناسب ہے۔ جو بہت زیادہ بیمار رہتا ہے اور اس کی صحت وقوت کی بازیابی کی کوئی توقع بھی نہ ہو۔

ان پھلوں میں جو رطوبت کی کثرت ہوتی ہے۔ وہ موسم اور زمین موافق ہوتی ہے۔ اور معدہ کی حرارت پکا کر اس کے مضرت کو ختم کر دیتی ہے۔ مگر اس کے کھانے میں بداحتیاطی نہ کی جائے۔ اور پھل کا استعمال طبیعت کی قوت برداشت سے زیادہ بھی نہ ہو کہ اسے برداشت نہ کر سکے اور نہ اتنا کھالے کہ غذا کو ہضم ہونے سے پہلے ہی فاسد کر دے اور نہ اس کے استعمال کے بعد مزید پانی استعمال کر کے اسے فاسد کیا جائے اور نہ غذا کا استعمال پانی کے استعمال کے بعد کیا جائے اس لئے کہ عموماً قولنج

۷ مسلم نے ۲۰۵۲ میں کتاب الاشربتہ باب فضیلہ الخل کے تحت اور ابو داؤد نے ۳۸۲۰ میں ترمذی نے ۱۸۴۰ میں ابن ماجہ نے ۳۳۱۷ میں نسائی نے ۱۴/۷ میں کتاب الایمان کے باب اذ احلف الایاتدم فاکل خبزاً بخل کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

فصل (۸۹)

کھانے کی نشست کا طریقہ نبوی

صحیح حدیث سے آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔[۱] بلکہ میں بیٹھ کر کھاتا ہوں اور نوکر کی طرح میں بیٹھتا ہوں اور نوکر جس طرح کھاتا ہے اسی طرح میں بھی کھانا کھاتا ہوں۔[۲]

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا کہ آپ نے ایک شخص کو منہ کے بل لیٹ کر کھانے سے منع فرمایا۔[۳]

اتکاء کا ترجمہ پالتی مار کر بیٹھنے سے کیا گیا اور بعض نے کسی ایسی چیز پر ٹیک لگانے سے کیا کہ اگر وہ چیز ہٹالی جائے تو ٹیک لگانے والا گر جائے اور کسی نے اس کا مفہوم پہلو پر ٹیک لگانے سے ادا کیا ہے۔ٹیک لگانے کی یہ تین صورتیں ہیں ان تینوں صورتوں میں سے پہلو پر ٹیک لگا کر کھانے کی صورت ضرر رساں ہے اس لئے کہ مجری طعام اس سے اپنی طبعی حالت پر نہیں رہ جاتا جس کی وجہ سے کھانا معدہ کی طرف تیزی سے نہیں پہنچ پاتا بلکہ معدہ دبا رہتا ہے۔اس لئے غذا لینے کے لئے پوری طرح نہیں کھل پاتا۔اس کے علاوہ ایک طرف کو ڈھلکا ہوا رہتا ہے۔اور وہ اپنے انداز انتصاب پر برقرار نہیں رہتا لہٰذا غذا آسانی معدہ تک نہیں پہنچ پاتی۔

اور بقیہ دونوں صورتیں تو متکبرین کی نشست کا انداز ہے جو عبودیت کے منافی ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں غلام کی طرح کھانا کھاتا ہوں آپ کھانا کھاتے وقت اقعاء (اکڑوں) کے انداز پر ہوتے۔[۴] یہ بھی آتا ہے کہ آپ کھانے

کے وقت سرین اور زانو پر بیٹھتے بایں طور کہ بائیں پیر کی کف پا دائیں پیر کی پشت پر رکھتے کہ اس انداز نشست میں خدا تعالیٰ کے لئے فروتنی کا اظہار ہے اور اس کا کمال ادب ہے۔ اور کھانے اور کھلانے والے کا احترام بھی ہے۔ اور یہی انداز نشست کھانے کی تمام نشستوں سے بہتر ہے اس لئے کہ اس انداز میں تمام اعضاء اپنی طبعی حالت پر رہتے ہیں جس انداز اور ادب پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اور جب انسان کے اعضاء اپنی حالت پر رہوں تو غذا بھی ہضم کا پورا لطف اٹھاتی ہے۔ اور یہ صورت صرف اسی انداز پر پیدا ہوسکتی ہے۔ جب انسان طبعی حالت پر کھڑا ہو کھانے کی بدترین صورت پہلو پر ٹیک لگا کر کھانے کی ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ مری اور نگلنے والے دوسرے حصہ قناۃ غذا اس وقت تنگ ہو جاتے ہیں اور معدہ بھی طبعی انداز پر نہیں رہ جاتا اس لئے کہ وہ زمین سے متصل شکم کی وجہ سے انچوڑ کھاتا ہے۔ اور پشت اس حجاب سے متصل ہوتی ہے۔ جو آلات غذا اور آلات تنفس میں فاصل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر اتکاء سے مراد گاؤ تکیہ اور نرم گدا پر ٹیک لگانا ہو جو بیٹھنے والے کے نیچے ہوتا ہے۔ تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا معنی یہ ہوگا کہ میں نرم گدوں اور گاؤ تکیوں پر ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ جیسا کہ متکبرین اور زیادہ کھانے والے لوگ کرتے ہیں۔ بلکہ میں بقدر کفاف کھاتا ہوں جتنے پر گذارہ ہو جائے اور نوکر بھی بقدر کفاف ہی کھاتا ہے۔

۱؎ امام بخاری نے ۹/۴۷۲ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الاکل متکئا کے تحت حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کو ذکر کیا ہے۔

۲۔ ابوالشیخ نے اس کو حدیث عائشہ سے نقل کیا ہے اس کی سند میں عبید اللہ بن ولید وصافی راوی ضعیف ہے لیکن ابن سعد ۱/۳۸۱ کے نزدیک یہ حدیث دوسرے طریقوں سے مروی ہے۔اس کی شاہد حسن کی ایک مرسل حدیث ہے جسے امام احمد نے کتاب الزہد ص ۲۵ میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے چنانچہ یہ حدیث اس طرح قوی ہو جاتی ہے۔اور صحیح قرار پاتی ہے۔

۳۔ ابن ماجہ نے ۳۳۷۰ میں کتاب الاطعمہ باب النھی عن الاکل منبطحا کے تحت اس کو ذکر کیا ہے۔ اور ابوداؤد نے ۳۷۷۵ میں حدیث جعفر بن برقان کو عن الزہری عن سالم عن ابیہ کے واسطے سے ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ اس حدیث کو جعفر نے زہری سے نہیں سنا ہے۔ وہ منکر الحدیث بھی ہے۔ چنانچہ حدیث یوں مروی ہے حدثنا ھارون بن زید بن ابی الزرقاء حدثنا ابی حدثنا جعفر انہ بلغہ عن الزھری بھذا الحدیث۔

۴۔ امام مسلم نے ۲۰۴۴ میں حدیث انس بن مالک کو یوں روایت کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ کو اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے ہوئے دیکھا ''اقعاء'' کا معنی ہے کہ آدمی اپنی سرین کے دونوں حصوں پر اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھڑا رکھتے ہوئے بیٹھے (اکڑوں بیٹھنا)۔

(۹۰) فصل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی ترکیب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے اور یہی کھانے کے طریقوں میں سب سے نافع طریقہ ہے اس لئے کہ ایک یا دو انگلی سے کھانے سے کھانے والے کو لذت نہیں ملتی اور نہ خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ آسودگی ہی ہوتی ہے۔ مگر جب اس طور پر دیر تک کھایا جائے اور غذا کا لقمہ بھرپور نہ ہونے کی وجہ سے قناۃ ہضم معدہ کو فرحت نہیں ہوتی بلکہ وقفہ وقفہ سے غذا معدہ میں پہنچتی ہے جیسے کوئی

دانہ چن کر اٹھائے اور کھائے تو اس طرح کھانا نہ مزہ دیتا ہے۔ اور نہ خوشگوار ہوتا ہے۔ اور پانچوں انگلیوں اور ہتھیلی تک کھانے میں آلودہ کر لینے سے آلات ہضم ومعدہ پر غذا کا بار پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات کثرت غذا سے کھانا اٹک جاتا ہے۔ اور موت ہو جاتی ہے اور بعض وقت آلات غذا کو اچھو لگنے کی وجہ سے وہ غذا کو باہر کر دیتے ہیں معدہ اس کی قوت برداشت نہیں رکھتا اور نہ کھانے میں لذت حاصل ہوتی ہے اور نہ فرحت ملتی ہے۔ اس لئے آپ کے کھانے کا طریقہ سب سے زیادہ نافع ہے اور جو آپ کے کھانے کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے تین انگلی سے کھائے وہ بھی اس نفع سے متمتع ہو سکتا ہے۔

فصل (۹۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانوں کا بیان

جس نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی غذاؤں پر غور کیا اور آپ کے ماکولات کے بارے میں تحقیق کی اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ نے دودھ اور مچھلی کبھی ایک ساتھ استعمال نہیں کی اور نہ دودھ کے ساتھ ترشی استعمال کی نہ آپ نے کبھی دو گرم غذاؤں کو ساتھ ساتھ لیا نہ دو ٹھنڈی غذا کو ایک ساتھ کھایا نہ دو لیسدار چیزوں کو اکٹھا کیا نہ دو قابض چیزیں ساتھ تناول فرمائیں نہ دو مسہل غذا اور نہ دو غلیظ غذا کو یکجا کیا نہ نرم کرنے والی غذا کو لیا اور نہ دو ایسی غذاؤں کو ہمراہ لیا جو کسی ایک خلط میں تبدیل ہو جائیں۔ نہ دو متضاد و مختلف چیزوں کو جیسے ایک قابض اور دوسری مسہل کو یکجا استعمال فرمایا یا زود ہضم اور دیر ہضم غذا ایک ساتھ کھائی اور نہ بھنی ہوئی اور پکائی ہوئی چیز کو اور نہ تازہ اور خشک غذا کو ساتھ ساتھ استعمال فرمایا۔ اسی طرح نہ آپ نے دودھ اور انڈا' گوشت اور دودھ ایک ساتھ تناول فرمایا اور یہ بھی آپ کا معمول تھا کہ بہت زیادہ گرم

آپ کی ہدایت یہ نہیں کہ کھانا کھانے کے بعد پانی پی لے کر اس سے کھانا فاسد ہو جاتا ہے بالخصوص جبکہ پانی بہت زیادہ گرم یا زیادہ ٹھنڈا ہو تو بہت زیادہ نقصان دہ ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وَلَا تَکُنْ عِنْدَ اَکْلِ سُخْنٍ　　　وَدُخُوْلِ الْحَمَّامِ تَشْرَبُ

وَبَرْدٍ مَاءٍ

گرم و سرد کھانے کے وقت اور حمام میں داخل ہونے کے وقت پانی پینے سے پرہیز کرو۔

فَاِذَامَا اجْتَنَبْتَ ذٰلِکَ حَقًّا　　　لَمْ تَخَفْ مَاحُیِّیْتَ فِی

الْجَوْفِ دَاءٍ

اگر تم نے اس سے صحیح معنوں میں پرہیز کر لیا تو جبتک تم زندہ ہو گے بیماری کا کوئی خطرہ نہیں۔

اسی طرح ورزش تھکن اور جماع کے بعد فوراً پانی کا استعمال کرنا اچھا نہیں اسی طرح کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد اور پھل کے استعمال کے بعد بھی پانی استعمال نہ کرنا چاہئے اگر چہ پانی پینے کی ترکیب میں بعض کمتر درجہ اور بعض بہت زیادہ سہولت کی حامل ہو اور جماع کے بعد اور سو کر بیدار ہونے کے بعد پانی پینا حفظان صحت کے اصول کے بالکل منافی ہے۔ اس لئے کہ طبائع الگ الگ ہوتے ہیں۔

---

1. ترمذی نے ۱۸۵۷ میں کتاب الاطعمۃ کے باب ماجاء فی فضل العشاء کے تحت حدیث انس بن مالک سے اس کو نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ضعیف اور مجہول ہے اور ابن ماجہ نے ۳۳۵۵ میں کتاب الاطعمۃ باب ترک العشاء کے ذیل میں حدیث جابر سے اس کو ذکر کیا ہے اس کی سند میں ابراہیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن باباہ مخزومی نامی راوی ضعیف ہے۔

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006

فصل (۹۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال مشروبات کا انداز

پانی پینے میں آپ کا طریقہ سب سے کامل ترین ہے اگر ان طریقوں کی رعایت کی جائے تو حفظان صحت کے اعلیٰ ترین اصول ہاتھ آ جائیں۔ آپ شہد میں ٹھنڈا پانی ملا کر پیتے تھے۔ اس میں حفظان صحت کا وہ باریک نکتہ پنہاں ہے جہاں تک رسائی بجز فاضل اطباء کے کسی کی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ شہد نہار منھ چاٹنے اور پینے سے بلغم پگھل کر خارج ہوتا ہے۔ خمل معدہ صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس کی لزوجت (چپک) ختم ہو جاتی ہے۔ اور فضلات دور ہو جاتے ہیں۔ اور معدہ میں معتدل گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کے سدے کھل جاتے ہیں جو بات معدہ میں اس کے استعمال سے ہوتی ہے۔ وہی گردہ جگر اور مثانہ میں اس کا اثر ہوتا ہے اور معدہ کے لئے یہ ہر شیریں چیز سے زیادہ مفید ہے البتہ معمولی طور پر جن لوگوں میں صفراء کا غلبہ ہوتا ہے۔ انہیں اس سے ضرر پہنچتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی حدت سے حدت صفراء دوگنی ہو جاتی ہے۔ اور کبھی صفراء میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی مضرت کو دور کرنے کے لئے اس کو سرکہ کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ جس سے غیر معمولی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور شہد کا پینا شکر وغیرہ کے دیگر مشروبات کے مقابل بہت زیادہ نافع ہے بالخصوص جن کو ان مشروبات کی عادت نہ ہو اور نہ ان کی طبیعت اس کی خوگر ہو اس لئے کہ اگر وہ اس کو پیتا ہے۔ تو اس سے وہ بات نہیں پیدا ہوگی جو شہد کے پینے سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں اصل چیز عادت ہے اس لئے کہ عادت ہی اصول کو منہدم کر کے نئے اصول مرتب کرتی ہے۔

اور جب کسی مشروب میں حلاوت و برودت دونوں ہی موجود ہوں تو اس سے بدن کو غیر معمولی نفع پہنچتا ہے اور حفظان صحت کی سب سے اعلیٰ تدبیر ہے اس سے

ارواح واعضاء میں بالیدگی آتی ہے۔ اور جگر اور دل کو اس سے بے حد لگاؤ ہے اور اس سے بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں جب دونوں وصف ہوں تو اس سے غذائیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور غذا کو اعضاء تک پہنچانے کا کام بھی ہو جاتا ہے۔ اور جب غذا اعضاء تک پہنچ جائے تو کام پورا ہو جاتا ہے۔

آب سرد تر ہے یہ حرارت کو توڑتا ہے اور جسم کی رطوبات اصلی کی حفاظت کرتا ہے۔ اور انسانی بدن کے بدل ما تحلل کو پیش کرتا ہے اور غذا کو لطیف بنا کر رگوں میں پہنچاتا ہے۔

اطباء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کہ آب سرد سے بدن کو غذائیت حاصل ہوتی ہے۔ یا نہیں؟ اس سلسلے میں اطباء کے دو قول منقول ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ اس میں تغذیہ ہے اس لئے کہ مشاہدہ ہے کہ آب سرد کے استعمال کے بعد طبیعت میں جان آجاتی ہے اور جسمانی نمود ہوتا ہے۔ خاص طور پر شدید ضرورت کے وقت پانی پینے سے غیر معمولی توانائی آجاتی ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ حیوانات و نباتات کے درمیان چند چیزوں میں قدر مشترک ہے پہلی چیز نمو دوسری غذائیت اور تیسری چیز اعتدال ہے اور نباتات میں حسی قوت موجود ہے۔ جو اس میں اس کی حیثیت سے پائی جاتی ہے۔ اسی لئے نباتات کا تغذیہ پانی سے ہوتا ہے پھر حیوان کے لئے پانی میں کوئی تغذیہ نہ ہو سمجھ سے بالاتر چیز ہے بلکہ پانی کو حیوان کی کامل غذا کا ایک حصہ ہونا چاہئے۔

لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ہم تو یہ نہیں کہتے کہ پانی کا غذائیت میں کوئی حصہ نہیں بلکہ ہم تو صرف اس کا انکار کرتے ہیں کہ پانی سے تغذیہ نہیں ہوتا انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ کھانے میں غذائیت پانی ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو کھانے سے غذائیت ہی حاصل نہ ہوتی۔

لوگوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ حیوانات و نباتات کا مادہ پانی ہے۔ اور

جو چیز کسی شے کے مادہ سے قریب ہوتی ہے۔ اس سے تغذیہ حاصل ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں جب پانی ہی مادہ اصل ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ☆ — ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندگی بخشی۔

(انبیاء۔۳۰)

تو پھر اس چیز کے تغذیہ سے کیسے ہم انکار کر سکتے ہیں جو مطلقاً مادہ حیات ہو۔

مزید برآں ہم پیاسوں کو دیکھتے ہیں کہ جہاں ٹھنڈے پانی سے ان کی تشنگی بجھی ان میں دوبارہ جان آ گئی اور ان کی قوت ونشاط اور حرکت تینوں باز یاب ہو گئے۔ اگر کھانا نہ بھی ملے تو صبر کر لیتے ہیں۔ بلکہ تھوڑے کھانے پر اکتفا کر لیتے ہیں اسی طرح ہم نے پیاسے کو دیکھا کہ کھانے کی زیادہ مقدار رکھا کر بھی اس کی تشنگی نہیں جاتی اور نہ اس کے بعد اسے قوت کا احساس ہوتا ہے۔ نہ غذائیت کا شعور ہوتا ہے۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ پانی غذا کو اجزائے بدن تک پہنچاتا ہے۔ اور غذائیت کی تکمیل پانی ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ بلکہ ہم تو اس شخص کی بات بھی تسلیم نہیں کرتے جو پانی کے اندر قوت تغذیہ بالکل نہیں مانتا اور غالباً ہمارے نزدیک اس کی یہ بات امور وجدانی کے ہم پلہ ہے۔

ایک جماعت نے پانی سے تغذیہ کے حصول کا انکار کیا ہے۔ اور انہوں نے ایسی چیزوں سے استدلال کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ صرف پانی پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا اور پانی کھانے کے قائم مقام نہیں ہو سکتا اس سے اعضاء کا نمو نہیں ہوتا اور نہ وہ بدل ما تحلل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی طرح کی باتیں استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ جن کا قائلین تغذیہ نے بھی انکار نہیں کیا وہ تو کہتے ہیں کہ پانی میں غذائیت اس کے جوہر اس کی لطافت و رقت کے مطابق ہوتی ہے۔ اور ہر چیز اپنی حیثیت ہی سے مفید تغذیہ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مشاہدہ ہے آہستہ خرام ٹھنڈی تازہ ہوا

بدن کو بھلی لگتی ہے اور اپنی حیثیت سے وہ ہوا تغذیہ بدن کرتی ہے۔ اسی طرح عمدہ خوشبو سے بھی ایک قسم کا تغذیہ ہوتا ہے۔ اس بیان سے پانی کی غذائیت کی حقیقت منکشف ہوگئی۔

حاصل کلام یہ کہ جب پانی ٹھنڈا ہو اور اس میں شہد کشمش یا کھجور یا شکر کی شیرینی آمیز ہو تو بدن میں جانے والی تمام چیزوں میں سے سب سے زیادہ نفع بخش ہوگا اور اسی سے صحت کی حفاظت ہوگی اسی لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا شیریں مشروب بہت زیادہ مرغوب تھا اور نیم گرم پانی نفاخ ہوتا ہے۔ اور اس کے مخالف عمل کرتا ہے۔

باسی پانی پیاس کے وقت پینا بہت زیادہ نافع اور مفید ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ابوالھیثم بن التیھان کے باغ میں تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا کسی مشکیزہ میں باسی پانی ہے؟ ابوالھیثم نے باسی پانی پیش کیا آپ نے نوش فرمایا اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ الفاظ یوں ہیں اگر کسی مشکیزہ میں باسی پانی موجود ہو تو ہم منہ لگا کر پی لیں۔[1]

باسی پانی خمیر آرد کی طرح ہے۔ اور اسے اپنے وقت سے نہار منہ پیا جائے تو افطار صوم کی طرح ہے دوسری بات یہ ہے کہ رات بھر گذرنے کی وجہ سے باریک سے باریک اجزاء ارضی تہ نشین ہو جاتے ہیں۔ اور پانی بالکل صاف شفاف ہو جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی شیریں کیا جاتا تھا اور آپ باسی پانی پینا پسند فرماتے تھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ آپ کے پینے کے لئے پانی[2] سقیا کے کنویں سے لایا جاتا۔

مشکیزوں اور مٹکوں کا پانی مٹی اور پتھر وغیرہ کے برتنوں میں رکھے ہوئے پانی سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ بالخصوص جب چمڑے کا مشکیزہ ہو اسی وجہ سے آپ نے

چمڑے کے پرانے مشکیزے کا باسی پانی طلب فرمایا اور دوسرے برتنوں کا پانی آپ نے نہیں مانگا اس لئے کہ چمڑے کے مشکیزے میں جب پانی رکھا جاتا ہے تو وہ دوسرے برتنوں کے مقابل زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ان مشکیزوں میں مسامات ہوتے ہیں۔جن سے پانی رستا رہتا ہے۔اسی وجہ سے مٹی کے برتن کا پانی جس سے پانی رستا رہتا ہے دوسرے برتنوں کے بہ نسبت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔اور زیادہ ٹھنڈا بھی ہوتا ہے۔کیونکہ ہوا ان مسامات سے گذر کر اس کو ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ کی رحمتیں اور درود نازل ہوں اس ذات پر جو مخلوق میں سب سے کامل سب سے زیادہ شریف النفس اور سب سے افضل طور پر رہنمائی کرنے والی ہے۔جنہوں نے اپنی امت کی سب سے زیادہ نفع بخش اور بہتر امور کی طرف رہنمائی کی جو قلوب و اجسام اور دین و دنیا ہر ایک کے لئے بہت زیادہ مفید اور نافع ہیں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ مرغوب شیریں اور ٹھنڈا مشروب تھا'' ۳ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد شیریں پانی ہو جیسے چشمے کنویں کے شیریں پانی ہوتے ہیں۔اس لئے کہ آپ کے سامنے شیریں پانی پیش کیا جاتا اور دوسرا احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد شہد آمیز پانی ہو یا چھوہارے اور کشمش کا مشروب مراد ہو لیکن بہتر بات یہی ہے کہ اس سے دونوں ہی معنی مراد ہوں تا کہ یہ سب کو شامل ہو جائے۔

صحیح حدیث میں آپ کے اس قول ''اِنْ کَانَ عِنْدَکَ مَاءٌ بَاتَ فِی شَنٍّ وَاِلَّا کَرَعْنَا ''یعنی اگر تمہارے مشکیزہ کا باسی پانی موجود ہو تو ہم منہ لگا کر پی لیں) سے منہ لگا کی پانی پینے کا جواز نکلتا ہے خواہ یہ پانی حوض کا ہو یا کسی مشکیزے وغیرہ کا یا کوئی خاص واقعہ ہو جس میں منہ لگا کر پانی پینے کی ضرورت پیش آئی ہو۔یا آپ نے اسے بیان جواز کے لئے ایسا کیا اس لئے کہ بہت سے لوگ اسے برا سمجھتے ہیں۔اور اطباء تو اسے حرام قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس سے معدہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ایک

حدیث جس کی صحت کا مجھے علم نہیں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیٹ کے بل پانی پینے سے منع فرمایا اور یہی کرع ہے۔ اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ ہم ایک ہاتھ کے چلو سے پانی پیئیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کتے کی طرح پانی نہ پئے۔ اور رات میں کسی برتن سے پانی نہ پئے۔ یہاں تک کہ اسے اچھی طرح دیکھ بھال کرلے ہاں اگر وہ برتن ڈھکا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ ۴

اور بخاری کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے اگر یہ حدیث صحیح ہو تو ان دونوں کے درمیان کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ اس وقت شاید ایک ہاتھ سے پانی پینے میں دشواری ہوتی تھی اس لئے آپ نے فرمایا کہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ اور منہ سے پانی پینا اس وقت ضرر رساں ہے جب پینے والا اپنے منہ اور پیٹ پر جھکا ہو جیسے کہ نہر اور تالاب سے پانی پیا جاتا ہے لیکن اگر کھڑے ہو کر کسی بلند حوض سے منہ لگا کر پانی پیا جائے تو ایسی صورت میں ہاتھ سے اور منہ لگا کر پانی پینے میں کوئی فرق نہیں۔

۱۔ بخاری نے ۱۰/۷۷ میں کتاب الاشربہ باب الکرع فی الحوض میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۲۔ ابوداود نے ۳۷۳۵ میں کتاب الاشربتہ باب فی ایکاء الآنیتہ کے تحت ذکر کیا ہے۔ اور ابوالشیخ نے اخلاق النبی ص ۲۴۵ میں حدیث عائشہ سے بایں الفاظ روایت کیا ''قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُسْتَعْذَبُ وَلَہُ الْمَاءُ مِنْ بِئْرِ سُقْیَا'' اس کی سند حسن ہے اور حاکم نے ۴/۱۳۸ میں اس کو صحیح قرار دیا اور ذہبی نے بھی اس کا اثبات کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے لکھا ہے اپنی کتاب ''الفتح'' میں کہ اس کی سند عمدہ ہے اور ''سقیا'' حرہ کے ایک سرحدی مقام پر واقع ہے۔ اور حرہ ضواحی مدینہ کا علاقہ ہے جہاں کالے پتھر ہوتے ہیں طرفہا سرحدی پٹی کے معنی میں ہے۔

۳۔ امام احمد نے ۶/ ۳۸ '۴۰ میں ترمذی نے جامع ترمذی ۱۸۹۶ میں اور الشمائل ۱/ ۳۰۲ میں اس کو ذکر کیا اس کی سند صحیح ہے اس کو حاکم نے ۴/ ۱۳۷ میں صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ اور باب میں عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جس کو امام احمد نے ۱/ ۳۳۸ میں اس طرح روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کون سا مشروب زیادہ لذیذ ہوتا ہے آپ نے فرمایا شیریں اور ٹھنڈا مشروب سب سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس کی سند حسن ہے اور اس کی شواہد بہت سی روایات ہیں۔

۴۔ ابن ماجہ نے ۳۴۳۱ میں کتاب الاشربتہ کے باب الشرب بالاکف والکرع کے تحت اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی سند کا کچھ حصہ رہ گیا ہے۔ یہ حدیث مدلس ہے اور عنعنہ سے روایت کی گئی ہے۔ اور اس کا راوی زیادہ بن عبد اللہ ہے جو معروف نہیں۔

فصل (۹۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی پینے کا طریقہ

آپ کا طریقہ بیٹھ کر پانی پینے کا تھا عموماً آپ کی عادت شریفہ یہی تھی اور آپ سے مروی حدیث صحیح میں ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو قے کرنے کا حکم دیا۔ اور صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنفسہ آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا۔

ایک جماعت نے اس حدیث کو ناسخ برائے نہی مانا ہے اور دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ اس میں یہ صراحت ہے کہ نہی تحریم کے لئے نہیں ہے بلکہ صحیح بات کی طرف رہنمائی ہے اور کھڑے ہو کر نہ پینے کا حکم ہے ایک دوسری جماعت نے بیان کیا کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ آپ نے کسی خاص ضرورت کے تحت کھڑے ہو کر پانی پیا ہوگا۔

چنانچہ آپ آب زمزم کے پاس تشریف لائے لوگ پانی پی رہے تھے آپ

نے بھی پینا چاہا لوگوں نے آپ کے سامنے ڈول پیش کر دیا آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا یہاں ضرورت کی بنیاد پر ایسا کیا۔

کھڑے ہو کر پانی پینے میں چند دشواریاں پیش آتی ہیں۔ پہلی دشواری تو یہ کہ اس سے پوری طرح آسودگی نہیں ہوتی دوسری یہ کہ اس سے پانی معدہ میں اتنی دیر نہیں ٹھہرتا کہ جگر اسے دوسرے اعضاء تک ان کا حصہ پہنچا سکے۔

اور تیزی کے ساتھ معدہ کی طرف آتا ہے۔ جس سے خطرہ رہتا ہے کہ اس کی حرارت سرد پڑ جائے اور اس میں پیچیدگی پیدا ہو جائے اور زیریں بدن کی طرف تیزی سے بلا رعایت تدریج منتقل ہو جائے بہر حال ان سب سے پانی پینے والے کو نقصان پہنچتا ہے اگر اتفاقاً یا بوقت ضرورت ایسا ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اور جو لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کے عادی ہوں تو ان کا معاملہ دیگر ہے اس لئے کہ عادتیں طبیعت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ اس کے احکام دوسرے ہیں۔ جو فقہاء کے نزدیک خارج از قیاس کی طرح ہوتے ہیں۔ اور یہ انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔

فصل (۹۴)

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ آب نوشی کی حکمتیں

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے حدیث مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَيَقُوْلُ اِنَّهُ اَرْوَىٰ وَأَمْرَ أُوَابْرَأُ ☆ا	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی تین سانس میں پیتے تھے اور فرماتے کہ اس سے بڑی سیرابی خوشگواری اور بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔

شارع اور حاملین شرع کے نزدیک "شراب" پانی کو کہتے ہیں اور تنفسہ فی الشراب کا معنی یہ ہے کہ پانی کا پیالہ منہ سے ہٹا کر سانس لینا پھر دوبارہ منہ لگا کر پانی پینا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ کہ جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو پیالہ میں سانس نہ لے بلکہ پیالہ کو منہ سے الگ کر کے سانس لے۔ ۲

اس طریقہ شرب میں بڑی حکمتیں اور اہم فوائد ہیں چنانچہ آپ نے الفاظ میں ان حکمتوں کو بیان فرمایا کہ یہ طریقہ بڑی آسودگی والا پوری طرح نفع بخش اور شفا دینے والا ہے یعنی معدہ کو پیاس کی شدت اور اس کی بیماریوں سے نجات دیتا ہے۔ اس لئے کہ بھڑکتے ہوئے معدے پر چند دفعات میں وارد ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ سے جو سکون نہیں ملا تھا دوسری مرتبہ سے مل جاتا ہے اگر دوسری مرتبہ میں سکون نہ ہوا تو تیسری دفعہ میں اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ اور اس سے حرارت معدہ بھی باقی رہ جاتی ہے۔ اس لئے کہ ٹھنڈک اگر ایک ہی مرتبہ میں پہنچ جائے اور ایک ہی انداز میں تو اس سے معدہ کے سرد پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ معدہ کی سیرابی حرارت تشنگی کے یکا یک برودت سے آشنا ہونے کی وجہ سے نہیں ہو پاتی بلکہ سیرابی بتدریج استعمال سے ہوتی ہے اس لئے کہ کئی بار میں اس کا ہیجان ختم ہوتا ہے۔ اور اگر تشنگی ختم بھی ہو جائے تو پورے طور پر نہیں ہوتی بلکہ رفتہ رفتہ اور بتدریج استعمال سے پوری طرح پیاس جاتی رہتی ہے۔

نیز یہ طریقہ نتیجہ کے اعتبار سے بہت مناسب ہے اور ہر طرح کی آفت سے مامون ہے۔ جو یکبارگی پانی پینے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس وقت شدت برودت اور اس کی مقدار کی زیادتی کے باعث اس کی حرارت عزیزیہ کے پوری طرح بجھ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ یا اس طریقہ سے اس کے ضعف کا خطرہ رہتا ہے تو پھر ضعف کی صورت میں معدہ اور جگر کا مزاج فاسد ہو سکتا ہے۔ اور گرم علاقے کے لوگوں

میں تو اس سے امراض ردیہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے جیسے حجاز و یمن وغیرہ کے باشندے ہیں اسی طرح گرم موسم میں یکبارگی پانی پینا بڑے خطرات کا حامل ہے اس لئے کہ ان مقامات کے باشندوں کی حرارت عزیزی اندرونی جانب پہلے ہی سے کمزور ہوتی ہے اور گرمیوں کے موسم میں خصوصیت کے ساتھ۔

آپ کا فرمان ''امرا'' افعل التفضیل ہے مری فعل سے یعنی بدن میں کھانے پینے کا داخل ہونا اور اس کا جزو بدن بآسانی ہونا اور لذت وفائدہ کا پایا جانا اس کی تائید میں اللہ کا یہ قول ہے۔

فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا ☆ (نساء:۴) یعنی اس کو کھاؤ وہ نتیجہ کے اعتبار سے اور لذت و ذائقہ کے اعتبار سے خوشگوار ہے۔

اور بعض لوگوں نے امرا کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ مری سے تیزی سے گذر جائے اس کے سہل اور اس پر لطیف ہونے کی وجہ سے اس لئے کہ اگر پانی زیادہ ہوگا تو مری سے اس کا آسانی گذرنا مشکل ہوگا۔

اور ایک بارگی پانی پینے سے اچھو لگنے کا خطرہ ہوتا ہے کہ پانی کی زیادتی کی وجہ سے مجری غذا میں بندش پیدا ہوجائے جس سے اچھو لگ جائے اگر سانس لے کر ٹھہر گیا پھر پانی پیا تو اس کا خطرہ نہیں رہتا۔

ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جب پینے والا پہلی مرتبہ پانی پیتا ہے تو گرم بخارات دخانی جو پہلے سے قلب وجگر پر ہوتے ہیں اس جگہ آب سرد پہنچنے کی وجہ سے اوپر کی طرف بھاپ کی شکل میں اٹھتے ہیں جس کو طبیعت دفع کرتی ہے۔ مگر جب ایک ہی مرتبہ میں پانی پی لیا جائے تو ادھر سے ٹھنڈا پانی جاتا ہے۔ اور ادھر سے بخارات آتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی مدافعت میں باہم ٹکرا جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اچھو لگ جاتا ہے اور اس طرح پینے والے کو پانی سے پورے طور پر سیرابی بھی نہیں

نصیب ہو پاتی اور نہ خوشگواری حاصل ہوتی ہے عبداللہ بن مبارک اور بیہقی وغیرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ نَلْیَمَص الْمَاءَ مَصًا وَلَا یُعَبَّ عَبًّا فَاِنَّہٗ مِنَ الْکُبَادِ ☆۳	جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو اسے ٹھہر ٹھہر کر چسکی لے کر پئے اور غٹا غٹ نہ پئے کیونکہ اس سے جگر کی بیماری یا درد جگر ہوتا ہے۔

''کباد'' کاف کے ضمہ اور باء کے تخفیف کے ساتھ درد جگر کو کہتے ہیں۔ اور یہ بات تجربہ سے معلوم ہے کہ یکا یک پانی جب جگر پر پہنچتا ہے۔ تو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس میں کمزوری بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا اصل سبب وہ ٹکراؤ ہے جو اس کی حرارت اور آب سرد کی برودت کے مابین ہوتی ہے۔ خواہ وہ کیفیت کے اعتبار سے ہو یا کمیت کے اعتبار سے اگر تدریجی طور پر پہنچے تو اس کی حرارت سے نہیں ٹکرائے گا اور نہ اس کو کمزور کریگا مثال کے طور پر گرم ابلتی ہوئی ہانڈی میں ٹھنڈا پانی ڈالتے ہوئے دیکھئے کہ تھوڑا تھوڑا پانی ڈالنے سے ہانڈی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

چنانچہ امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

لَاتَشْرَبُوْا نَفَسًا وَاحِدًا کَشُرْبِ الْبَعِیْرِ وَلٰکِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰی وَ ثُلَاثَ وَ سَمُّوْا اِذْ اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوْا اِذْ اَنْتُمْ فَرَغْتُمْ ☆۴	اونٹ کے پانی پینے کی طرح تم ایک سانس میں پانی نہ پیو بلکہ تم دو یا تین سانس میں پانی پیا کرو اور پینے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو اور پینے کے بعد حمد و ثنائے الٰہی بیان کرو۔

کھانے پینے کے شروع میں تسمیہ اور کھانے کے بعد باری تعالیٰ کی حمد و ثنا

میں اس کے نفع اور خوشگواری کے لئے عجیب وغریب تاثیرات ہیں اور اس کے ضرر کے دفاع میں بھی اس کا بڑا ہاتھ ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ جب کھانے میں چار باتیں اکٹھا ہو جائیں تو سمجھ لو کہ کھانا مکمل ہو گیا کھانے کے شروع میں بسم اللہ اور کھانے کے بعد حمد باری تعالٰی اور کھانے والوں کی زیادتی یعنی بہت سے لوگ ایک ہی ساتھ بیٹھ کر کھائیں اور کھانا از قسم حلال ہو۔

۱؎ امام مسلم نے ۲۰۲۸ میں کتاب الاشربۃ باب الشرب من زمزم قاما کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۲؎ ابن ماجہ نے ۳۴۲۷ میں حدیث ابو ہریرہ کو مرفوعاً بایں الفاظ روایت کیا "اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَعُوْدَ فَلْیُنَحِّ الْاِنَاءَ ثُمَّ لِیُعِدْ اِنْ کَانَ یُرِیْدُ" جب تم میں کا کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے اگر دوبارہ پینا چاہے تو برتن کو دور کر دے پھر اگر چاہے تو دوبارہ پیے بوصیری نے الزوائد ۲۳۱ میں اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد صحیح ہے اور اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور امام مالک نے موطا ۲/۹۲۵ میں ترمذی نے ۱۸۸۸ میں احمد نے ۳/۲۶، ۳۲ میں دارمی نے ۲/۱۱۹ میں حدیث ابو سعید خدری سے اس کو نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے رسول خداؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا اس پر ایک شخص نے آپ سے عرض کیا اے رسول خدا! میں ایک سانس میں آسودہ نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ پیالہ کو منھ سے الگ کر دو پھر سانس لو اس نے کہا کہ مجھے اس میں تنکے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو نکال کر پھینک دو اس کی اسناد صحیح ہے اور بخاری نے ۱/۲۲۱، ۲۲۲ میں اور مسلم نے ۲۶۷ (۶۵) میں حدیث ابوقتادہ کو مرفوعاً نقل کیا ہے جو اس طرح ہے "اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ" کہ جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔

۳۔ یہ حدیث ضیف ہے صحیح نہیں ہے۔

۴۔ ترمذی نے ۱۸۸۶ میں کتاب الاشربہ کے باب ماجاء فی النفس من الاناء کے تحت اس کو نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں یزید بن سنان ابوفروہ رھاوی نامی ایک راوی ضعیف ہے اور اس کا شیخ بھی اس میں مجہول ہے اسی لئے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ۸۱/۱۰ میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۹۵) فصل

برتنوں کی حفاظت کے متعلق ہدایات نبوی

امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ کی حدیث نقل کی ہے۔ جابر کا بیان ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ غَطُّوْا الْإِنَاءَ وَاَوْكُوْا السِّقَاءَ فِيْهَا وَبَاءٌ لَايَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ اَوْسِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ اِلَّا وَقَعَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الدَّاءِ☆۱

میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے برتنوں کو ڈھانک دو۔ اور مشکیزوں کو باندھ رکھو اس لئے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے۔ جس میں بلا نازل ہوتی ہے۔ جن برتنوں پر ڈھکن نہ ہو یا جن مشکیزوں میں بندھن نہ ہو ان میں اس وباء کی بیماری گر پڑتی ہے۔

ان باتوں تک اطباء کے علوم و معارف کی رسائی کہاں؟ اس کو تو عقلاء ہی اپنے تجربہ سے معلوم کر لیتے ہیں لیث بن سعد راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایران کے لوگ سال میں ماہ دسمبر کی ایک رات میں احتیاط برتتے تھے اور صحیح حدیث میں

آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے برتنوں کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیا خواہ ایک لکڑی ہی اس پر کھڑی کر دی جائے۔ ۲ لکڑی کو پانی پر ڈالنے کی حکمت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے برتن کو ڈھانکنے سے غفلت نہ ہوگی۔ بلکہ اس کی عادت بن جائے گی اس میں ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ کبھی اگر کوئی جانور رینگتا ہوا پانی میں گر جائے تو لکڑی کے سہارے رینگ کر باہر آ جائے گا گویا یہ لکڑی اس کے لئے پل کا کام دے گی وہ گرنے سے بچ جاتا ہے یا اگر گر گیا تو اس کے ذریعہ نکل آئے گا۔

یہ روایت بھی صحیح ہے کہ آپ نے مشکیزہ کو باندھتے ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا حکم دیا اس لئے کہ برتن ڈھانکنے کے وقت تسمیہ سے شیطان دور بھاگ جاتا ہے۔ اور کیڑے مکوڑے بھی اس کی بندش کی وجہ سے اس سے دور رہتے ہیں اسی لئے ان دونوں جگہوں میں ان ہی دونوں مقاصد کے پیش نظر تسمیہ کا حکم دیا۔

امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔ ۳

اس حدیث شریف میں پانی پینے کے چند آداب بتائے گئے ہیں پہلا یہ کہ پینے والے کی سانس کی آمد و رفت سے خراب اور سڑاند کی بدبو پیدا ہوتی ہے۔ جس سے آدمی کو پینے میں کراہیت ہوتی ہے۔

دوسرا ادب یہ کہ پانی کی زیادہ مقدار پیٹ میں داخل ہوتی ہے۔ تو اس سے اس کو نقصان پہنچتا ہے۔

تیسرا ادب یہ کہ بسا اوقات پانی میں کوئی جاندار چیز کیڑا مکوڑا پڑا ہوتا ہے۔ اور پینے والے کو اس کا پتہ نہیں ہوتا۔ اس سے اذیت پہنچتی ہے۔

چوتھا ادب یہ کہ پانی میں گندگی وغیرہ ہوتی ہے جس کو پینے والا پیتے وقت دیکھ نہیں پاتا اس طرح یہ گندگی شکم میں پہنچ جاتی ہے۔

پانچواں ادب یہ ہے کہ اس طرح پانی پینے سے پانی کے ساتھ ہوا بھی پیٹ میں داخل ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ضرورت کے مطابق پانی کی مقدار شکم میں جانے سے رہ جاتی ہے۔ یا ہوا اس کی مزاحمت کرتی ہے۔ یا اس کو اذیت پہنچاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جامع ترمذی کی اس حدیث کا کیا کریں گے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے موقع پر ایک مشکیزہ طلب فرمایا اور یہ حکم دیا کہ مشکیزہ کے منہ کو موڑ دو پھر آپ نے اس کے منہ سے پانی پیا؟ [۴] اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے متعلق ترمذی کی اس عبارت کو پیش کرنا ہی ہم کافی سمجھتے ہیں' ھذا حدیث لیس اسنادہ بصحیح کہ اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے اور اس میں عبد اللہ بن عمر العمری ضعیف الحفظ ہے جس کے بارے میں یہ بھی نہیں معلوم کہ اس نے عیسیٰ سے حدیث سنی ہے یا نہیں عیسیٰ سے مراد عیسیٰ بن عبد اللہ ہیں جن سے انصار کے ایک شخص نے روایت کی ہے۔

---

[۱] امام مسلم نے ۲۰۱۴ میں کتاب الاشربۃ باب الامر بتغطیۃ الاناء کے تحت اس کو نقل کیا ہے۔

۲۔ امام بخاری نے ۱۰/۷۷ میں کتاب الشرب کے باب تغطیۃ الاناء کے تحت اور مسلم نے (۲۰۱۲)(۷۹) میں حدیث جابر بن عبد اللہ کو بایں الفاظ نقل کیا "قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جَنْحَ اللَّيْلُ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَا نَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْ هُمْ وَاَغْلِقُوْا الْبَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَوْكُوْ قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْاَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ" یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات اپنا بازو پھیلائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روکو اس لئے کہ شیاطین اس وقت پھیلتے ہیں جب رات کا ایک پہر گذر جائے تو انہیں الگ بستر پر سلا دو اور دروازہ بند کردو۔ اور خدا کا نام لو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور مشکیزوں کو باندھ دو اور اللہ کا نام لو اور اپنے برتنوں کو ڈھانک رکھو اور بسم اللہ پڑھو خواہ اس پر کوئی چیز کھڑی کر کے ہی ڈھانکو اور چراغوں کو بجھا دو۔

۳۔ امام بخاری نے ۱۰/۷۹ میں کتاب الاشربۃ کے باب الشرب من فم السقاء کے تحت اس کو نقل کیا اور اس کو حدیث ابوہریرہ سے بھی نقل کیا ہے۔

۴۔ ابو داؤد نے انہی الفاظ کے ساتھ ۳۷۲۱ میں کتاب الاشربہ باب فی اختناث الاسقیۃ کے تحت اس کو بیان کیا ہے اور ترمذی نے ۱۸۹۲ میں بایں الفاظ اس کو نقل کیا۔ "رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلٰى قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ فَخَنَثَهَا ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيْهَا" "اختناث" یہ ہے کہ مشکیزہ کا بالائی منھ دہرا کر موڑنا اور اس میں سے پانی پینا اور مخنث کو اسی لئے مخنث کہتے ہیں کہ اس کا عضو تناسل مڑا ہوا ہوتا ہے۔

فصل (۹۶)

پانی پینے میں احتیاط

سنن ابو داؤد میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے انہوں نے بیان

کیا۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَاَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ ☆ا	پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے رخنہ سے پانی پینے سے اور پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

اس ادب میں پینے والی کی بہت سی مصلحتیں پوشیدہ ہیں اس لئے کہ پیالے کے شگاف سے پانی پینے میں چند نقصانات ہیں۔

پہلی مضرت یہ ہے کہ پانی کے اوپر گندگی وغیرہ ہوتی ہے۔ جو پیالے کے شگاف کی طرف آ جاتی ہے برخلاف صحیح حصہ کے تو پینے والے کو اس سے نقصان پہنچتا ہے۔

دوسری مضرت یہ کہ بسا اوقات اس سے پینے والے کو الجھن ہوتی ہے۔اور شگاف سے پینے میں دقت پیش آتی ہے۔

تیسری مضرت یہ کہ سوراخ میں میل کچیل جمع ہو جاتے ہیں۔وہ دھونے سے نکل نہیں پاتا جیسا کہ درست حصہ صاف ستھرا ہوتا ہے وہ صفائی اس حصہ میں نہیں ہو پاتی۔

چوتھی مضرت یہ کہ پیالہ کا شگاف محل عیب ہے اور یہ پیالے کی سب سے خراب جگہ ہے اس لئے اس سے طبعی طور پر بچنا ضروری ہے اور درست حصہ سے ہی پینا چاہئے اس لئے کہ ہر چیز کا خراب حصہ خیر سے خالی ہوتا ہے سلف کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ کسی بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ردی چیز خرید رہا ہے اس سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا نے ہر ردی چیز سے برکت اٹھالی ہے۔

پانچویں مضرت یہ ہے کہ شگافتہ حصہ میں دھار یا تیزی ہوتی ہے۔جس سے اچانک پینے والے کے ہونٹ مجروح ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ دیگر بہت سی خرابیاں

۳۔ امام مسلم نے ۲۰۲۸ میں کتاب الاشربتہ باب الشرب من ماء زمزم قائما کے تحت اس کو ذکر کیا ہے اور لفظ اسی کا ہے اور بخاری نے ۸۱/۱۰ میں حدیث ثمامہ بن عبد اللہ کو یوں نقل کیا ہے۔ ''قال کان انس یتنفس فی الاناء مراتین او ثلاثا وزعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتنفس ثلاثا''

۴۔ امام مسلم نے ۲۳۱۶ میں کتاب الفضائل کے باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والحیال کے تحت حدیث انس کو نقل کیا ہے پوری حدیث یوں ہے۔ ''وان لـــــه لظئرین تلملان رضاعه وی الجنة '' اس کے لئے جنت میں دو انائیں ہو نگی جو اس کی رضاعت کی تکمیل کریں گی۔

فصل (۹۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا طریقہ

کبھی آپ تازہ دودھ پیتے اور کبھی پانی ملا کر پیتے اور ان گرم علاقوں میں شیریں دودھ تازہ یا پکا کر جو پیتے ہیں وہ حفظان صحت کے لئے بہت زیادہ مفید ہے اس سے صحت برقرار رہتی ہے بدن کو تازگی ملتی ہے جگر کی پیاس مٹی ہے بالخصوص ایسے جانور کا دودھ تو اور زیادہ نفع بخش ہے۔ جن کو شیح ۱ قیصوم ۲ اور خزامی ۳ اور ان جیسے چارے کھلائے جائیں ایسے جانوروں کا دودھ غذا کی غذا، پانی کا پانی اور دوا کی دوا بھی ہے چنانچہ جامع ترمذی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے آپ نے فرمایا۔

اِذَا أَكَلَ اَحَدُ كُمْ فَلْيَقُلْ	جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَافِيْهِ وَأَطْعِمْنَا	تو کہے کہ اے اللہ اس میں برکت
خَيْرًا مِّنْهُ وَاِذَاسَقٰى لَبَنًا	دے اور اس سے بہتر کھانا ہمیں
فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ	کھلا اور جب دودھ پئے تو کہے کہ
وَزِدْنَامِنْهُ فَاِنَّهُ لَيْسَ شَيْئٌ	اے خدا اس میں برکت عطا فرما
يُجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَ	اور اس میں زیادتی عطا فرما۔ اس
الشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنُ' قَالَ	لئے کہ دودھ کے سوا کوئی چیز
الترمذی هذا حديثٌ	کھانے پینے کے لئے کافی نہیں
صحيح ☆ ۴	ہوسکتی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث
	حسن ہے۔

۱۔ شیح ایک قسم کی گھاس کا نام ہے۔

۲۔ قیصوم ایک طرح کا جانور کا چارہ ہے جس سے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳۔ ایک قسم کی نبات جس کا پھول بہت خوشبو دار ہوتا ہے۔

۴۔ ترمذی نے ۳۴۵۱ میں کتاب الدعوات کے باب مَايَقُوْلُ اِذَا اَكَلَ طَعَامًا کے تحت اس کو نقل کیا ہے۔ اور ابوداوَد نے ۳۷۳۰ میں کتاب الاشربۃ کے باب مَايَقُوْلُ اِذَا شَرِبَ لَبَنًا کے ذیل میں اس کو ذکر کیا ہے۔ اور امام احمد نے ۲۲۵/۱ '۲۸۴ میں اس کی تخریج کی ہے اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے اور عمر بن حرملۃ مجہول ہے لیکن ایک دوسرے طریق سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور یہ حدیث حسن ہو جاتی ہے۔ جس کو ابن ماجہ نے ۳۳۲۲ میں ذکر کیا ہے۔

فصل (۹۸)

نبیذ پینے کا طریقہ نبوی

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved. ©2002-2006

صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ رات کے ابتدائی حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نبیذ بنائی جاتی اور آپ اسی دن کی صبح آنے والی رات میں اور دوسرے دن اور دوسری رات میں اور دوسرے دن عصر کے وقت تک نوش فرماتے تھے اگر اس کی بعد بھی بچ جاتی تو اسے خادم کو پلا دیتے یا اس کو پھینک دینے کا حکم فرماتے۔[۵] یہ ایسی ہی نبیذ ہوتی جس میں خرما ڈال کر اس کو شیریں بنالیتے اس کا غذا اور شراب دونوں ہی پر اطلاق ہوتا ہے قوت میں اضافہ اور حفظان صحت کے لئے اس میں غیر معمولی فائدہ ہے آپ تین دن کے بعد اس کا استعمال نہ فرماتے اس اندیشہ سے کہ اس میں کہیں نشہ نہ آ گیا ہو۔

---

[۵] امام مسلم نے ۴۰۰ میں کتاب الاشربتہ باب لاباحتہ النبیذ الذی لم یشتد کے ذیل میں اس کو نقل فرمایا ہے۔

فصل (۹۹)

ملبوسات کے استعمال کا طریقہ نبوی

لباس پہننے اور اتارنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سب سے زیادہ کامل اور بدن کے لئے سب سے نفع بخش اور سب سے ہلکا اور آسان طریقہ تھا آپ اکثر چادر اور تہمد پہنتے تھے اس لئے کہ یہ دوسرے ملبوسات کے مقابل بدن پر ہلکا معلوم ہوتا تھا آپ کرتا بھی زیب تن فرماتے بلکہ یہ آپ کو بہت زیادہ پسند تھا اس کے پہننے اور استعمال کرنے میں دوسرے کپڑوں کے بہ نسبت زیادہ آسان ہوتی آپ کے کرتے کی آستینیں پہونچے تک ہوتیں اس سے بڑی نہ ہوتیں کہ پہننے والے کو دقت کا سامنا کرنا پڑے اور معمولی حرکت اور گرفت سے مانع ہو اور نہ اس سے چھوٹی ہوتیں کہ سردی اور گرمی میں پریشانی ہو آپ کے کرتے اور تہبند کا دامن نصف پنڈلی تک ہوتا ٹخنوں سے نیچے نہ ہوتا کہ چلنے والے کو تکلیف ہو اور قدم کو گرانبار کر کے تھکا دے

اور قیدی کی طرح بنادے اور عضلہ ساقیہ سے اوپر بھی نہ ہوتا کہ موسم سرما و گرما میں پنڈلی کے کھلے رہنے کی وجہ سے تکلیف ہو آپ کا عمامہ بہت بڑا نہ ہوتا کہ سر کو اس کے بوجھ سے تکلیف ہو اور اس کو کمزور کر کے مشکلات و آفات کا مرکز بنادے جیسا کہ بہت سے عمامہ برداروں کو دیکھا جاتا ہے اسی طرح آپ کا عمامہ نہ اتنا مختصر ہوتا جو سر کو سردی اور گرمی سے نہ بچا سکے بلکہ آپ کا عمامہ درمیانی ہوتا آپ عمامہ کے کنارے کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کر لیتے اس میں چند در چند فوائد ہیں۔ اس سے گردن سردی و گرمی کے اثرات سے محفوظ رہتی ہے دوسرے یہ کہ اس سے عمامہ کا ٹھہراؤ بہتر طور پر ہوتا ہے بالخصوص گھوڑے اور اونٹ کی سواری کے وقت یہ طریقہ بہت عمدہ ہے جبکہ تیز رفتاری کی وجہ سے عمامہ کے گر جانے کا اندیشہ رہتا ہے اس دور میں اکثر لوگ عمامہ کے سرے کو ٹھوڑی کے نیچے ڈال دینے کی بجائے کانٹے کا استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں میں نفع اور زینت کے اعتبار سے زمین و آسمان کا فرق ہے اگر آپ ان طریقہ ملابس پر غور کریں گے تو آپ پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ قوت میں اضافہ اور حفظان صحت کے لیے یہ ملبوسات کس قدر نفع بخش اور پروقار ہیں ان میں کتنی سادگی ہے تکلف کا پتہ نہیں اور بدن کو اس سے پریشانی کا بھی سامنا نہیں کرنا پڑتا آپ سفر میں ہمیشہ موزے استعمال فرمایا کرتے آپ اکثر حالات سفر میں پیروں کو سردی و گرمی سے محفوظ رکھنے کے پیش نظر موزے استعمال فرماتے اور کبھی حالت حضر میں بھی موزے استعمال فرمایا کرتے۔

کپڑوں کے لئے سب سے بہتر رنگ آپ کے نزدیک سفید یا زرد ہوتا سفید کپڑا استعمال فرماتے اور زرد رنگ کی یمنی چادر استعمال فرماتے آپ سرخ، سیاہ، رنگین اور چمکدار کپڑا نہ پہنتے تھے اور جو آتا ہے کہ آپ نے سرخ جوڑا زیب تن فرمایا تو وہ یمنی چادر تھا جس میں سیاہی سرخی اور سفیدی تینوں موجود تھی صرف سرخ نہ تھا اسی طرح آپ نے سبز جوڑا بھی زیب تن فرمایا ہے ہم اس کا بیان پہلے کہ چکے ہیں کہ جس

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

تھے۔اور آپ کی خوشبو سب سے عمدہ ہوتی تھی آپ کا پسینہ عرق گلاب تھا آپ کے گھر میں کوئی بیت الخلاء نہ تھا کہ جس سے بدبو پیدا ہو ان صفات کا متحمل مکان یقیناً سب سے بہتر معتدل و موزوں اور بدن اور حفظان صحت کے لئے سب سے زیادہ مفید تر مکان ہو سکتا ہے۔

فصل (۱۰۱)

سونے جاگنے کا طریقہ نبوی

جس نے آپ کے خواب و بیداری کے طریقہ پر غور کیا ہو گا اسے بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ کی نیند نہایت معتدل اور اعضاء و جوارح اور بدن کے لئے نفع بخش ہوتی تھی آپ ابتدائے شب میں سو جاتے اور رات کے نصف ثانی کے شروع میں بیدار ہو جاتے اور جاگنے کے بعد مسواک کرتے وضو فرما کر حسب ہدایت الٰہی نمازیں ادا کرتے۔آپ کے بدن' اعضاء و جوارح کو نیند اور آرام کا پورا حصہ ملتا اور زیادتی اجر کے ساتھ ریاضت کا حق بھی حاصل ہو جاتا ہے یہی اصلاح قلب و بدن اور دین و دنیا کی فلاح کی غایت و انتہا ہے۔

آپ بقدر ضرورت ہی سوتے تھے اس سے زیادہ سونے کی عادت نہ تھی اور خود بقدر ضرورت جاگنے کی خو ڈالتے ایسا نہ تھا کہ غیر معمولی تھکن میں مبتلا کر دیں آپ دونوں چیزیں بدرجہ اتم انجام دیتے جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اپنے دائیں کروٹ سو جاتے ذکر الٰہی سے رطب اللسان رہتے یہاں تک کہ آنکھیں نیند کے غلبہ سے موند لیتے کچھ کھانے پینے کی وجہ سے نیند کا غلبہ نہ تھا آپ ننگی زمین پر نہ سوتے۔اور نہ آپ کو اونچے گدے پر سونے کی عادت تھی بلکہ آپ کا بستر چمڑے کا ہوتا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے ہوتے آپ کبھی تکیہ پر لیٹتے اور کبھی اپنے رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر سو جاتے آگے ہم نیند کا بیان ایک فصل میں کریں گے اور نفع بخش و ضرر رساں نیند کا بیان

الگ ہو گا۔

(۱۰۲) فصل

نیند کی حقیقت

نیند بدن پر طاری ہونے والی ایک ایسی حالت ہے جس کے طاری ہوتے ہی حرارت عزیزیہ اور قوی نفسانی اندرون بدن کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے تا کہ کچھ دیر آرام کر سکے اس کی دو قسمیں ہیں طبعی، غیر طبعی ۔

طبعی نیند قوئی نفسانی جسے حس وحرکت ارادی سے تعبیر کرتے ہیں اس کا اپنے افعال سے رک جانا ہے جب یہ قوتیں تحریک بدن سے رک جاتی ہیں تو بدن ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔اور وہ رطوبات و بخارات جو حرکات و بیداری کی بناء پر تحلیل و متفرق ہوتے رہتے اور مجتمع ہو جاتے ہیں اور دماغ جوان قوتوں کا مرکز ہے وہاں پہنچ کر جسم پر بے حسی اور ڈھیلا پن پیدا کر دیتے ہیں یہی طبعی نیند ہے ۔

غیر طبعی نیند کسی خاص عارضہ یا بیماری کی بنا پر ہوتی ہے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ رطوبات کا دماغ پر ایسا غلبہ ہو جائے کہ بیداری اس کے متفرق و منتشر کرنے پر قادر نہ ہو یا بخارات رطبہ کی کثیر مقدار اوپر اٹھیں جیسا کہ کھانے پینے کے بعد پیدا ہونے والے امتلاء سے دیکھا جاتا ہے۔ان بخارات خام کی بناء پر دماغ میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔اور اس میں استرخائی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔اس طرح بے حسی سی پیدا ہو جاتی ہے۔اور قوئی نفسانی اپنے افعال کے انجام دینے پر قادر نہیں رہتے اور نیند آ جاتی ہے۔

نیند سے دو بڑے منافع ہیں: اول یہ کہ نیند سے جوارح کو سکون اور راحت ملتی ہے۔اس لئے کہ جب ان میں تھکان آ جاتی ہے تو اس کی مکافات بلا سکون و راحت کے ممکن نہیں ہوتی اس طرح جو اس کو بیداری کی چوکسی سے نجات مل جاتی ہے

اور تکان وتعب دور ہو جاتی ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نیند سے غذا ہضم ہو جاتی ہے۔ اور اخلاط میں پختگی آ جاتی ہے۔ اس لئے کہ حرارت عزیزی نیند کے وقت اندرون شکم کی طرف چلی جاتی ہے۔ اس سے ہضم میں مدد ملتی ہے اسی وجہ سے سونے والے کا جسم ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور قدرتی طور پر چادر کی ضرورت ہوتی ہے۔

بہترین نیند یہ ہے کہ دائیں کروٹ سویا جائے اس لئے کہ اس طرز پر سونے سے کھانا معدہ میں اچھی طرح ٹھہر جاتا ہے۔ کیونکہ معدہ معمولی طور پر بائیں جانب مائل ہوتا ہے پھر تھوڑی دیر کے لئے بائیں کروٹ پر آ جائے تا کہ ہضم بسرعت ہو سکے۔ اس لئے کہ معدہ جگر پر جھکا ہوا ہے پھر دائیں کروٹ ہو کر اپنی نیند پوری کرے تا کہ غذا طبعی طور پر جلد از جلد معدہ سے اتر کر آنتوں میں آ جائے اس طرح دائیں کروٹ نیند ابتداء اور انتہاء ہو گی اور بائیں کروٹ زیادہ سونے سے دل کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے کہ تمام اعضاء کا جھکاؤ دل ہی کی طرف ہو جاتا ہے اور مواد فضلیہ کا انصباب بائیں جانب ہو جانے کا اندیشہ بھی لاحق ہوتا ہے۔

اور بدتر نیند پیٹھ کے بل سونا ہے ویسے اگر صرف آرام کے لئے چت لیٹے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر نیند کے لئے مضر ہے اسی طرح منہ کے بل سونا تو اور بھی زیادہ ضرر رساں ہے چنانچہ "مسند" اور "سنن ابن ماجہ" میں حضرت ابوامامہ سے یہ حدیث مروی ہے۔

قَـالَ مَرَّالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّـمَ عَـلٰی رَجُلٍ نَائِمٍ فِی الْمَسْجِدِ مُنْبَطِحٍ عَلٰی وَجْھِہٖ فَضَـرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ "قُمْ اَوِ اقْعُدْ" فَاِنَّھَا لَوْمَۃٌ جَھَنَّمِیَّۃٌ ☆	انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک شخص پر ہوا جو مسجد میں منہ کے بل سویا ہوا تھا آپ نے اپنے پیر سے اسے ٹھونکا دیا اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ یا بیٹھ جاؤ اس لئے کہ یہ جہنمیوں کے سونے کا انداز ہے۔

بقراط نے اپنی کتاب "تقدمہ" میں تحریر کیا ہے کہ مریض کا اپنے منہ کے بل سونا اگر اس کی تندرستی کی حالت میں عادت نہ رہی ہو تو اس سے اس کے اختلاط عقل کا اندازہ ہوتا ہے یا یہ کہ اسے اپنے شکم کے کسی حصہ میں درد ہے جس کی بناء پر وہ منہ کے بل سوتا ہے بقراط کی کتاب کے شارحین نے لکھا ہے کہ اس نے اپنی اچھی عادت کو چھوڑ کر بری عادت کو اختیار کیا جبکہ اسے کوئی ظاہری یا باطنی بیماری عذر نہیں ہے۔

اور معتدل نیند سے قوی طبعی کے افعال سکون پذیر ہوتے ہیں اور قوی نفسانی کو راحت ملتی ہے اور اس سے جوہر میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ بسا اوقات اس ارخاء کی وجہ سے جوہر ارواح کا تحلل رک جاتا ہے دن میں سونا مضر ہے اس سے امراض رطوبی اور توازل پیدا ہوتے ہیں رنگ خراب ہوتا ہے طحال کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اعصاب میں ڈھیلاپن پیدا ہو جاتا ہے بدن میں سستی چھا جاتی ہے۔ اور شہوت کے اندر ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاں موسم گرما میں دوپہر کو سونا کچھ برا نہیں اور دن کی سب سے بدترین نیند ابتدائے دن میں ہے اور اس سے بدترین نیند عصر کے بعد ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے ایک لڑکے کو صبح سوتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اٹھ بیٹھ تم ایسے وقت سوتے ہو جب روزی تقسیم کی جاتی ہے۔

مشہور ہے کہ دن کی نیند تین طرح کی ہوتی ہے۔ ایک عمدہ عادت دوسری

سوزش اور تیسری حماقت ہے۔

عمدہ عادت گرمی کی دوپہر میں سونا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت شریفہ تھی اور سوزش والی نیند چاشت کے وقت سونا ہے جس میں انسان اپنے دنیوی واخروی کاموں سے غافل ہو جاتا ہے۔

اور حماقت والی نیند عصر کے وقت سونا ہے بعض سلف صالحین کا بیان ہے کہ جو عصر کے بعد سویا اس کی عقل اچک لی جاتی ہے۔ پھر وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اَلَا اِنَّ نَوْمَاتِ الضُّحٰی خَبَالًا وَنَوْمَاتُ الْعُصَیْرِ

تُوْرِثُ الْفَتٰی جُنُوْنٌ

سن لو کہ چاشت کے وقت کا سونا جوان کو بے عقلی عطا کرتی ہے۔ اور عصر کے بعد کا سونا پاگل پن ہے۔

صبح کے وقت سونے سے روزی کم ہوتی ہے اس لئے کہ یہی ایسا وقت ہوتا ہے جس میں دنیا اپنی روزی کی تلاش میں نکلتی ہے اور اسی وقت خدا کی جانب سے روزی تقسیم کی جاتی ہے اس لئے یہ نیند محرومی کا باعث ہے ہاں اگر کسی خاص عارض یا ضرورت کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں دوسرے اس سے جسم کو بھی بے حد نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ بدن ڈھیلا ہو جاتا ہے اور اس میں فساد آجاتا ہے اس لئے کہ وہ فضلات جن کی تحلیل ریاضت سے ممکن تھی اور زیادہ ہو جاتے ہیں جس سے بدن ٹوٹتا ہے اور تھکان اور ضعف سے دوچار ہوتا ہے اور اگر یہ قضائے حاجت سے پہلے یا حرکت ریاضت سے پہلے آ جائے۔ یا معدہ کو کسی غذا میں مشغول کرنے سے پہلے آ جائے۔ تو یہ لاعلاج قسم کی مختلف بیماریوں کا پیغام ہے۔ جس سے بہت سی مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

دھوپ میں سونے سے جان لیوا بیماری ابھرتی ہے اور سونے کے وقت جسم کا

بعض حصہ دھوپ میں ہو اور بعض حصہ سائے میں تو اور زیادہ خرابی ہے چنانچہ ابو داؤد نے اپنی سنن میں ابو ہریرہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ اَحَدُکُمْ فِی	جب تم میں سے کوئی دھوپ میں
الشَّمْسِ فَقَلَصَ عَنْہُ الظِّلُّ	ہو اور سایہ سمٹ جائے کہ بعض
فَصَارَ بَعْضُہٗ فِی الشَّمْسِ	حصہ دھوپ میں اور بعض سایہ میں
وَبَعْضُہٗ فِی الظِّلِّ فَلْیَقُمْ☆۲	ہو تو کھڑا ہو جائے یعنی وہ جگہ چھوڑ دے۔

اور سنن ابن ماجہ وغیرہ میں بریدہ بن حصیب سے روایت ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّقْعُدَ الرَّجُلُ	کہ آدمی دھوپ چھاؤں میں
بَیْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ۔	بیٹھے۔

اس حدیث سے سایہ اور دھوپ کے درمیان سونے سے منع کے متعلق تنبیہ وارد ہے کہ دھوپ و سایہ کے درمیان سونے سے پرہیز کیا جائے۔

صحیحین میں براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَکَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَ کَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّکَ الْاَیْمَنِ ثُمَّ قُلْ اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَمِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ کَلَامِکَ فَاِنْ مِتَّ مِنْ لَیْلَتِکَ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ☆ ۳ے	جب سونے کے لئے بستر پر جانے لگو تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو پھر اپنے دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھو اے خدا میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور اپنا رخ تیری طرف کیا اور اپنے معاملہ کو تیرے سپرد کیا اور اپنی پشت کی ٹیک تیری طرف لگائی تجھ سے بیم ورجا کرتے ہوئے تیرے سوا میرا کوئی ٹھکانا اور پناہ گاہ نہیں میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل فرمایا۔ اور تیرے اس رسول پر میں ایمان لایا جس کو تو نے مبعوث فرمایا اور تو ان کلمات کو اپنا آخری کلمہ بنا اگر تم اسی رات مرگئے تو تمہاری موت دین خداوندی پر ہوگی۔

صحیح بخاری میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت سنت ادا فرما لیتے تو اپنے دائیں کروٹ لیٹ جاتے۔ ۴ے

دانشوروں کا بیان ہے کہ دائیں کروٹ سونے کی حکمت یہ ہے کہ سونے والے کو گہری نیند نہ آئے اس لئے کہ دل بائیں جانب جھکا رہتا ہے۔ جب کوئی دائیں کروٹ سوتا ہے تو دل اپنے مقام بائیں جانب کا طالب ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے سونے والے کو گہری نیند سے روک دیتا ہے اور اس کے لئے خواب غفلت دشوار ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے کہ وہ بائیں کروٹ سوئے تو اس حالت میں دل اپنی جگہ پر

ہی رہ جائے گا اور اس سے سونے والے کو نہایت سکون ملے گا اور انسان خواب غفلت میں کھو جائے گا۔ اور اسے گہری نیند آئے گی جس سے وہ اپنے دینی و دنیاوی دونوں ہی مفاد کی نگرانی نہ کر پائے گا۔

چونکہ نیند اور موت برابر ہے اور نیند موت کی بہن کہلاتی ہے اس لئے سونے والا مردہ ہے اسی وجہ سے حی لایموت پر نیند کا طاری ہونا محال ہے اور جنتیوں کو بھی جنت میں نیند نہ آئے گی سونے والا اس بات کا ضرورت مند ہوتا ہے۔ کہ کوئی اس کی حفاظت کرے۔ اور اس نفس کی حفاظت کرے جس کو آفات سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ اور وہ اپنے جسم کو بھی اچانک آفات کے آنے سے محفوظ رکھے اور صرف اس کا رب جو اس کا پیدا کرنے والا ہے وہی اس کا حافظ و نگراں ہے اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے والے کو سکھایا کہ وہ سونے کے وقت ایسے کلمات زبان سے ادا کرے جو خود سپردگی والتجا اور بیم ورجا پر دلیل ہوتا کہ اسے باری تعالیٰ کی حفاظت کا یقین کامل ہو جائے کہ وہی اس کی اور اس کے جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے اس بات کی بھی ہدایت فرمائی کہ ایمان و یقین کے ساتھ خدا کو یاد کرتا رہے۔ اور اسی حالت میں اسے نیند آ جائے۔ اور یہی ذکر الٰہی اس کی آخری گفتگو ہو۔ اس لئے کہ بسا اوقات نیند ہی کی حالت میں موت آ جاتی ہے پھر جب ایمان و یقین اس کا آخری کلام ہوگا۔ تو اس کا جنت میں جانا بھی یقینی ہو جائیگا۔ نیند کے متعلق یہ ہدایت نبوی دل بدن اور روح کے مصالح خواب و بیداری دونوں حالت میں اور دنیا و آخرت کے مصالح کی نگراں ہے۔

اللہ کی بے شمار رحمتیں اور سلامتی اس ذات پر نازل ہوں۔ جس کی بدولت اس کی امت نے ہر خیر و سعادت حاصل کر لی۔ اور دعا کے یہ الفاظ "اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ" کا مفہوم ہے۔ کہ میں نے خود کو تیرے سپرد کر دیا۔ جیسے ایک تابعدار غلام خود کو اپنے آقا اور مالک کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اپنے چہرے کو خدا کے سامنے پیش

کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے پوری طرح سے متوجہ ہو کر آیا ہے۔ اور اپنے قصد وارادہ میں وہ بالکل سچا ہے۔ اور اسے اپنی عاجزی، فروتنی، اور درماندگی، کا پورا اعتراف ہے۔ خدا نے خود اس طرز خودسپردگی کو پسند فرمایا چنانچہ قرآن میں تعلیم دی۔

فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ	تو اگر وہ تجھ سے تکرار کریں تو کہو
وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ☆	کہ میں اور میرے اتباع اللہ کے
(ال عمران۔۲۰)	تابعدار ہو گئے ہیں۔

اور چہرہ کا ذکر خصوصی طور پر اس لئے کیا کہ وہ انسان کے جسم کا سب سے اشرف حصہ اور حواس خمسہ کا مرکز ہے۔ نیز اس میں قصد و توجیہ کا بھی معنی پایا جائے شاعر نے اسی مفہوم کو اپنے اس شعر میں ادا کیا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ذَنْبًا لَسْتُ مُحْصِیَہٗ ... رَبَّ الْعِبَادِ اِلَیْہِ الْوَجْہُ وَالْعَمَلُ ۵

میں اپنے بے شمار گناہوں سے اللہ سے استغفار کرتا ہوں، اے بندوں کے پرودگار تیری ہی طرف توجہ اور عمل ہے۔

تفویض کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز کلیتہً خدا کو دے دی جائے، اس سے قلبی سکون وطمانیت حاصل ہوتی ہے۔ اور قضائے الٰہی سے رضامندی اور اس کو خدا کے لئے پسند کرنا اور اس سے راضی رہنے کا اظہار ہوتا ہے۔ اور تفویض بندگی کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں اور یہی مخصوص مقام ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس کے خلاف گمان کیا ہے، مگر ان کا خیال درست نہیں۔

اور اپنی پشت کے لئے خدا کو سہارا بنانا اس پر کامل اعتماد اور پورے بھروسہ کی دلیل ہے۔ اور اسی سے دل کو سکون اور اسی پر توکل کا ثبوت ہے۔ اس لئے کہ جو اپنی پشت کسی مضبوط ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ پھر اس کو گرنے کا اندیشہ کیسے ہو سکتا

ہے۔

دل میں دو قوتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ ایک قوت طلب جسے قوت رغبت بھی کہتے ہیں اور دوسری قوت ھرب ہے۔ جسے خوف سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بندہ ہمیشہ اپنے مصالح کا طالب رہتا ہے۔ اور اپنے ضرر سے دور بھاگتا رہتا ہے۔ اور یہ دونوں باتیں اس تفویض و توجہ سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تم سے بیم ورجا کرتے ہوئے میری یہ درخواست ہے۔ پھر اس کے بعد اپنے رب کی تعریف شروع کی کہ اس کے سوا بندہ کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں اور اس کی جانب سے آنے والے خطرات کے لئے پناہ اس کے سوا کہیں نہیں، اس لئے خدا ہی کی ذات ایسی ہے۔ جس طرف بندہ اپنا ٹھکانہ بناتا ہے۔ تاکہ وہ اس کو اس کے نفس سے رہائی دلا دے۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں مروی ہے۔

اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ ☆۶

میں تیری رضا کے ذریعہ تیری ناراضگی سے اور تیری معافی کے ذریعہ تیری گرفت سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیری طرف سے آنے والی سختیوں سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی اپنے بندے کو پناہ دیتا ہے۔ اور اپنی گرفت سے نجات دیتا ہے۔ جو خود اس کی مشیت و قدرت کی وجہ سے بندے کی طرف آتی ہے۔ اسی کی جانب سے آزمائش بھی ہوتی ہے۔ اور وہی دستگیری بھی فرماتا ہے۔ اور اسی سے بندہ نجات مانگتا ہے۔ اور اسی سے نجات کے لئے درخواست بھی کی جاتی ہے۔ اور اسی سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ جس چیز میں گرفتار ہے اس سے رہائی دے اور اس کی جانب سے آنے والی بلا سے اسی سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔ اور وہی تمام

چیزوں کا پروردگار ہے۔ اوراس کی مشیت کے بغیر کائنات میں کوئی چیز نہیں ہوتی خود قرآن کہتا ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ☆ (انعام۔۱۷)	اگر خدا تجھے کوئی ضرر پہونچانا چاہے۔تو پھر اس کو دور کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں۔

دوسری جگہ

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَۃً☆ (احزاب۔۱۷)	آپ کہہ دیجئے کہ کون تم کو اللہ کی دستبرد سے بچائے گا۔ اگر وہ تمہارے ساتھ برا کرنا چاہے۔ یا تمہارے ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہے

پھر اپنی دعا کتاب الٰہی اور اللہ کے رسول پر ایمان کے اقرار کے ساتھ ختم کرے اوریہی اقرار نجات کا ذریعہ اور دنیا و آخرت کی کامیابی کی کنجی ہے۔نیند کے سلسلے میں آپ کا یہی طریقہ تھا۔

لَوْ لَمْ یَقُلْ اِنِّیْ رَسُوْلٌ لَکَا نَ شَاھِدٌ فِیْ ھَدْیِہٖ یَنْطِقُ

اگر آپ یہ نہ فرماتے کہ میں رسول خدا ہوں‘ تو آپ کے طریقے خود بول اٹھتے کہ آپ ضرور نبی ہیں۔ اور آپ کی گواہی دیتے۔

۱ـ ابن ماجہ نے ۳۷۲۵ میں کتاب الادب کے باب النھی عن الاضطجاع علی الوجہ کے تحت اس کو ذکر کیا اس کی سند ضعیف ہے اسی باب میں ابوہریرہ کی حدیث بھی ہے جو یوں ہے۔ ''قَالَ رَأىٰ رَسُوْلُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰى بَطْنِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضَجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ'' امام احمد نے ۲/۲۸۷، ۳۰۴ میں ترمذی نے ۲۷۶۹ میں اس کو ذکر کیا ہے اس کی سند حسن ہے اس کی شاہد یعیش بن طخفہ کی ایک حدیث ہے جس کو ابوداؤد نے ۵۰۴۰ میں اور ابن ماجہ نے ۳۷۵۲ اور ۳۷۲۷ میں نقل کیا ہے اس کی سند قوی ہے۔

۲ـ ابوداؤد نے ۴۸۲۱ میں کتاب الادب کے باب فی الجلوس بین الظل والشمس کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے اس کی سند ضعیف ہے اس لئے کہ ابن منکدر اور ابوہریرہ کے درمیان واسطہ مجہول ہے اور امام احمد نے ۲/۳۸۳ میں اس کی تخریج کی اس کی سند صحیح ہے اگر ابن منکدر کا سماع حضرت ابوہریرہ سے ثابت ہو اس کی شاہد ایک قوی سند ہے جس کو احمد نے ۳/۴۱۳ میں ایک صحابی رسول سے نقل کیا جو یوں ہے ''نهى ان يجلس بَيْنَ الضَحِّ وَالظِّلِ وَقَالَ مَجْلِس الشَّيطان'' آپ نے دھوپ چھاؤں میں بیٹھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ شیطان کے بیٹھنے کا مقام ہے۔ اس کو حاکم نے ایک دوسرے طریق سے ۴/۲۷۱ میں ذکر کیا ہے جس میں صحابی کا نام ابوہریرہ بتایا ہے اور اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ ابن ماجہ نے ۳۷۲۲ میں حدیث بریدہ کو ایک دوسرے طریقہ سے بھی نقل کیا ہے اس کی سند حسن ہے اس حدیث کو مصنف آگے بیان کریں گے۔

۳ـ بخاری نے ۱۱/۹۳، ۹۵ میں کتاب الادب باب الضجع علی الشق الایمن کے تحت اور امام مسلم نے ۲۷۱۰ میں کتاب الذکر والدعاء کے باب مایقول عند النوم واخذ المضجع کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۴ـ امام بخاری نے ۳/۳۵ میں کتاب التہجد کے باب الضجعۃ علی الشق الایمن بعد رکعتی الفجر کے ذیل میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۵۔ یہ شعر "الکتاب" ۱/۱۷سے لیا گیا ہے' اسے بغدادی نے "خزانۃ الادب" ۱/۴۸۶
میں نقل کیا ہے۔اور بیان کیا ہے کہ یہ ان پچاس اشعار میں سے پہلے ہے جن کو
سیبویہ نے لکھا ہے' اور ان کے قائل کا پتہ نہیں چلتا کہ کون ہے؟

٦۔ یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔جس کو امام مسلم نے ۴۸٦ میں کتاب الصلوۃ کے باب
ما یقال فی الرکوع والسجود کے تحت حدیث عائشہ سے نقل کیا ہے۔

فصل (۱۰۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری کا انداز

آپ کا طریقہ بیداری یہ تھا کہ آپ علی الصباح بانگ مرغ کے ساتھ بیدار ہوتے' پھر خدا کی حمد کرتے اور اس کی تکبیر بجالاتے۔اور کلمہ توحید الٰہی پڑھتے اور اس سے دعا کرتے پھر مسواک کرتے۔اور وضو کی تیاری فرماتے۔وضو کے بعد اپنے رب کے سامنے نماز کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہو جاتے۔اپنی گفتگو کے ذریعہ اس سے مناجات کرتے۔اور اس کی حمد وثنا بیان کرتے۔اور اس سے امید کرتے۔اس میں ذوق وشوق کا اظہار فرماتے اور اس کی گرفت سے خائف رہتے' اب آپ خود فیصلہ کریں کہ دل وجسم اور روح وقویٰ ظاہری و باطنی اور دنیا وآخرت کی نعمتوں کی حفاظت کا اس سے بہتر طریقہ کیا ہوسکتا ہے؟۔

فصل (۱۰۴)

ریاضت جسم انسانی

آپ کی حرکت وسکون کا انداز یعنی آپ کی ریاضت کے سلسلے میں پوری ایک فصل بیان کرتے ہیں۔تا کہ آپ کے طریقہ کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ آپ کی ریاضت کا انداز نہایت درجہ کامل بہتر اور موزوں ترین تھا۔یہ بات بالکل واضح ہے کہ بدن اپنے بقاء کے لئے غذا ومشروب کا محتاج ہے۔اور غذا کا ہر جزو جزو بدن

بن جائے ایسا بھی نہیں ہوتا' بلکہ ہر ہضم کے موقع پر غذا کا کچھ نہ کچھ حصہ باقی رہ جانا ضروری ہے۔ جب ہضم کا یہ پسماندہ حصہ جو جزو بدن نہیں ہو سکا تھا۔ ایک مدت تک جمع ہوتے ہوئے۔ بڑی مقدار میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور اس کی کمیت کے ساتھ کیفیت میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ تو پھر کمیت سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ سدے پیدا کر دیتا ہے۔ اور بدن میں گرانی کا سبب بن جاتا ہے۔ اس سے مرض احتباس پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر استفراغ کیا جائے۔ تو بدن میں دواؤں کی وجہ سے ہونے والے استفراغ سے اذیت پہونچ جاتی ہے۔ اس لئے کہ مستفرغ دوائیں اکثر تیز ہوتی ہیں یہاں تک کہ ان کی تیزی اور سمیت دور دور تک سرایت کر جاتی ہے۔ اور اس استفراغ سے بدن کو ان کی تیزی اور سمیت دور دور تک سرایت کی جاتی ہے۔ اور اس استفراغ سے بدن کے اچھے اجزاء بھی بدن سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اور کبھی کیفیت سے ضرر پہونچتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بدن میں سخونت پیدا ہو جاتی ہے۔ یا بدن متعفن ہو جاتا ہے' یا کبھی بالکل سرد پڑ جاتا ہے۔ یا اس کی کیفیت کے اثرات یہاں تک پہونچتے ہیں کہ حرارت عزیزی اس کی پختگی نہیں کر پاتی۔

فضلات کے سدے بہر حال نقصان دہ ہیں۔ چھوڑ دیئے جائیں۔ تب بھی اور اگر استفراغ کیا جائے تب بھی مضر ہیں۔ اور فضلات کی افزائش کو روکنے میں سب سے زیادہ معاون حرکت انسانی ہے' اس لئے کہ حرکت انسانی سے اعضاء میں حرارت آ جاتی ہے۔ اور اعضاء سے فضلات اس حرارت کے باعث باہر نکل پڑتے ہیں۔ اور اس حرکت کی وجہ سے فضلات اور سدے بہت دنوں تک اکٹھا نہیں ہو پاتے۔ اور بدن میں پھرتی اور نشاط جاری ساری ہو جاتی ہے۔ اور اس میں غذا قبول کرنے کی صلاحیت ابھرتی ہے جوڑ مضبوط ہوتے ہیں۔ رگوں اور پٹھوں میں جان پڑ جاتی ہے اور تمام مادی امراض سے رہائی ہو جاتی ہے اور اکثر امراض سوء مزاجی سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ بشرطیکہ ریاضت مقررہ مقدار میں وقت متعین پر کی جائے اس سے دوسری

تدابیر بھی درست ہو جاتی ہیں۔

ریاضت کا وقت غذا کے معدہ سے خالی ہو جانے اور پورے طور پر ہضم ہو جانے کے بعد ہی ہے۔ اس معتدل ریاضت سے بشرہ میں سرخی آ جاتی ہے۔ سانس بڑا ہونا۔ اور بدن نم ہوتا ہے۔ لیکن جس ریاضت میں پسینہ بہہ پڑے تو وہ مفرط ہے جس عضو کو بھی ریاضت میں لگا دیا جائے اس سے اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ بالخصوص مذکورہ بالا طریقہ پر بلکہ ہر قوت کے لئے حرکت و ریاضت ضروری ہے۔ لہٰذا جو اپنے حافظہ کو مشق پر لگا دے' اس کا حافظہ قوی ہو جاتا ہے۔ اور جو اپنی فکر کو کام میں لگا دے۔ اس کی قوت مفکرہ قوی ہو جاتی ہے۔ بدن کے ہر عضو کے لئے الگ الگ ریاضت کا انداز ہے۔ سینے کے لئے تجوید قرآن ریاضت ہے۔ اس میں ابتداءً مدھم آواز سے شروع کرے پھر بتدریج آواز بلند کی جائے۔ کان کی ریاضت بتدریج آواز کے سننے سے ہوتی ہے۔ اور زبان کی ریاضت گفتگو کے ذریعہ اسی طرح نگاہ کی ریاضت دیکھنے سے اور پیروں کی ریاضت بتدریج آہستہ آہستہ چلنے سے ہو جاتی ہے لیکن گھوڑے کی سواری تیر اندازی' پہلوانی' کشتی اور دوڑنے میں مقابلہ یہ سب جسم کی ریاضت ہیں اس سے مزمن (دائمی) امراض ہمیشہ کے لئے جڑ سے ختم ہو جاتے ہیں جیسے جذام' استسقاء اور قولنج وغیرہ۔

نفس انسانی کی ریاضت کا طریقہ حصول علم و ادب' مسرت و شادمانی صبر و استقلال پیش قدمی اور سخاوت' کار خیر وغیرہ ہیں جن سے نفس کی ریاضت ہوتی ہے۔ اور نفس کی سب سے بڑی ریاضت مستقل مزاجی' محبت' شجاعت اور احسان ہے چنانچہ ان چیزوں کے ذریعہ آہستہ آہستہ نفس کی ریاضت برابر ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ یہ صفات نفوس انسانی میں راسخ ہو جاتی ہیں۔ اور ملکات کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

اب اگر اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو بنظر غائر دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کا طریقہ حفظان صحت اور حفظان قوی کا اعلیٰ

ترین فارمولا ہے۔ اوراسی سے سعادت دارین بھی وابستہ ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ نماز فی نفسہ حفظان صحت کا اعلیٰ اصول ہے۔ اس کی ادائیگی سے اخلاط جسم انسانی اور فضلات رویہ میں کمی آتی ہے۔ اور یہ چیز بدن کے لئے مفید ترین ہے' مزید برآں ایمان کی حفاظت اور اس کی تقویت بھی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ اور سعادت دارین کا راز مضمر ہے۔ اسی طرح رات کو نماز پڑھنا حفظان صحت کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے اور امراض مزمنہ میں سے اکثر کو روکنے کے لئے مفید ترین نسخہ ہے اور اس سے بدن روح اور دل میں نشاط پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَعْقِدُ الشَّيْطٰنُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَنَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنْ هُوَا سْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ اِنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ثَانِيَةٌ فَاِنْ صَلّٰى اِنْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ ☆ا

شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر تین گرہ لگاتا ہے۔ جب وہ سوتا ہے۔ اور ہر گرہ پر پڑھتا ہے۔ کہ رات گہری لمبی ہے۔ سوتے رہو۔ اگر وہ بیدار ہو کر خدا کو یاد کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے نماز پڑھ لی تو پھر ساری گرہیں کھل جاتی ہیں۔ اور سونے والا چاق وچوبند ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو نفس کی خباثت کے ساتھ طبیعت میں کسل پیدا ہو جاتا ہے۔

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved ©2002-2006

شرعی روزے کے حفظان صحت کے لئے مفید ہونے اور نفس اور بدن دونوں ہی کیلئے بہترین ریاضت ہونے کا کون انکار کرسکتا ہے۔ جس کو بھی عقل سلیم ہوگی وہ اس کی خوبیوں کا بہرحال اعتراف کرے گا۔

اسی طرح جہاد کو دیکھئے کہ اس میں کتنی حرکات وریاضات ہیں۔ جن سے جسم انسانی میں قوت پڑتی ہے۔ اور یہ حفظان صحت' بدن و دل کی پختگی اور ان دونوں کے فضلات ردیہ کو خارج کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔ اور اسی سے رنج وغم اور حزن و ملال دور ہوتا ہے جس کی اہمیت صرف خوش نصیب لوگ ہی سمجھ پاتے یں۔ اسی طرح سے حج اور اس کے اعمال قربانی' گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ' نیزہ بازی' تیراندازی' اور ضروریات زندگی کے لئے چلنا پھرنا' بھائیوں کی خبرگیری ان کے حقوق کی ادائیگی اور ان میں سے بیمار لوگوں کی مزاج پرسی' اور ان کے جنازوں کو کندھا دے کر مدفن تک پہونچانے کا حال ہے۔ اور ایسے ہی جمعہ اور دوسری نمازوں کی جماعت میں شرکت کرنے کے لئے مسجدوں تک چل کر آنا جانا' وضو اور غسل کی حرکات وغیرہ دیکھا آپ نے کہ یہ وہ ریاضتیں ہیں۔ جن سے حفظان صحت کے اصول کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ایک مسلمان کی صحت ان ریاضتوں اور اعمال کے ذریعہ بازیاب ہوتی ہے۔ جسم سے غیر ضروری فضلات خارج ہوتے ہیں۔ یہ تو دنیاوی منافع ہے۔ پھر اس کو شریعت محمدی اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں تک پہنچنے کے لئے بنایا اور دنیا و آخرت کے شرور کے بچنے کا ذریعہ بنایا' یہ مستزاد منافع ہیں۔

اس بیان سے آپ کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ آپ کی سنت میں معروف طب سے کہیں زیادہ دلوں اور جسموں کی حفاظت اور صحت کے لئے نسخے موجود ہیں' اور اسی طریقہ نبوی کو اپنا کر حفظان صحت ممکن ہے' اور دلوں اور جسموں کی جملہ بیماریوں کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ جس کو پیغمبر خدا کے علم بالغ و ہدایت کامل کا یقین ہوگیا۔ وہ جانتا ہے کہ اس سے آگے کوئی دوسرا راستہ خیر اور بھلائی کا نہ جسم کے لئے نہ قلب کے

لئے اور نہ دنیا وآخرت کے دوسرے مراحل کے لئے ہے۔

۱۔ بخاری نے ۳/۲۲۱۹ میں کتاب التہجد باب عقد الشیطن علی قافیۃ الراس اذالم یصل کے ذیل میں نقل کیا ہے۔ اور امام مسلم نے ۷۷۶ میں کتاب صلوۃ المسافرین باب ماروی فی من نام اللیل اجمع حتی اصبح کے تحت اس کو حدیث ابوہریرہ سے ذکر کیا ہے۔

فصل(۱۰۵)

طب نبوی میں مباشرت کے اعلیٰ قوانین

جماع اور قوت باہ کے سلسلہ میں بھی آپ کی ہدایات تمام ہدایات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ ان کو اپنا کر صحت کی حفاظت کرنی ممکن ہے۔ اور اسی کے ذریعہ لذت وسرور کا پورا پورا سامان فراہم کیا جا سکتا ہے۔ اور جماع اور قوت باہ کی وضع جن مقاصد کے پیش نظر کی گئی ہے' ان کا حصول بھی آپ ہی کے طریق پر چل کر ممکن ہے' جماع تین باتوں کے لئے وضع ہوئی ہے' اور یہی جماع کے حقیقی مقاصد ہیں۔

پہلا مقصد:

نسل انسانی کا بقاء و دوام جماع ہی کے ذریعہ پوری بنی نوع انسانی کا بقاء ممکن ہے' اور خدا نے انسانوں کی جو تعداد بھی اپنے علم کے مطابق دنیا میں متعین فرمائی ہے' اس کی تکمیل کا واحد ذریعہ جماع ہے۔

دوسرا مقصد'

اس رطوبت کا اخراج جس کے رک جانے اور جمع ہو جانے سے سارے بدن کو نقصان وضرر سے دوچار رہونا پڑتا ہے۔

تیسرا مقصد'

خواہش پوری کرنا' لطف اندوزی' اور نعمت الٰہی سے بہرہ ور ہونا ہے' اور یہی

ایک نفع ہے' جو انسان کو جنت میں حاصل ہو گا' کیونکہ وہاں نہ اضافہ نسل ہو گا' اور نہ احتقان منی کو بذریعہ جماع استفراغ کرنا مقصود ہو گا۔

دنیا کے تمام بڑے فاضل اطباء کا خیال ہے کہ جماع حفظان صحت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ منی کے جوہر پر نار اور رہوا کا غلبہ ہوتا ہے اور اس کا مزاج حار رطب ہے۔ اس لئے کہ اس کا وجود اس خالص صاف خون سے ہوتا ہے۔ جو اعضائے اصلیہ کے غذا کے کام آتا ہے۔ جب منی کی حقیقت واضح ہو گئی تو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس کو بدن سے جدا کرنا اور خارج کرنا کسی بڑے مقصد کے پیش نظر ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہ نسل انسانی کی حفاظت اور جمع شدہ منی کو اخراج کرنا ہے' چنانچہ جس کی منی رک گئی وہ بہت سے موذی امراض کا شکار ہوتا ہے۔ مثلاً وسوسے' جنون' مرگی' وغیرہ قاتل اور مہلک امراض سے دوچار رہوتا ہے۔ اور اس کے صحیح استعمال سے انسان ان امراض خبیثہ سے اکثر محفوظ رہتا ہے' اس لئے کہ اگر زیادہ دنوں تک رکی رہ جائے تو فاسد ہو جاتی ہے۔ اور زہریلی صورت اختیار کر لیتی ہے' جو امراض ردیہ کا سبب بنتا ہے' جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا اسی وجہ سے جماع نہ کرنے کے باعث جب منی کی کثرت ہو جاتی ہے تو طبیعت اسکو احتلام کے ذریعہ نکال دیتی ہے۔

بعض دانشوروں کا کہنا ہے کہ انسان کو خود سے تین معاہدے کر لینا چاہئے' پہلا تو یہ کہ چہل قدمی کرنا نہ ترک کرے' اگر کبھی کسی ضرورت کے پیش نظر ترک کر دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ دوسرا یہ کہ کھانا ترک نہ کرے۔ کہ اس سے آنتوں میں تنگی ہو جاتی ہے' اور تیسرا معاہدہ یہ کہ جماع کرنا نہ چھوڑے اس لئے کہ جس کنویں سے پانی نہیں نکالا جاتا وہ خشک ہو جاتا ہے' اور محمد بن زکریا کا بیان ہے کہ جو عرصہ تک جماع نہ کرے تو اس کی اعصابی قوت جاتی رہے گی' اور منی کے راستے مسدود ہو جائیں گے' اور اس کا عضو تناسل سکڑ جائے گا مزید بیان کیا کہ میں نے ایک جماعت کو

دیکھا کہ اس نے خشک مزاجی اور زہد وورع کے باعث جماع کرنا چھوڑ دیا تو ان کے جسم ٹھنڈے پڑ گئے' اور ان کے لئے نقل وحرکت دشوار ہوگئی اور ان پر بغیر کسی سبب کے مشکلات کا نزول ہوا' ان کی خواہشات ختم ہوگئیں اور ہاضمہ کمزور ہوگیا۔

جماع کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ آدمی کی نگاہ پست ہوجاتی ہے' نفس پر کنٹرول ہوجاتا ہے' اور حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اسی جذبہ کے تحت اسے نکاح کی خواہش اور عورت کے حصول کی تمنا ابھرتی ہے۔ جس سے اسے دنیاوی و اخروی دونوں نفع حاصل ہوتے ہیں' اور عورت سے الگ نفع اٹھاتا ہے' اسی وجہ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بے حد لحاظ رکھتے اور اسے پسند فرماتے آپ خود فرماتے تھے کہ تمہاری دنیا کی دو چیزوں مجھے بہت پسند ہیں ایک عورت اور دوسری خوشبو۔ ۱

کتاب ''الزہد'' میں امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کے بارے میں ایک لطیف نکتہ بیان کیا ہے کہ میں کھانے پینے سے تو رک سکتا ہوں لیکن عورتوں سے جماع سے رکنا میرے لئے مشکل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو شادی کرنے کی ترکیب دلائی ہے۔ آپ نے فرمایا۔

تَزَوَّجُوْا فَاِنِّی مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ ☆ ۲	شادی کرو اس لئے کہ میں بروز قیامت دیگر امتوں کے مقابل تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَکْثَرُ ھَانِسَاءً ☆ ۳	اس امت کا بہترین وہ شخص ہے جس کے پاس زیادہ بیویاں ہوں۔

دوسری حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنّی اَتَزَوَّجُ النِّساءَ وَاَنَامُ وَاَقُوْمُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنّیْ☆۴

میں عورتوں سے ہمبستری کرتا ہوں سوتا ہوں جاگتا بھی ہوں روزہ رکھتا ہوں اور بلا روزے بھی رہتا ہوں لہذا جس نے میری سنت وطریقہ سے انحراف کیا وہ مجھ سے نہیں۔

دوسری جگہ آپ نے نوجوانوں کو مخاطب کرکے فرمایا:

یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْفَظُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ☆۵

نوجوانو! جن کو قوت مباشرت ہو اسے شادی کر لینی چاہئے۔ اس لئے کہ اس سے نگاہ محفوظ رہتی ہے۔ اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا اسے روزہ سے رہنا چاہئے اس لئے کہ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب ایک شادی شدہ عورت سے نکاح کیا تو آپ نے ان سے فرمایا:

هَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُکَ☆۶

تو نے کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس سے کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں انس بن مالک کی حدیث روایت کی ہے۔ کہ انس

بن مالک نے بیان کیا:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ☆ ۷

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے پاک و صاف حالت میں ملنا چاہتا ہے۔ اسے آزاد عورتوں سے شادی کرنی چاہئے۔

اور سنن ابن ماجہ میں ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے آپ نے فرمایا کہ دو اٹوٹ پیار و محبت کرنے والوں کے لئے نکاح سے بہتر کوئی چیز ہم نے نہیں پائی ہے۹

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر کی حدیث مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ☆ ۸

دنیا ایک پونجی ہے اور دنیا کی سب سے عمدہ پونجی نیک بیوی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کو حسین و جمیل دیندار کنواری عورتوں سے شادی کرنے کی ترغیب دلاتے تھے اور سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ؟ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِیْعُہٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُہٗ فِیْمَا یَکْرَہُ فِیْ نَفْسِہَا وَمَالِہٖ☆۹

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ بہترین عورت کی کیا خصوصیت ہے آپ نے فرمایا کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کر دے اور جب کسی کام کا حکم دے تو اس کی تعمیل کرے اور شوہر کی مخالفت اپنے بارے میں اور اس کے مال میں نہ کرے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔

تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِمَالِہَا وَلِحَسَبِہَا وَلِجَمَالِہَا وَلِدِیْنِہَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ☆۱۰

عورت سے شادی اس کے مال اس کے حسب ونسب اس کے حسن وجمال یا اس کی دینداری کی بنیاد پر کی جاتی ہے تو دیندار عورت سے شادی کرنے میں کامیابی حاصل کر تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں

آپ زیادہ بچہ جننے والی عورت سے شادی کرنے کی ترغیب دلاتے اور بانجھ عورت کو ناپسند فرماتے جیسا کہ سنن ابو داؤد میں معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے ایسی عورت سے عشق ہو گیا ہے جو عالی خاندان کی ہے۔ اور حسین وجمیل بھی ہے مگر وہ بانجھ ہے کیا

میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ نے فرمایا نہیں پھر دوبار حاضر ہوا آپ نے پھر اس کو روکا پھر جب تیسری بار آیا تو آپ نے فرمایا۔

تَزَوَّجُوْا الْوَلُوْدَا الْوَدُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمْ☆ ۱۱	زیادہ بچہ جننے والی بے انتہا پیار ومحبت کرنے والی عورت سے شادی کرو کہ میں بروز قیامت تمہاری کثرت کو دیکھ کر دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔

ترمذی میں معقل بن یسارؓ سے مرفوعاً روایت مذکور ہے:

اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلنِّکَاحُ وَالسِّوَاکُ وَالتَّعَطُّرُ وُ الْحِنَّاءُ☆ ۱۲	انبیاء کی چار سنتیں ہیں شادی، مسواک، خوشبو، اور حناء۔

جامع میں ''حِنَّاءٌ'' نون اور یاء کے ساتھ یعنی حناء اور حیاء دونوں مروی ہیں۔ ۱۳

میں نے ابوالحجاج کو کہتے سنا کہ صحیح لفظ ختان ہے اور نون کنارے سے ساقط ہوجانے کی وجہ سے حناء لوگوں نے پڑھ دیا اسی طرح کی بات محاملی نے ابوعیسیٰ ترمذی کے استاذ سے ذکر کی ہے۔

آدمی کو جماع کرنے سے پہلے بیوی کے ساتھ کھیل کو‌ذ بوسہ بازی کرنا اور زبان چوسنا چاہئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جماع سے قبل اپنی بیوی کے ساتھ کھیلتے تھے اور ان کا بوسہ لیتے تھے۔

ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جماع سے پیشتر حضرت عائشہؓ کا بوسہ لیتے اور ان کی زبان چوستے تھے۔ ۱۴

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعبت سے پیشتر جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تمام ازواج مطہرات کے ساتھ جماع کرتے پھر

ایک بار غسل کر کے پاکی حاصل کر لیتے اور کبھی ہر ایک کے لئے الگ الگ غسل فرماتے امام مسلم نے صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات سے مباشرت فرماتے پھر ایک مرتبہ غسل فرما لیتے۔ ۱۵

ابو داؤد نے سنن میں ابو رافع مولیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات تمام ازواج مطہرات سے مباشرت فرمائی۔ اور ہر ایک سے مباشرت کے بعد غسل فرمایا میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ سب کے بعد ایک مرتبہ غسل فرما لیتے آپ نے فرمایا ہاں یہ بات تو درست ہے مگر صفائی طہارت اور پاکیزگی میں یہ بڑھا ہوا ہے۔ ۱۶

جب جماع کرنے والا ایک مرتبہ عورت سے جماع کرنے کے بعد غسل سے پہلے ہی دوسری مرتبہ جماع کی خواہش کرے تو اس کے لئے شریعت نے دو جماع کے وقفہ میں وضو کا حکم دیا ہے چنانچہ امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری کی حدیث نقل کی ہے حضرت ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا اَتٰی اَحَدُ کُمْ اَھْلَهٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیَتَوَضَّأْ☆ ۱۷	جب کوئی اپنی بیوی سے ہمبستر ہو اور پھر دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو اسے وضو کر لینا چاہئے۔

جماع کے بعد غسل اور وضو کر لینے سے ایک قسم کا نشاط پیدا ہوتا ہے دل کو شگفتگی حاصل ہوتی ہے اور جماع سے بعض تحلل کی تلافی بھی ہو جاتی ہے اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی اور طہارت ہو جاتی ہے اور اس کے ذریعہ حرارت عزیزی بدن کے اندرونی حصہ میں اکٹھا کرنے کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے جبکہ جماع کی وجہ سے یہ حرارت منتشر ہو جاتی ہے اور نظافت کا برعکس طریقہ بھی ختم ہو جاتا ہے جو جماع کے

لئے اعلٰی درجہ کی تدبیر ہے اور قوی جسمانی اور صحت کی پوری حفاظت بھی ہو جاتی ہے۔

۱؎ امام احمد بن حنبل نے ۳/۱۲۸، ۱۹۹، ۲۸۵ میں نسائی نے ۶۱/۷ میں کتاب عشرۃ النساء کے باب حب النساء کے ذیل میں اس کو حدیث انس بن مالک سے نقل کیا ہے اس کی سند حسن ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۲؎ حدیث صحیح ہے اسی لفظ کے ساتھ بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حدیث ابو امامہ سے بیان کیا ہے اور ابو داؤد نے ۲۰۵۰ میں اس کی تخریج کی نسائی نے ۶/۶۵، ۶۶ میں حدیث معقل بن یسار کو بایں الفاظ مرفوعاً نقل کیا ہے۔ تَزَوَّجُوْا الْوَلُوْدَ الْوَدُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ' یعنی زیادہ بچہ جننے والی اور بے پناہ پیار محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو۔ اس لئے کہ میں دوسری امتوں کے مقابل تمہاری کثرت پر بروز قیامت فخر کروں گا۔ اس کی سند حسن ہے۔ انس بن مالک کی حدیث اس کی شاہد ہے جس کو امام احمد نے ۳/۱۵۸، ۲۴۵ میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے اس کو ابن حبان نے ۱۲۲۸ میں صحیح قرار دیا ہے۔

۳؎ اس حدیث کو بخاری نے ۹/۹۹ میں بیان کیا ہے۔

۴؎ امام بخاری نے ۹/۸۹، ۹۰ میں کتاب النکاح کے باب الترغیب فی النکاح کے تحت اور امام مسلم نے ۱۴۰۱ میں کتاب النکاح کے باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۵؎ امام بخاری نے اس کی تخریج ۹/۹۲، ۹۵ میں اور مسلم نے ۱۴۰۰ میں حدیث عبد اللہ بن مسعود سے کی ہے۔ ''الباءۃ'' نکاح سے کنایہ ہے اور جماع پر بھی باءۃ کا اطلاق ہوتا ہے اس کی اصل وہ جگہ ہے جہاں انسان پناہ لیتا ہے اور اسی وجہ سے اس کو نکاح سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ جب کوئی کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو اسے کسی مقام پر ٹھہراتا ہے۔ ''الوجاء'' دونوں خصیوں کو کوٹنا اور بے طاقت بنا دینا ''الاخصاء'' دونوں خصیوں کو باہر نکال دینا یہاں مراد یہ ہے کہ روزہ شہوت کو کمزور اور ختم کر دیتا ہے جیسا کہ خصیہ باہر نکالنے سے قوت باہ کمزور ہو جاتی ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

۱۳۔ ترمذی نے ۱۰۸۰ میں کتاب اول النکاح کے تحت اور احمد نے ۴۲۱/۵ میں اس کی تخریج کی ہے اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

۱۴۔ مسند میں "والحیاء" لفظ صراحتاً مذکور ہے۔

۱۵۔ ابوداؤد نے ۲۳۸۶ میں کتاب الصوم باب الصائم یبلع الریق کے تحت اور احمد نے ۱۲۳/۶، ۲۳۴ میں اس کو نقل کیا ہے اس کی سند میں محمد بن دینار ازدی سیئی الحفظ ہے اور ان کے استاد محمد بن اوس عبدی بھی غلط بیانی میں معروف ومشہور ہیں۔

۱۶۔ امام مسلم نے صحیح مسلم ۳۰۹ میں کتاب الحیض کے باب جواز نوم الجنب کے ذیل میں اس کی تخریج کی ہے۔

۱۷۔ ابوداؤد نے ۲۱۹ میں کتاب الطہارۃ کے باب الوضوء لمن اراد ان یعود کے تحت اس کو نقل کیا ہے۔ اور ابن ماجہ نے ۵۹۰ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند حسن قرار دینے کے قابل ہے۔

فصل (۱۰۶)

جماع کا بہترین وقت اور دیگر زریں اصول

جماع کا بہترین وقت یہ ہے کہ جماع غذا کے ہضم ہونے کے بعد کیا جائے بدن میں اعتدال ہو نہ گرمی ہو نہ ٹھنڈک نہ خشکی ہو اور نہ رطوبت نہ امتلاء شکم ہو اور نہ شکم بالکل خالی ہو البتہ پرشکم ہو کر جماع کرنے سے جو ضرر ہوتا ہے۔ وہ خالی پیٹ جماع کرنے سے ہونے والے ضرر کے مقابل کمتر ہوتا ہے۔ اسی طرح کثرت رطوبت کے موقع پر جماع کرنے سے جو ضرر ہوگا وہ یبوست کے وقت جماع کرنے سے ہونے والے ضرر سے کم ہوگا اور حرارت بدن کے وقت جماع برودت کے وقت کئے جانے والے جماع سے کم نقصان دہ ہوگا آدمی کو پوری طرح جوش اور شہوت کے وقت ہم بستر ہونا چاہئے کہ آدمی کا عضو تناسل پوری طرح ایستادہ ہو اور اس استادگی میں کسی تکلف اور کسی تخیل صورت کو دخل نہ ہو۔ اور نہ بار بار عورت کو دیکھنے کے باعث ہوئی ہو اور یہ بھی مناسب نہیں کہ خواہ مخواہ شہوت جماع کو ابھارے اور خود کو بلا ضرورت اس

میں مشغول کرے البتہ اگر کثرت منی ہو استادگی پوری ہو اور شہوت بھی پورے طور پر ہو اور جماع کرنے کی غیر معمولی خواہش ہو تو جماع کرنا چاہئے۔ ایسی بوڑھی عورتوں اور کمسن لڑکیوں سے جماع نہ کریں جن سے لوگ عادتاً جماع نہیں کرتے یا ایسی عورت جس کو خواہش جماع نہ ہو مریضہ بدشکل نفرت انگیز عورتوں سے جماع کرنے سے قویٰ جسمانی کمزور ہوتے ہیں۔ اور یوں بھی جماع کی خاصیت ضعف پیدا کرنا ہے اور بعض اطباء کا جو یہ خیال ہے کہ شادی شدہ عورتوں سے جماع کرنا کنواری لڑکیوں سے زیادہ مفید اور صحت کے لئے نفع بخش ہے ان کا خیال بالکل غلط ہے اور ان کا یہ قیاس مبنی برفساد ہے اس سے بہتیروں نے گریز کیا اور یہ بات عقلاء اور دانشوروں کے خلاف ہے اور اس پر طبیعت و شریعت کا بھی اتفاق نہیں۔

کنواری عورتوں سے جماع کرنے میں عجیب خاصیت ہے اس عورت اور اس سے جماع کرنے والے مرد کے درمیان گہری محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ عورت کا دل شوہر کے پیار و محبت سے لبریز ہوتا ہے۔ اور دونوں کی محبت کے درمیان کوئی دیوار حائل نہیں ہوتی اور یہ تمام لذت و محبت شادی شدہ عورت میں پائی نہیں جاتی۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیوں نہیں تو نے کسی کنواری عورت سے شادی کر لی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت میں جن حوروں کو ازدواجی تعلق کے لئے رکھ چھوڑا ہے وہ کنواری ہونگی کسی نے ان کو چھوا بھی نہیں ہوگا صرف وہی جنت میں چھو سکیں گے جن کے حصے میں وہ آئیں گی۔ حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آپ کا گذر ایسے درخت سے ہو جس میں اونٹ چر گیا ہو اور ایسے دوسرے درخت سے گذر ہو جس میں سے ابھی کسی اونٹ نے منہ نہ لگایا ہو تو ان دونوں میں سے اپنے اونٹ کو آپ کہاں چرانا پسند کریں گے؟ آپ نے فرمایا کہ جس میں ابھی تک کسی اونٹ نے منہ نہ لگایا ہو! اس تمثیل سے مراد وہ کنواری لڑکی ہے جس کو ابھی تک کسی مرد نے ہاتھ نہ لگایا وہ میں ہی ہوں۔

کسی پسندیدہ عورت سے جماع کرنے کے بعد کثرت منی کے استفراغ کے باوجود بدن میں کمتر کمزوری کا احساس ہوتا ہے اور قابل نفرت ناپسند عورت سے جماع کرنے کے بعد بدن کو بے حد کمزوری کا احساس ہوتا ہے گو کہ استفراغ منی کم ہو اور حائضہ عورت سے جماع کرنا فطرت و شریعت دونوں کے خلاف ہے اور یہ نہایت ضرر رساں ہے تمام اطباء اس سے کلی طور پر پرہیز کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

جماع کے لئے سب سے عمدہ صورت یہ ہے کہ مرد عورت کے اوپر ہو اور ملاعبت اور بوسہ بازی کے بعد عورت کو چت لٹا کر اس سے جماع کرے اسی وجہ سے عورت کو فراش کہتے ہیں خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ[۲] یعنی لڑکا عورت کے لئے ہے۔ یہاں عورت کو فراش سے تعبیر کیا گیا اور یہ مرد کا عورت پر مکمل حاکمیت کو ثابت کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (نساء: ۳۴) مرد عورتوں پر حاکم مقرر کئے گئے ہیں۔

اسی طرح اس شعر میں بھی کہا گیا ہے۔

اِذَا رُمْتُهَا کَانَتْ فِرَاشًا وَعِنْدَ فَرَاغِی خَادِمٌ یَتَمَلَّقُ یُقَلِّنِیْ

جماع کے وقت جب میں فرج میں دخول کرتا ہوں تو وہ بے چین ہوتی ہے اور انزال ہو جانے کے بعد ایک چاپلوس نوکر بن جاتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ☆ (بقرۃ: ۱۸۷) وہ (عورتیں) تمہارے لئے لباس ہیں اور تم (مرد) ان کی پوشش ہو۔

اور اس انداز میں جماع کرنے سے لباس کا معنی پورے طور پر صادق آتا ہے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

تھے اس کو یہود نے معیوب قرار دیا اس پر خدا نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَـرْثَـكُـمْ اَنّٰـى شِئْتُمْ ☆ ۴	تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں جس طرف سے چاہو اپنی کھیتی میں آؤ۔
(بقرہ: ۲۲۳)	

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ یہود کا خیال تھا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف سے اس کی فرج میں جماع کرتا ہے تو بچہ احول (بھینگا) پیدا ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "نساءکم حرث لکم الخ نازل فرمائی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت بایں الفاظ ہے کہ اگر خواہش ہو تو آگے کی جانب سے یا پیچھے کی جانب سے جماع کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ یہ یاد رہے کہ جماع صرف ایک ہی سوراخ یعنی فرج ہی میں ہو۔ ۵

مجبیتہ :۔ اوندھے منہ ہونا اور صمام واحد ہے مراد عورت کی شرم گاہ جو کھیتی اور افزائش نسل کا مقام ہے لیکن عورت کی سرین میں جماع کرنے کو تاریخ میں کسی نبی برحق نے مباح نہیں قرار دیا اور جس نے بعض اسلاف کی طرف یہ نسبت کی کہ انہوں نے عورت کی سرین میں جماع کرنے کو مباح قرار دیا انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا۔

چنانچہ سنن ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَـلْـعُـوْنٌ مَـنْ اَتَى الْمَرْأَةَ فِيْ دُبُرِهَا ☆ ۶	کہ وہ شخص ملعون ہے جو عورت کی سرین میں جماع کرے۔

احمد اور ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ تو اس سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا۔ جس نے اپنی عورت کے مقعد میں

جماع کیا ہے اور ترمذی واحمد بن حنبلؒ کے الفاظ یوں ہیں۔

مَنْ اَتٰی حَائِضًا أَوِ امْرَاۃً فِیْ دُبُرِھَا أَوْکَاھِنًا فَصَدَّقَهُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ☆۸	جو شخص حائضہ عورت سے یا اپنی بیوی سے اس کی مقعد میں جماع کرے یا کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے پیغمبر خدا کی شریعت کا کلیتہً انکار کیا۔

اور بیہقی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ مردوں اور عورتوں میں سے جس نے بھی کسی مقعد میں کچھ کیا تو اس نے کفران نعمت الٰہی کیا۔

مصنف وکیع میں روایت ہے کہ مجھ سے زمعہ بن صالح نے حدیث بیان کی انہوں نے طاؤس سے انہوں نے اپنے باپ سے اور ان کے باپ نے عمرو بن ربیع سے روایت کی ہے اور عمرو بن ربیع نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے شرم نہیں کرتا عورتوں کی سرین میں تم لوگ جماع نہ کرو اور ایک مرتبہ فرمایا کہ ان کی مقعدوں میں جماع نہ کرو۔۹

ترمذی میں طلق بن علی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کی سرین میں جماع نہ کرو اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے شرم نہیں کرتا۔۱۰

اور ''الکامل'' میں ابن عدی کی ایک حدیث ہے جس کو محاملی سے انہوں نے سعید بن یحییٰ بن جبیر اموی سے روایت کیا انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن حمزہ نے حدیث بیان کی انہوں نے زید بن رفیع سے انہوں نے ابوعبیدہ سے اور انھوں نے عبداللہ بن مسعود سے مرفوعًا روایت کیا آپ نے فرمایا کہ عورتوں کی سرین میں

جماع نہ کرو۔ ؂۱۱

حضرت ابوذر نے بھی مرفوعاً روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتوں یا مردوں کی مقعد میں جماع کرے وہ خدا اور رسول کا منکر ہے۔

اسماعیل بن عیاش نے سہیل بن ابی صالح نے انھوں نے محمد بن منکدر سے اور انھوں نے جابر بن عبداللہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا سے شرم کرو کہ خدا حق بات کے کہنے سے شرماتا نہیں کہ عورتوں کی مقعد میں جماع نہ کرو اسی حدیث کو دار قطنی نے ان لفظوں میں بیان کی کہ اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے شرماتا نہیں تمہارے لئے جائز نہیں کہ عورتوں کی سرین میں جماع کرو۔ ؂۱۲

علامہ بغویؒ نے بیان کیا کہ مجھ سے ہدیہ نے حدیث بیان کی انھوں نے کہا کہ مجھ سے ہمام نے حدیث بیان کی انھوں نے بیان کیا کہ قتادہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرے اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے عمرو بن شعیب نے عن ابیہ عن جدہ کے واسطہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لواطت صغریٰ ہے۔

امام احمد نے ''مسند'' میں حدثنا عبدالرحمٰن قالَ حدثنا همام أُخبرنا عن قتادة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده سند حدیث بیان کر کے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ ؂۱۳

اور مسند میں بھی عبداللہ بن عباس سے روایت منقول ہے کہ آیت نسآ ؤکم حرث لکم الخ انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی رسول اکرم کی خدمت اقدس میں آ کر آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ آگے پیچھے کی کوئی بات نہیں جماع فرج میں کرنا چاہئے۔ چاہے جس طرح سے بھی ہو۔ ؂۱۴

مسند میں عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں تو برباد ہو گیا آپ نے

دریافت کیا کہ تمہاری بربادی کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ کل رات میں نے اپنی بیوی سے پیچھے سے جماع کرلیا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا کہ وحی نازل ہوئی اور یہ آیت کریمہ نسآؤکم حرث لکم رسول خدا پر نازل ہوئی یعنی آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی جماع کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ حائضہ عورت اور عورت کی دبر میں جماع کرنے سے بچو۔ ۱۵

ترمذی میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر کرم نہیں کرے گا جو عورت یا مرد کی سرین میں جماع کرے۔ ۱۶

ہم اس سے پہلے ابوعلی حسن بن حسین بن دوما کی حدیث بیان کر چکے ہیں۔ جو براء بن عازب سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے دس قسم کے لوگ خدائے بزرگ و برتر کے منکر ہیں قاتل' جادوگر' دیوث' بیوی کی سرین میں جماع کرنے والا زکوٰۃ نہ دینے والا اور جو شخص وسعت رکھتے ہوئے فریضہ حج ادا کئے بغیر مرگیا شراب خور' فتنہ برپا کرنے والا' اسلام کے خلاف برسرپیکار لوگوں کو ہتھیار بیچنے والا اور جو شخص ذوی المحارم سے نکاح کرے۔ ۱۷

عبداللہ بن ورہب نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن لھیعہ نے مشرح بن ھاعان عن عقبہ بن عامر کے واسطہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَلْعُوْنٌ مَنْ یَّاتِی النِّسَآءَ فِی مَحَاشِهِنَّ یعنی أَدْبَارِهِنَّ☆ ۱۸	وہ شخص ملعون ہے جو عورتوں کی سرین یعنی ان کی مقعد میں جماع کرتا ہے۔

اور مسند ''حارث بن ابی اسامہ'' میں ابوہریرہ و ابن عباسؓ کی حدیث مذکور ہے۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے ہم لوگوں کو خطبہ دیا اور مدینہ طیبہ میں آپ کا یہ آخری خطبہ تھا اس کے بعد آپ کا

وصال ہو گیا اس خطبہ میں آپ نے ہم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

مَنْ نَكَحَ اِمْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ رَجُلًا أَوْ صَبِيًّا حُشِرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَرِيْحُهُ أَنْتَنُ مِنَ الْجِيْفَةِ يَتَأَذّٰى بِهِ النَّاسُ حَتّٰى يَدْخُلَ النَّارَ وَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَجْرَهُ وَلَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَيُدْخَلُ فِي تَابُوْتٍ مِّنْ نَّارٍ وَيُشَدُّ عَلَيْهِ مَسَامِيْرُ مِنْ نَارٍ ☆

جو شخص کسی عورت کی سرین یا مرد یا لڑکا کی مقعد میں مباشرت کرے وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس سے مردار سے بھی زیادہ بدبو آئے گی جس سے تمام لوگ پریشان ہو جائیں گے تا آنکہ وہ داخل جہنم ہو جائے گا خدا اس کے اعمال خیر کو برباد کر دے گا اور اس کو اس کی واپسی یا معاوضہ نہ ملے گا اور آتشیں تابوت میں اس کو داخل کیا جائے گا اور اس کے اوپر آتشیں کیلیں بھی ٹھونکی جائیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ جس نے اس فعل بد سے توبہ نہ کی اس کے لئے یہ عذاب ہے۔

ابو نعیم اصبہانی نے خزیمہ بن ثابت کی حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ اظہار حق میں نہیں شرماتا تم اپنی بیویوں کی سرین میں جماع نہ کرو۔ ۱۹

امام شافعی نے نقل کیا کہ مجھ کو میرے چچا محمد بن علی بن شافع نے خبر دی انہوں نے بیان کیا کہ مجھ کو عبداللہ بن علی بن سائب نے خبر دی انہوں نے عمرو بن احیحہ بن جلاح سے انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے روایت کی کہ ایک شخص نے عورتوں کو پیچھے سے جماع کرنے کی بابت سوال کیا آپ نے فرمایا حلال ہے جب وہ مڑا تو

All rights reserved ©2002-2006

آپ نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ تم نے کس طرح کہا تھا دونوں سوراخوں یا دونوں شگافوں میں سے کس میں یا دونوں سرینوں میں سے کس سوراخ میں کہا کیا اس کے پیچھے سے اس کی فرج میں جماع کرنے کے متعلق سوال کیا تھا؟ اگر تو نے یہ سوال پوچھا تھا تو یہ جائز ہے اور اگر عورت کے پیچھے سے اس کی دبر میں جماع کرنے کے بارے میں تیرا سوال ہے تو یہ جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ اظہار حق سے شرم نہیں کرتا تم عورتوں سے ان کی سرین میں جماع نہ کرو۔ ۴۰

ربیع نے بیان کیا کہ حضرت امام شافعیؒ سے پوچھا گیا کہ اب آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے چچا ثقہ ہیں اور عبداللہ بن علی بھی ثقہ ہیں اور عمرو بن جلاح کے بارے میں لوگ اچھی رائے ہی رکھتے ہیں اور خزیمہ بن ثابت کے ثقہ ہونے کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں لیکن میں دبر میں جماع کرنے کی رخصت نہیں دیتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں میں کہتا ہوں کہ اس بیان سے یہ بات واضح طور سے ثابت ہوگئی کہ اس روایت سے اس غلط روایت کا شیوع ہوا جس سے ہمارے اسلاف کے متعلق دبر میں جماع کرنے کی اباحت کا مسئلہ مشہور ہوگیا حالانکہ یہ بھی ایک طریقہ جماع تھا کہ آدمی عورت کے پیچھے سے اس کی فرج میں جماع کرتا اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ پیچھے سے اس کی دبر میں جماع کرے اور سننے والے کو من اور فی لفظ میں اشتباہ ہوگیا اور اسی بناء پر دونوں میں تمیز نہ کر سکے اباحت سلف وائمہ کا حقیقی مسئلہ یہ رہا اور کسی غلط بیان نے اس کو غلط انداز میں پیش کر کے فحش غلطی کی قرآن نے خود اعلان کر دیا۔

فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ☆ (بقرہ۔۲۲۲)

یعنی عورتوں سے اسی مقام میں جماع کرو جہاں کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے اس آیت فاتوھن من

حیث امرکم اللہ کا مطلب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جس مقام میں جماع کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ وہیں جماع کرو اور ایام حیض میں جماع سے بچے رہو۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ان سے نقل کیا کہ آپ فرماتے تھے کہ صرف فرج میں جماع کرنا ہے اور اس کے سوا کسی دوسری جگہ روا نہیں ہے۔

یہ آیت کریمہ عورت کی دبر میں جماع کرنے کی حرمت پر دو سبب سے دلالت کرتی ہے۔ پہلا سبب یہ کہ عورتوں سے جماع کرنا کھیتی کے مقام یعنی پیدائش کے مقام میں مباح ہے۔ یعنی فرج میں مباح ہے نہ کہ مقعد میں جو آلائش کا مقام ہے اور اللہ کے قول من حیث امرکم اللہ سے مراد کھیتی کا مقام یعنی فرج ہے۔ اور ایک دوسری آیت فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ سے بھی فرج میں جماع کرنا مؤکد ہو جاتا ہے۔ اور اسی آیت سے عورت کے پیچھے سے اس کی فرج میں جماع کرنا بھی ثابت ہو گیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنّٰى شِئْتُمْ یعنی جس انداز سے بھی آگے یا پیچھے سے تم چاہو فرج میں جماع کرو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ "فاتوا حرثکم" میں حرث سے مراد عورت کی فرج ہی ہے۔

اور قابل غور بات یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایام حیض میں عارضی ضرر کی وجہ سے فرج میں جماع کرنا حرام قرار دیا تو پھر مقعد میں جماع کرنا کیسے قابل قبول ہو گا جو دوامی آلائش کا مقام ہے مزید برآں اس کے مفاسد بھی غیر معمولی ہیں اس لئے کہ اس سے انقطاع نسل کا مفسدہ تو ہے ہی پھر یہ اباحت عورتوں کی مقعد سے لڑکوں تک پہنچ کر مزید مفاسد کا ذریعہ بن جائے گی۔

اس کے علاوہ اس سے حقوق نسوانی کا تلف کرنا بھی لازم آئے گا اس لئے کہ عورت سے جماع کرنا عورت کا حق ہے۔ اور مقعد میں جماع کرنے سے یہ حق بری طرح مجروح ہوتا ہے نہ عورت کی خواہش کی تکمیل ہو گی اور نہ مقصود جماع حاصل ہو گا۔

دوسری بات یہ کہ مقعد اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہے اور نہ اس کی تخلیق کا یہ مقصد ہے بلکہ جماع کے لئے فرج ہی ہے لہٰذا جو لوگ فرج کو چھوڑ کر مقعد کی طرف رخ کرتے ہیں وہ شریعت اور حکمت الٰہی دونوں ہی کے منکر ہیں۔

علاوہ ازیں یہ مردوں کے لئے ضرر رساں بھی ہے اسی لئے تمام عقلاء و اطباء اس سے روکتے ہیں اور فلاسفہ بھی اس کو سفاہت و جہالت پر محمول کرتے ہیں۔ اس لئے کہ فرج میں قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ جو مرد کی رکی ہوئی منی کو جذب کر لیتی ہے جس سے مرد کو آرام ملتا ہے۔ اور مقعد میں جماع کرنے سے رکی ہوئی منی کا پوری طرح اخراج نہیں ہو پاتا ایک تو مقعد کے بیرونی سوراخ کی تنگی دوسرے مفعول کے متاذی ہونے کی وجہ سے عضو مخصوص کو جلد از جلد اس سے باہر نکالنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اس لئے کہ لواطت غیر طبعی مجامعت ہے۔

اس سے ایک دوسرے طریقہ سے بھی ضرر پہنچتا ہے۔ وہ یہ کہ مقعد کے سوراخ کی تنگی کے باعث عضو مخصوص کو اس میں داخل کرنے میں بڑی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ جس سے آدمی جلدی تھک جاتا ہے۔ اور خلاف امر فطری کا احساس الگ ہوتا ہے۔

مقعد گندگی اور آلائش کا مقام ہے اور لواطت کرتے وقت اپنی تمام آلائشوں کے ساتھ سامنے ہوتی ہے اور بعض اوقات عضو مخصوص آلائش سے آلودہ ہو جاتا ہے۔

عورت کو بھی اس سے سخت نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کام اس کے لئے خلاف طبیعت و فطرت بالکل نادر ہوتا ہے۔ جس سے انتہائی نفرت اور غیر معمولی وحشت پیدا ہوتی ہے۔

اس فعل بد کے باعث انسان کو رنج و غم سے دوچار ہونا پڑتا ہے مستقبل میں افزائش نسل کی طرف سے مایوسی اور ماضی میں ضیاع قوت کا غم لاحق ہوتا ہے دوسرے فاعل اور مفعول ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں اس سے چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے

اور سینے کا نور ختم ہو کر ظلمت آجاتی ہے اور دل کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔ اور اس کے چہرے پر ہونق کی طرح وحشت برستی رہتی ہے۔ جس کو ادنیٰ فراست والا دیکھ کر بھانپ لیتا ہے آخر میں سخت نفرت اور باہمی لغبض وکینہ دونوں کے درمیان پیدا ہو جاتا ہے اور ازدواجی تعلق ٹوٹنے کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سے کوئی بچ نہیں سکتا اس کاربد کا انجام بہرحال بھگتنا ہی پڑے گا۔

علاوہ ازیں فاعل ومفعول (شوہر وبیوی) کے حالات اس حد تک پیچیدہ ہو جاتے ہیں جن کی اصلاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی البتہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ سچی توبہ کی توفیق عطا کردے تو اصلاح ممکن ہے۔

نیز اس کاربد سے دونوں کے محاسن یکسر ختم ہو جاتے ہیں اور مصائب اس کی جگہ لے لیتے ہیں اسی طرح دونوں کے درمیان محبت والفت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ باہمی لغبض وکینہ ایک دوسرے پر طعن وتشنیع ان کا شیوہ بن جاتا ہے۔

اور یہ فعل نعمتوں کے زوال اور غضب الٰہی کے نزول کا سب سے بڑا سبب ہے اس لئے کہ یہ لعنت وغضب الٰہی کا سب سے بڑا سبب بنتا ہے۔ اور خدا اس کے فاعل سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اور فاعل کی طرف ذرا بھی التفات نہیں کرتا اس قابل نفریں فعل کے بعد ہر چیز کی توقع ختم ہو جاتی ہے۔ اور انسان کسی بھی برائی سے محفوظ نہیں رہتا اور وہ بندہ کس طرح زندہ رہ سکتا ہے جس پر لعنت الٰہی اور غضب خداوندی برس رہا ہو اور خدا نے اس سے اپنی رحمت کی نظر پھیر لی اور اس کی طرف کبھی بھی نظر کرم نہیں کرتا۔

لواطت سے حیاء وشرم کا کلیتہً خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور حیاء وشرم ہی سے دلوں کی زندگی برقرار رہتی ہے۔ جب دل اسے گنوا دے گا تو پھر ہر قبیح چیز حسین وجمیل اور ہر اچھائی برائی لگنے لگتی ہے۔ اس وقت انسان کا فساد قلبی اس مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں سے لوٹنا ممکن نہیں ہوتا۔

لواطت سے اس کی طبیعت مسخ ہو جاتی ہے۔ جس ترکیب پر خدا نے اس کی تخلیق فرمائی تھی وہ ختم ہو جاتی ہے۔ انسان اپنی فطرت سے نکل کر ایسی طبیعت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ کہ خدا نے اس انداز پر کسی حیوان کو مرکب نہیں فرمایا بلکہ وہ طبع منکوس ہے۔ اور جب طبیعت مسخ ہو گئی تو دل بھی مسخ ہو جاتا ہے۔ نہ کوئی عمل خیر باقی رہتا ہے۔ نہ ہدایت تو اس وقت اعمال خبیثہ اور ھیئات شیطانیہ کو عمدہ سمجھنے لگتا ہے اور اب اضطراری طور پر اس کی حالت اس کا عمل اور اس کا انداز گفتگو سب بد سے بدتر ہو جاتا ہے۔

اور اعمال قبیحہ کی انجام دہی میں وہ اتنا جری ہو جاتا ہے۔ کہ اس سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور یہ بے حیائی آنے والی نسلوں کے لئے ترکہ بن جاتی ہے کمینہ پن سفلہ پن اور رذالت کی سب سے نچلی سطح پر اتر آتا ہے۔

اور انسان بے شرمی اور نفرت کا لبادہ پہن لیتا ہے۔ اور لوگ بھی اس کو اسی لبادہ میں دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ لوگ اسے کمین و رذیل سمجھتے ہیں۔ اور ہر شخص اس کو ایک گھٹیا اور کمتر انسان جانتا ہے۔

خدا کی بیشمار رحمتیں اور اسکی سلامتی اس ذات اقدس پر نازل ہو جس کی ہدایت و شریعت کی اتباع سے ہم کو سعادت دارین نصیب ہوئی اور جس کی مخالفت نے ہم کو دونوں جہاں کی تباہ و بربادی کے راستے پر ڈال دیا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ ☆

۱۔ امام مسلم نے اس کی تخریج ۳۰۸ میں کی ہے۔

۲۔ امام بخاری نے ۹/۱۰۴ میں کتاب نکاح الابکار کے تحت اس کی تخریج کی ہے۔

۳۔ امام بخاری نے ۵/۲۷۸ میں کتاب الوصایا باب قول الموصی لوصیہ تعاہد ولدی کے تحت اور امام مسلم نے ۱۴۵۷ میں کتاب الرضاع باب الولد للفراش کے ذیل میں اس کو حدیث عائشہ سے نقل کیا ہے۔

۴۔ اس شاعر کا نام ابنہ جعدی ہے یہ شعر اس کے شعر کے دیوان کے ص ۸۱ پر اور الشعر والشعراء کے صفحہ ۲۹۶ پر موجود ہے۔

۵۔ ابوداؤد نے ۲۱۶۴ میں کتاب النکاح باب فی جامع النکاح کے تحت اس کو ذکر کیا ہے اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اس کی شاہد حدیث ام سلمہ جس کو اسی طرح احمد نے ۳۰۵/۶، ۳۱۰، ۳۱۸ میں روایت ہے اور ترمذی نے ۲۹۸۳ میں دارمی نے ۲۵۶/۱ میں ذکر کیا اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۔ بخاری نے ۱۴۳/۸ میں کتاب التفسیر باب نساء کم حرث لکم کے تحت اور امام مسلم نے ۱۴۳۵ میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۷۔ احمد نے ۴۴۴/۲، ۴۷۹ میں ابوداؤد نے ۲۱۶۲ میں اس کی تخریج کی اور بوصیری نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا اس کی شاہد ایک حدیث ہے جس کو ابن عدی نے ۲۱۱/۱ میں اور طبرانی نے ''اوسط'' میں اسی طرح ''المجمع'' ۲۹۹/۴ میں حدیث عقبہ بن عامر سے روایت کیا۔ اس کی سند حسن ہے جس سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے۔

۸۔ احمد نے ''مسند'' ۲۷/۲، ۳۴۴ میں ابن ماجہ نے ۱۹۲۳ میں اس کو بیان کیا اس کی شاہد ایک حدیث ہے جس کی سند حسن ہے جس کو ترمذی نے حدیث ابن عباس سے ذکر کیا ہے۔ اور ابن حبان نے ۱۳۰۲ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

۹۔ ترمذی نے ۱۳۵ میں ابن ماجہ نے ۶۳۹ میں اور امام احمد نے ۴۰۸/۲، ۴۷۶ میں اور ابوداؤد نے ۳۹۰۴ میں اور دارمی نے ۲۵۹/۱ میں حدیث ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے اس کی سند قوی ہے۔

۱۰۔ زمعہ بن صالح ضعیف راوی ہے منذری نے ''الترغیب والترہیب'' ۲۰/۳ میں اس کا ذکر کر کے بیان کیا ہے اس سے ابویعلی نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ھیثمی نے ''مجمع الزوائد'' ۲۹۸/۴، ۲۹۹ میں اس کا ذکر کیا اور اس کی نسبت طبرانی نے ''الکبیر'' اور بزار بڑھاوی ہے اور کہا کہ ابویعلٰی کے رواۃ صحیح کے ہیں۔ یعلٰی بن یمان اس سے الگ ہیں کیونکہ یہ ثقہ ہیں۔

۱۱۔ ترمذی نے ۱۱۶۴ میں دارمی نے ۲۶۰/۱ میں ذکر کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے اس کی شاہد حدیث خزیمہ بن ثابت شاہد ہے جس کو امام شافعیؒ نے ۳۶۰/۲ میں امام احمد نے ۲۱۳/۲ میں اور طحاوی نے ۵۲/۲ میں بیان کیا ہے اس کی سند صحیح ہے ابن حبان نے ۱۲۹۹ میں اور ابن ملقن نے ''خلاصہ البدر المنیر'' میں اس کو صحیح قرار دیا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری ۱۴۲/۸ میں بیان کیا کہ یہ حدیث صالح الاسناد احادیث میں سے ہے۔

۱۲۔ ابوعبیدہ کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں اور اس باب میں حضرت علی سے ایک حدیث مروی ہے جس کو امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہے اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

۱۳۔ دارقطنی نے ۲۸۸/۳ میں اس کو ذکر کیا اور ھیثمی نے ''المجمع'' میں اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں۔

۱۴۔ امام احمد نے ۶۷۰۶ اور ۶۹۶۷ میں اس کی تخریج کی اس کی سند حسن ہے اس کو منذری نے ''الترغیب والترھیب'' ۲۰۰/۳ میں بیان کیا اور اس کی نسبت بزار کی طرف کردی اور فرمایا کہ ان دونوں حدیثوں کے تمام رواۃ صحیح ہیں اور ھیثمی نے ''المجمع'' ۲۹۸/۳ میں اس کو نقل کیا ہے اور اس کی نسبت ''اوسط'' میں طبرانی کی طرف کی اور کہا کہ احمد کے رواۃ سب صحیح ہیں لیکن ان دونوں کے مذکورہ قول قابل غور ہیں اس لئے کہ محدثین کی مشہور اصطلاح تو یہ ہے کہ اس طرح کا اطلاق صرف ان راویوں پر ہوتا ہے جن سے شیخین یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کی ہو۔ اور عمرو بن شعیب سے شیخین یا ان میں سے کسی ایک نے بھی روایت نہیں کی اور طبرانی نے ۲۳۴/۲ میں احمد نے ۶۹۶۸ میں بیہقی نے ۱۹۹/۷ میں قتادہ سے روایت نقل کیا ہے جو یوں ہے۔ **حدثنی عقبة بن وساج عن ابی الدرداء قال فی اتیان المراة فی دبرها وهل یفعل الا کافر** یعنی عورتوں کی دبر میں صرف کافر شخص ہی جماع کرسکتا ہے اس کی سند صحیح ہے۔

۱۵۔ احمد نے ۲۶۸/۱ میں اس کو بیان کیا اس کی سند میں رشدین بن سعد ضعیف ہے لیکن اس کی شاہد حدیث کا ذکر گذر چکا ہے۔

۱۶۔ احمد نے ۱/ ۲۹۷ میں ترمذی نے ۲۹۸۴ میں اس کو بیان کیا اس کی سند حسن ہے۔

۱۷۔ ترمذی نے ۱۱۶۵ میں اس کی تخریج کی اس کی سند حسن ہے اور ابن حبان نے ۱۳۰۲ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۸۔ سیوطی نے الجامع الصغیر میں اس کو بیان کیا ہے اور اس کو ابن عساکر کی طرف منسوب کیا ہے اور اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۱۹۔ اس کی سند حسن ہے ابن عدی نے ''الکامل'' ۱/ ۲۱۱ میں اس کی تخریج کی ہے اور اس کی شاہد ابو ہریرہ کی حدیث گذر چکی ہے۔

۲۰۔ حلیمۃ الاولیاء ۸/ ۳۷۶ اس کی سند ضعیف ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام شافعی نے ۲/ ۲۶۰ میں ذکر کیا اور ان ہی سے بیہقی نے ۷/ ۱۹۶ میں اس کو نقل کیا ہے اور طحاوی نے ۲/ ۲۵ میں نسائی نے ''العشرۃ'' میں ابن حبان نے ۱۲۹۹ اور ۱۳۰۰ میں اس کی تخریج کی ہے اور ابن ملقن نے ''خلاصۃ البدر المنیر'' میں اور ابن حزم نے ''المحلی'' ۱۰/ ۷۰ میں اس کو بیان کیا اور منذری نے ۳/ ۲۰۰ میں اس جید قرار دیا ہے۔

فصل (۱۰۷)

مضرت رساں جماع

مضرت رساں جماع کی دو اقسام ہے۔ ایک تو شرعی طور پر مضر ہے اور دوسرے فطری طور پر نقصان دہ ہے شرعی طور پر مضرت رساں جماع حرام ہے۔ اس کے چند درجات ہیں جو اپنی نوعیت و مراتب کے اعتبار سے مختلف الامکان بعض بہت زیادہ بدتر ہوتی ہے۔ اور تحریم کی سطح بری ہوتی ہے۔ تحریم عارض تحریم لازم سے کمتر درجہ کی ہے جیسے حالت احرام' روزے' اعتکاف میں جماع کی تحریم یا کفارہ ادا کرنے سے پہلے اظہار کرنے والے کے جماع کی تحریم یا حائضہ عورت سے وطی کرنے کی تحریم وغیرہ کہ ان تمام صورتوں میں جماع کرنے پر کوئی شرعی حد جاری نہیں ہوتی۔

تحریم لازم کی دو اقسام ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ اس میں حلت کی کوئی

صورت نہ ہو جیسے محرم عورتوں سے جماع کرنا کہ یہ بدترین قسم کی مباشرت ہے۔ ایسے لوگوں کو علماء کی ایک جماعت مثلاً امام احمد حنبلؒ وغیرہ کے نزدیک قتل کر دینا واجب ہے اس سلسلے میں ایک حدیث مرفوع بھی موجود ہے۔ا

دوسری قسم یہ ہے کہ جس کا حلال ہونا ممکن ہو جیسے کسی شادی شدہ اجنبی عورت سے زنا کرنے میں دو طرح کے حقوق کا ضیاع ہوتا ہے۔ ایک حق خداوندی اور دوسرا شوہر کا حق اور اگر جبراً اس کے ساتھ زنا کیا گیا تو تین حقوق تلف ہوتے ہیں اور اگر اس کے اعزہ و اقرباء ہوں جو اس فعل شنیع کو عار سمجھتے ہوں تو چار حقوق پامال ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ زانی کی محرم ہے۔ تو اس میں پانچ حقوق تلف ہوتے ہیں ایسی جماع کی مضرتیں تحریم کے درجہ تناسب سے شمار کرنی چاہئے۔

اور طبعاً ضرر رساں جماع کی بھی دو قسمیں ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں ضرر کیفیت کے اعتبار سے ہو جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس میں مقدار و کمیت کے لحاظ سے مضرت ہو مثلاً کثرت جماع کہ اس سے قوت گر جاتی ہے۔ اعصاب کمزور پڑ جاتے ہیں۔ رعشہ، فالج اور تشنج جیسی مہلک بیماریوں گھیر لیتی ہیں اور نگاہ اور دیگر اعضاء میں کمزوری آ جاتی ہے۔ حرارت غریزی بجھ جاتی ہے۔ اور مجاری بدن کشادہ ہو جاتے ہیں جو فضلات ردیہ موذیہ کی آماجگاہ بن جاتے ہیں۔

جماع کا بہترین وقت غذا کے معدہ میں ہضم ہو جانے کے بعد ہی ہے ساتھ ہی ساتھ موسم کی مناسبت بھی ضروری ہے۔ بھوک کے وقت جماع کرنا ممنوع ہے اس سے حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے۔ اور پر شکمی کی حالت میں بھی جماع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ایسے وقت میں جماع کرنے سے شدید امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح آدمی تھکا ماندہ ہو تب بھی جماع مضر ثابت ہوتی ہے۔ نیز غسل کرنے اور استفراغ کے بعد اور اسی طرح کسی نفسانی کیفیت مثلاً رنج و غم یا فرط مسرت و شادمانی کے وقت بھی جماع بے حد مضر ہے۔ اور جماع کا عمدہ وقت رات کا ایک حصہ گذر

جانے کے بعد ہے جبکہ غذا کا ہضم اس کا مقابل نہ ہو پھر جماع کے بعد غسل یا وضو کرے اور سو جائے جماع کے بعد غسل کرنے کے بعد سونے سے اس کی ضائع شدہ قوت بازیاب ہو جاتی ہے اور جماع کے بعد حرکت وریافت سے پرہیز کرے کیونکہ اس سے غیر معمولی نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

لے امام احمد نے ۴/۲۹۵ میں ابوداؤد نے ۴۴۵۷ میں ترمذی نے ۱۳۶۲ میں نسائی نے ۶/۱۰۹ میں ابن ماجہ نے ۲۶۰۷ میں براء بن عازبؓ سے روایت نقل کی ہے وہ یوں ہے "لَقِيتُ خَالِي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ آخُذَ مَالَهُ "یعنی میں اپنے ماموں سے ملا جو جھنڈا لئے ہوئے تھے میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی طرف بھیجا ہے جنہوں نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا کہ میں اسے قتل کر کے اس کا مال ضبط کر لوں اس حدیث کی سند حسن ہے اس کو ابوداؤد نے بھی ۴۴۵۶ میں مسدد کی حدیث سے عن خالد بن عبد اللہ عن مطرف عن ابی الجہم عن البراء بن عازب کی سند کے ساتھ بایں الفاظ نقل کیا ہے "قَالَ بَيْنَا أَنَا أَطُوفُ عَلَى إِبِلٍ لِي ضَلَّتْ إِذْ أَقْبَلَ رَكْبٌ أَوْ فَوَارِسُ مَعَهُمْ لِوَاءٌ فَجَعَلَ الْأَعْرَابُ يُطِيفُونَ بِي لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَتَوْا قُبَّةً فَاسْتَخْرَجُوا مِنْهَا رَجُلًا فَضَرَبُوا عُنُقَهُ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَذَكَرُوا أَنَّهُ أَعْرَسَ بِامْرَأَةِ أَبِيهِ "میں اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں تھا کہ ایک قافلہ جھنڈا کے ہمراہ میرے سامنے آیا اور دیہات کے لوگ میرے بارے میں تفتیش کرنے لگے کہ میرا حضور اکرمؐ سے کیا تعلق ہے پھر سب ایک قبہ کے پاس پہنچے اور اس میں سے ایک شخص کو ڈھونڈ ھ نکالا اور اس کو قتل کر دیا میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کی سند صحیح ہے اور یہ مسند ۴/۲۹۵ میں اسباط عن مطرف عن ابی الجہم عن ابی البراء کے طریق سے منقول ہے اور آپ کے قول اعرس کے بارے میں خطابی نے بیان کیا کہ اس نے باپ کی بیوی کو اپنی بیوی بنا کر اس سے جماع کیا اس کی حقیقت جماع کا گناہ ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذوات المحرم سے جماع کرنا زنا کے درجہ میں ہے۔ اور لفظ عقد کے مذکور ہونے کی وجہ سے حد ساقط نہیں ہوگی ابن ماجہ نے ۲۶۰۸ میں صحیح سند کے ساتھ عن معاویہ بن قرۃ عن ابیہ کے طریق سے یوں روایت کیا۔ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی رجل تزوج امراۃ ابیہ ان اضرب عنقہ واصفی مالہ۔

فصل (۱۰۸)

مرض عشق کا علاج نبوی

عشق کا شمار امراض قلب میں ہوتا ہے۔ جو اپنے وجود اسباب اور علاج تینوں اعتبار سے دیگر امراض سے بالکل جداگانہ ہوتا ہے۔ جب یہ دل میں راسخ ہو جاتا ہے۔ اور پوری طرح گھر کر لیتا ہے تو اس کا علاج اطباء کے لئے دشوار ہو جاتا ہے۔

اور خود مریض بھی اس بیماری سے برگشتہ نظر آتا ہے۔

عشق کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو گروہوں کے متعلق کیا ہے ایک عورتوں سے عشق اور دوسرا امرد بچوں سے عشق پہلے قسم کا معاشقہ حضرت یوسف علیہ السلام سے عزیز مصر کی بیوی زلیخا کی والہانہ شیفتگی سے متعلق ہے اور دوسرے عشق کا تعلق قوم لوط سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتوں کی آمد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ قَالَ اِنَّ هٰؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَاتَفْضَحُوْنِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعَالَمِيْنَ قَالَ هٰؤُلَآءِ بَنَاتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ☆ (حجر۔ ۶۷تا۷۲)

اور شہر والے (فرشتوں کی حسین صورتیں دیکھ کر) ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے ہوئے آئے حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں لہذا مجھے رسوا نہ کرو۔ اور خدا سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تم کو تمام دنیا کے (لوگوں کی مہمانیوں) سے منع نہیں کیا تھا؟ لوطؑ نے کہا کہ یہ میری لڑکیاں حاضر ہیں اگر تم کرنا چاہتے ہو (تو ان سے عقد کر لو) تیری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں جھوم رہے تھے۔

اور بعض نے جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبت و منزلت کا صحیح طور پر علم نہیں آپ پر افتراء پردازی کی کہ آپ کو زینب بنت جحش سے عشق ہو گیا تھا اور آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰه مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ' اے دلوں کے پھیرنے والے خدا تو پاک ہے۔ اور زینب کو دل دے بیٹھے اور زید بن حارثہ سے فرمایا کہ زینب کو روکے رکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔

وَاِذْ تَـقُـوْلُ لِـلَّـذِیْ اَنْعَمَ اللّٰہُ	اور جب تو اس شخص سے جس پر
عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ	اللہ نے اور تم نے انعام کیا تھا کہہ
عَـلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ	رہا تھا کہ تو اپنی بیوی کو روک رکھ
وَتُـخْـفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَااللّٰہُ	اور خدا سے ڈر اور تو اپنے دل میں
مُبْدِیْہِ وَتَـخْشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ	اس بات کو چھپا رہا تھا جس کو
اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاہُ ☆ (احزاب۔ ۳۷)	(آخرکار) خدا ظاہر کرنے والا تھا
	اور تو (اس کے اظہار میں) لوگوں
	سے ڈرتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ
	زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے
	ڈرو۔

اسی آیت کو سامنے رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے یہ بدگمانی کی ہے کہ یہ شان عشق محمدی سے ہے اور بعضوں نے تو غضب ہی کر دیا کہ عشق پر پوری ایک کتاب ہی لکھ ڈالی جس میں انبیاء کے عشق کا ذکر کیا اور اسی کی مناسبت سے اس واقعہ کو بھی بیان کیا حالانکہ یہ بات اس کے قائل کی جہالت و نادانی اور قرآن کے حقیقی مفہوم سے ناواقفیت اور منزلت انبیاء ورسل سے بے بصیرتی پر دلالت کرتی ہے۔ کہ اس نے قرآن کے حقیقی مفہوم کو بدل کر ایک دوسری بات لکھ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کی نسبت کی جس سے خدا نے آپ کی برات ظاہر کی ہے اس لئے کے زینب بنت جحش حضرت زید بن حارثہ کی بیوی تھیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنٰی بنالیا تھا چنانچہ ان کو زید بن محمد کے نام سے پکارا جانے لگا اور زینب چونکہ اونچے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں اس لئے ان کے اندر شان رفعت کے آثار موجود تھے اور حضرت زید بن حارثہ بھی اسی کو محسوس کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے ان کے طلاق کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان سے اس موقعہ پر فرمایا۔

اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ — اپنی بیوی کو اپنے پاس روک رکھو
وَاتَّقِ اللّٰہَ☆ — اور خدا سے ڈرو۔

اس کے ساتھ ہی آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر زید نے ان کو طلاق دے دی تو میں خود اس سے شادی کر لوں گا البتہ ذہن میں یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر میں شادی کر لوں گا تو لوگ چہ میگوئیاں کریں گے کہ لیجئے پیغمبرؐ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی۔ اس لئے کہ زید آپ کے بیٹے مشہور تھے یہی وہ بات تھی جس کو آپ نے اپنے دل میں چھپایا تھا اور یہی خدشہ لوگوں سے آپ کو درپیش تھا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنی عطا کردہ نعمتوں کا شمار کرایا اور آپ پر معاتبہ نہیں کیا بلکہ آپ کو آگاہ کیا کہ جس چیز کو خدا نے آپ کے لئے حلال کر دیا اس بارے میں آپ کو لوگوں سے نہیں ڈرنا چاہئے اور صرف خدا ہی سے ڈرنا چاہئے پھر جب خدا نے ایک چیز کو حلال کر دیا تو پھر اس بارے میں لوگوں کہ چہ میگوئیاں کا کوئی اندیشہ آپ اپنے دل میں نہ لائیے۔ اس کے بعد خدا نے اطلاع دی کہ زید کے ترک تعلق کے بعد پورے طور پر زینب بنت جحش کو آپ کے نکاح میں دے دیا تا کہ امت محمدیہ اس راہ پر چلنے میں آپ کی تابعداری کرے اور جو چاہے اپنے (لے پالک) بیٹے کی بیوی سے شادی کرے البتہ اس کے اپنے حقیقی لڑکے کی بیوی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اس کی تحریم کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَحَلَائِلُ اَبْنَائِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ☆ (نساء۔۲۳) — اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام کردی گئیں ہیں۔

اور دوسری سورہ میں فرمایا۔

وَمَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ☆ (احزاب۔۴۰) — اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

اسی سورہ کے شروع میں فرمایا۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَ کُمْ اَبْنَآءَ کُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاھِکُمْ ☆ (احزاب۔۴)

اور خدا نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا اصلی بیٹا نہیں بنایا یہ تو تمہاری اپنی منہ سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دفاع کو سمجھنے کی کوشش کرو اور الزام تراشوں کی الزام تراشی کا جو دفاع ہم نے کیا ہے اس پر ذرا غور وفکر کرو۔

یہ حقیقت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے والہانہ محبت فرماتے تھے اور ان میں سب سے زیادہ محبوب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں لیکن ہر ایک سے محبت کی ایک حد تھی خواہ وہ عائشہؓ ہوں یا کوئی اور ان کی محبت کو وہ مقام حاصل نہ تھا جو محبت آپ کو باری تعالیٰ سے تھی آپ سے یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ خَلِیْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا۔۲

اگر میں اہل مدینہ میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو اپنا دوست بناتا۔

وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ۔۳

بیشک تمہارا ساتھی تو رحمٰن کا دوست ہے۔

۱؎ یہ بالکل بے بنیاد بات ہے۔ اس کو ابن سعد نے طبقات ۸/۱۰۱، ۱۰۲ میں بیان کیا اور حاکم نے ۴/۲۳ میں محمد بن عمر واقدی کے طریق سے بیان کیا ہے جو متروک ہے اور بعض لوگوں نے اس پر وضع حدیث کا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے عبد اللہ بن عامر اسلمی سے روایت کیا ہے جو ضعیف راوی ہے اور عبد اللہ نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کی ہے لیکن یہ ثقہ ہونے کے باوجود تابعی ہیں اور اس کی روایت مرسل ہے اس حدیث کے باطل ہونے پر بہت سے ناقدین حدیث نے تنبہ کیا ہے اور فرمایا کہ اس حدیث کے نقل کرنے والوں اور اس سے استدلال کرنے والوں نے فہم آیت میں مقام نبوت کو کما حقہ نہیں پہنچانا اور ان کی عقل عصمت نبی کی حقیقت تک پہنچنے میں بڑی حد تک قاصر رہی اور نبی اکرم صلعم نے جو راز رکھا اور آپ تک اسے محدود کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا وہ آپ کے متعلق خبر تھی کہ زینب عنقریب آپ کی زوجہ ہو گی اور اس کو چھپانے کا اصلی سب لوگوں کی چہ میگوئیوں کا اندیشہ تھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی اور یہاں اللہ کو جاہلیت کی مروجہ رسم باطل کی تردید کرنی مقصود تھی کہ تبنی بنانے کی رسم کا پوری طرح ابطال ہو جائے کہ آپ اپنے (لے پالک) بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ اور یہ عمل لوگوں کے سردار اور ان کے امام کے ذریعہ عمل میں آیا تاکہ وہ اس کو قبول کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کریں۔ دیکھئے ابن عربی کی کتاب احکام القرآن ۳/۱۵۳۰، ۱۵۳۲ فتح الباری ۸/۴۰۴ تفسیر ابن کثیر ۳/۴۹۰، ۴۹۲ اور روح المعانی ۲۲/۲۴، ۲۵۔

۲؎ بخاری نے ۷/۱۵ میں کتاب فضائل اصحاب النبیؐ کے باب "لو کنت متخذ اخلیلا" کے تحت حدیث عبد اللہ بن عباس سے اس کی تخریج کی ہے۔ اور امام مسلم نے ۲۳۸۳ میں کتاب فضائل الصحابتہ کے باب من فضائل ابی بکر کے ذیل میں حدیث عبد اللہ بن مسعود سے اس کو نقل کیا ہے اور شیخین حدیث ابو سعید خدری سے اس کی تخریج کرنے پر متفق ہیں۔

۳۔ امام مسلم نے ۲۳۸۳ (۷) میں کتاب فضائل الصحابۃ کے تحت حدیث ابن مسعود سے اس کو ذکر کیا ہے اور امام ترمذی نے ۳۶۵۶ میں بایں الفاظ "ولکن صاحبکم خلیل اللہ" نقل کیا ہے یعنی لیکن تمہارا ساتھی اللہ کا دوست ہے۔

(۱۰۹) فصل

عشق الٰہی کا بیان

حسین صورتوں پر جان دینا اور عشق کرنا ایک بلا ہے جس میں وہی دل مبتلا ہوتے ہیں جو محبت الٰہی سے خالی ہوتے ہیں۔ اور خدا سے اعراض کرنے والے ہی اس کا شکار ہوتے ہیں اور جو خدا کی محبت کی تلافی اس کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز سے کرنا چاہتے ہیں لیکن جس کسی کے دل میں خدا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خدا سے ملاقات کا شوق موجزن ہوتا ہے۔ تو پھر صورتوں سے شیفتگی کا مرض ختم ہو جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالٰی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَ الْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ☆	ہم اسی طرح اس کو بچاتے رہے تاکہ برائی اور بے حیائی کو اس سے پھیر دیں کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں تھا۔
(یوسف۔۲۴)	

اس سے معلوم ہوا کہ اخلاص عشق صوری کے دفاع کا سبب ہے بلکہ اس عشق صوری سے جو برائی اور بے حیائی کے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اس کا بھی یہ دفاع کرتا ہے۔ اس لئے مسبب یعنی فحشاء کو ختم کر دیا تو اس کے خاتمہ کے بعد سبب بھی ختم ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے بعض سلف کا قول ہے کہ عشق خالی دل کی حرکت کا نام ہے یعنی اس کا دل معشوق کے علاوہ ہر چیز سے بالکل خالی ہو چنانچہ اللہ تعالٰی نے خود اس کا ذکر قرآن میں کیا ہے۔

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوْسٰى فَارِغًا	اور موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا دل
اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ☆	ہر چیز سے خالی تھا مگر محبت کے
(قصص۔۱۰)	اظہار کا اندیشہ تھا۔

یعنی ان کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ہر چیز سے خالی تھا اس لئے کہ ماں کو موسیٰ سے بے پناہ محبت اور غیر معمولی تعلق تھا۔

عشق دو چیزوں سے مرکب ہوتا ہے معشوق کو اچھا سمجھنا اور اس تک پہنچنے کی حرص کی حد تک خواہش جب ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز دل سے نکل جاتی ہے۔ تو عشق کا نشہ بھی ہرن ہو جاتا ہے۔ اور مرض عشق نے بہت سے دانشوروں کو بے دست و پا کر دیا اور بعضوں نے اس سلسلے میں ایسی گفتگو اور بحث کی کہ اس کی روشنی میں حقیقت تک رسائی دشوار ترین نظر آئی۔

ہم اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا ہمیشہ سے اس کے خلق و امر میں یہ انداز رہا ہے کہ ہم جنسوں میں باہمی مناسبت اور وابستگی خود بخود ہو جائے اور طبعی طور پر ہر چیز کا رجحان اور کھنچاؤ اپنے مناسب و ہم جنس کی طرف ہوتا ہے۔ اور اپنے مخالف سے گریز کرتا ہے۔ اور اس سے طبعاً نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے عالم علوی اور عالم سفلی دونوں میں ایک دوسرے کے مزاج سے قربت اور باہم دونوں میں یکسانیت کا راز تناسب و تشاکل میں مضمر ہے اور باہم دوری اور ایک دوسرے سے جدائی کا راز باہمی عدم تناسب اور عدم موافقت میں مضمر ہوتا ہے۔ اسی پر پوری کائنات کا نظام قائم ہے ایک مثل دوسری ہم مثل چیز کی طرف مائل ہوتی ہے۔ اور اپنے موافق کی طرف اس کا رجحان ہوتا ہے اور مخالف سے گریز کرتا ہے۔ اور اس سے دوری اختیار کرتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا ☆ (اعراف۔۱۸۹)	وہی وہ معبود برحق ہے جس نے تم کوایک جان آدمؑ سے پیدا کیااور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس سے تسکین قلبی حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کے سکون قلبی کا سبب عورت کو بنایا کیونکہ وہ اس کی ہم جنس و ہم جوہر ہے چنانچہ اس مذکورہ سکون کی علت حقیقی مردوزن کے درمیان باہمی والہانہ محبت وشیفتگی ہے اس سے معلوم ہوا کہ علت نہ خوبصورتی ہے اور نہ قصدو ارادہ میں باہمی موافقت ہے اور نہ ہی وجودو ہدایت کی یکسانیت ہے بلکہ یہ تمام چیزیں سکون قلبی اور محبت کے اسباب میں سے ہیں۔

صحیح بخاری کی یہ مرفوع روایت بھی درست ہی معلوم ہوتی ہے۔آپ نے فرمایا۔

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ ☆۱	روحیں گروہ درگروہ ہیں ان میں سے جوایک دوسرے سے متعارف ہوتی ہیں۔ ان میں محبت ہو جاتی ہے اور جوایک دوسرے سے نفرین ہوتی ہیں مختلف ہو جاتی ہے اور دوررہ جاتی ہے۔

اور مسند احمد وغیرہ میں اس حدیث کا پس منظر بیان کیا گیا کہ مکہ میں ایک عورت تھی جولوگوں کو اپنی باتوں سے ہنساتی تھی وہ مدینہ آئی تو اس نے ایک ایسی عورت کے پاس قیام کیا جوخود مسخری تھی اسی موقعہ پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ ☆۲	کہ روحیں گروہ درگروہ ہیں۔

خدا نے ہمیشہ شریعت مطہرہ میں ایک چیز کے حکم میں اس کے مثل حکم کا لحاظ

رکھا ہے اس لئے شریعت میں دو متماثل چیزوں کا حکم الگ الگ نہیں ہو سکتا اور نہ دو متضاد چیزیں ایک حکم میں ہو سکتی ہیں جس نے اس کے خلاف کوئی نئی بات پیدا کی تو اس کا سبب یہ ہوگا کہ شریعت سے وہ نا آشنا ہے یا اسے تماثل و اختلاف کا پورے طور پر عرفان نہیں یا وہ شریعت کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہے جس پر خدا کی جانب سے کوئی دلیل و برہان نہیں نازل ہوئی بلکہ وہ لوگوں کی اپنی ذاتی رائیں ہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور اس کے عدل و انصاف کی وجہ سے مخلوق و شریعت دونوں کا وجود ہوا اور اس کے عدل و انصاف اور میزان کی بنیاد پر مخلوق و شریعت کا قیام عمل میں آیا اور وہ عدل و انصاف اور حکمت کیا ہے؟ محض وہ حکمت دو متماثل چیزوں کے درمیان یکسانیت اور دو مختلف چیزوں کے درمیان تفریق ہے۔

اور یہ اصول جس طرح دنیا میں نافذ ہے اسی طرح قیامت کے دن بھی اس کا نفاذ ہوگا خود باری تعالیٰ نے فرمایا۔

اُحْشُرُوْا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَجَهُمْ وَمَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ☆

(صافات۔۲۲، ۲۳)

ظالموں (مشرکوں اور ان کے ساتھیوں کو اور اللہ کے سوا جن معبودان باطل کی یہ پرستش کرتے تھے سب کو جمع کر کے جہنم کے راستے کی طرف لے جاؤ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیت میں ''ازواجھم'' سے ان کے ہم مثل اور ہم جنس لوگ مراد ہیں۔

ارشاد باری ہے:

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ☆

(تکویر۔۷)

اور جب نفوس کو ان کے مماثل کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

یعنی ہر عمل کرنے والے کو اس کے ہم مثل و ہم جنس کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

چنانچہ دو محبان خدا جنت میں اکٹھا ہوں گے اور شیطان کی اطاعت میں جان دینے والے جہنم میں ساتھ ساتھ ہوں گے اسی طرح آدمی اس شخص کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت تھی خواہ بخوشی محبت ہو یا بکراہت۔

اور مستدرک حاکم وغیرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی یہ روایت ہے آپ نے فرمایا:

لَا یُحِبُّ الْمَرْءُ قَوْمًا اِلَّا	آدمی جس قوم سے محبت کرتا ہے
حُشِرَ مَعَهُمْ ☆۳	ان ہی کے ساتھ اس کا حشر ہو گا۔

محبت کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے قابل قدر اور عمدہ وہ محبت ہے جو خدا کے لئے ہو اور خدا ہی سے ہو اور یہ محبت محبان خدا سے محبت کو مستلزم ہے اور محبت الٰہی سے رسول خدا کی محبت بھی ثابت ہوتی ہے۔

اور اسی محبت کی ایک قسم اور ہے جو کسی خاص طریقہ دین یا مذہب یا صلہ رحمی یا پیشہ یا اس طرح کی بہت سی چیزوں میں اتفاق کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

ایک محبت محبوب سے کسی غرض کے حصول کی بنیاد پر ہوتی ہے کہ محبوب سے کوئی رتبہ یا مال حاصل ہو گا۔ یا اس سے تعلیم اور رہنمائی حاصل ہو گی یا اس سے اپنی کوئی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ ایسی محبت عارضی ہوتی ہے۔ جو ضرورت پوری ہوتے ہی زائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جس نے کسی ضرورت کے تحت تم سے دوستی کی وہ ضرورت پوری ہوتے ہی تم سے تعلق ختم کرے گا۔

لیکن محبوب اور عاشق میں باہمی مناسبت و یکسانیت کی بنیاد پر جو محبت پیدا ہوتی ہے۔ وہی دائمی محبت ہے جو جلدی فنا نہیں ہوتی ہاں اگر کوئی عارض پیش آ جائے جس سے وقتی طور پر ختم ہو جائے۔ ایسا ممکن ہے اور عشق والی محبت اسی انداز کی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں روحانی طور پر ایک دوسرے کو بہتر سمجھتے ہیں اور نفسیاتی

یکسانیت بھی بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب محبت ہوگئی تو پھر اس کو وساوس، عطیات، متعلقین سے تعلقات نیز راہ عشق میں پیش آنے والی چیزوں کو ضیاع و برباد کر دینے سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ تمہارے بیان کے مطابق جب عشق کا حقیقی سبب اتصال اور روحانی تناسب ہے تو پھر یہ تناسب ہمیشہ عاشق و معشوق دونوں طرف سے کیوں نہیں ہوتا؟ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عموماً یہ اتصال و تناسب صرف عاشق کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ اگر اس تناسب نفسانی اور امتزاج روحانی کو عشق کے اندر دخل ہے۔ تو پھر محبت دونوں میں یکساں طور پر مشترک ہونی چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی سبب سے اس کا مسبب مختلف ہو جاتا ہے اس کی وجہ بعض شرائط کا فقدان ہوتا ہے یا کوئی چیز مانع ہوتی ہے۔ اور دوسری جانب سے محبت نہ ہونے کے سبب تین ہوتے ہیں۔

پہلا سبب یہ ہے کہ محبت میں کوئی خرابی ہو وہ یہ کہ محبت عارضی ہو۔ ذاتی نہ ہو اور عارضی محبت میں اشتراک ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسی محبت میں محبوب سے نفرت بھی ہو جاتی ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ راہ محبت میں کوئی قوی مانع پیدا ہو جاتا ہے۔ جو محبوب کی محبت سے روک دیتا ہے۔ مثلاً اس کا اخلاق یا اس کی بناوٹ یا اس کا کوئی طریقہ یا اس کی کوئی حرکت اس کا ناپسند ہو یا اس کا کوئی کام وغیرہ اس کو پسند نہیں۔ جس کے باعث محبت ہونے سے رہ جاتی ہے۔

تیسرا سبب محبوب سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ محبوب کی محبت میں کسی دوسرے کی شرکت مانع ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ مانع نہ ہو تو پھر عاشق سے اس کو ایسی ہی محبت ہوگی جیسی اس کو اس کے مثل ایک دوسرے عاشق سے تعلق ہے۔ کیونکہ عاشق راہ محبت میں کبھی شرکت گوارہ نہیں کر سکتا اگر یہ مواقع ختم ہو جائیں اور محبت ذاتی ہو تو پھر

اس صورت میں جانبین سے یکساں طور پر محبت پائی جائے گی۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ کبر و حسد اور ریاست کا لالچ اور کفار کی دشمنی مانع نہ ہوتی تو انبیاء و رسل ان کی نگاہوں میں ان کے نفسوں' مالوں اور اہل وعیال سے زیادہ محبوب ہوتے' چنانچہ ان کے بعد آنے والی نسل سے یہ چیز جب ختم ہو گئی تو رسولوں اور پیغمبروں سے محبت میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ ان کو اپنے اموال' جان اور اہل وعیال کی مطلق پرواہ نہ رہی۔

۱ے امام بخاری نے ۲۶۳/۷ میں کتاب الانبیاء کے باب الارواح جنود مجندۃ کے تحت حدیث عائشہؓ سے تعلیقاً اس کو نقل کیا ہے اور امام مسلم نے ۲۶۳۸ میں کتاب البر والصلہ کے باب الارواح جنود مجندۃ کے تحت حدیث ابوہریرہ سے اس کو موصولاً بیان کیا ہے۔

۲ے امام احمد نے ۲/۲۹۵' ۵۲۷ میں ابوداؤد نے ۴۸۳۴ میں اس کو بیان کیا اس کی اسناد صحیح ہے لیکن اس میں اس حدیث کے پیش کرنے کا سبب بیان نہیں کیا اور ابویعلٰی نے اس کو عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔

''قَالَتْ كَانَتْ اِمْرَأَةٌ بِمَكَّةَ فَرَّاحَةٌ فَنَزَلَتْ عَلٰى امْرَأَةٍ مِثْلِهَا فِي الْمَدِيْنَهِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ فَقَالَتْ صَدَقَ حِبِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ '' انہوں نے بیان کیا کہ مکہ میں ایک مسخری عورت تھی وہ جب مدینہ میں آئی تو اپنی جیسی مسخری ایک عورت کے پاس قیام کیا یہ خبر جب عائشہؓ کو پہنچی تو فرمایا کہ میرے محبوب نے سچ فرمایا۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ روحیں گروہ در گروہ ہیں۔

۳ـ امام احمد نے ۶/۱۵۴،۱۶۰ میں اس کی تخریج کی اور نسائی نے حدیث عائشہ سے اس کو بایں طور نقل کیا ہے۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ اَحْلَفُ عَلَیْھِنَّ لَا یَجْعَلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مَنْ لَہٗ سَھْمٌ فِی الْاِسْلَامِ کَمَنْ لَاسَھْمَ لَہٗ فَاَسْھُمُ الْاِسْلَامِ ثَلَاثَۃٌ الصَّلٰوۃُ وَالصَّوْمُ وَالزَّکٰوۃُ لَایَتَوَلّٰی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَبْدًا فِی الدُّنْیَافَیُوَلِّیْہِ غَیْرَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا اِلَّا جَعَلَہٗ عَزَّوَجَلَّ مَعَھُمْ وَالرَّابِعَۃُ لَوْ حَلَفْتُ عَلَیْھَا رَجَوْتُ اَنْ لَّا آثِمَ لَایَسْتُرُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَبْدًا فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں جس کو خدا نے اسلام سے حصہ دیا اور جس کے لئے اسلام سے کوئی حصہ نہیں دونوں کو یکساں نہ کرے گا۔ اسلام کے تین حصے ہیں نماز، روزہ اور زکوۃ، اور خدا کسی بندہ کا دنیا میں ولی بن کر اس کو بروز قیامت کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے گا اور جو آدمی قوم سے محبت رکھتا ہے انہی کے ساتھ اللہ تعالٰی اس کو رکھے گا اور چوتھی چیز اگر میں اس پر قسم کھاؤں تو امید ہے کہ میں گنہگار نہ ہوں گا جس بندے کی اللہ تعالٰی نے دنیا میں عیب پوشی کی قیامت کے دن بھی اس کی عیب پوشی کرے گا اس کے تمام راوی ثقہ ہیں صرف ایک راوی شیبہ خضری ضعیف ہے اور مسند میں خضری کے بجائے خضرمی ہے جو کہ تحریف ہے اس کا راوی عروہ ہے جس کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں قرار دیا لیکن حدیث ابن مسعود جو ابویعلٰی سے مروی ہے اس کی شاہد ہے اور حدیث طبرانی جو ابوامامہ سے مروی ہے اس کی شاہد ہے ان دونوں روایتوں سے یہ صحیح ہو جاتی ہے۔

فصل (۱۱۰)

علاج عشق

حاصل کلام یہ ہے کہ عشق چونکہ دوسری بیماریوں کی طرح ایک بیماری ہے اس لئے اس کا علاج بہر حال ہونا چاہئے۔ اس علاج کے لئے مختلف صورتیں ہیں۔ ایک

طریقہ علاج یہ ہے کہ اگر عاشق کو وصال محبوب کی کوئی صورت میسر آ جائے خواہ یہ شرعاً ہو یا خوش قسمتی سے ایسا مقدر ہو تو یہی وصال ہی اس کا علاج ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت مذکور ہے کہ انہوں نے بیان کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ☆۱

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ نوجواناں! تم میں سے جس کو جماع کی طاقت ہو اسے شادی کر لینی چاہئے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزہ رکھے اس لئے کہ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے۔

اس حدیث سے عاشق کے لئے دو طریقہ علاج بتلائے گئے ہیں ایک اصلی اور دوسرا مکافاتی۔

اور آپ نے اس میں علاج اصلی کی ہدایت فرمائی اور یہی علاج اس بیماری کے لئے قدرتی طور پر وضع ہوا ہے اس لئے کسی دوسرے علاج کی طرف توجہ نہیں دینی چاہئے۔ جبکہ مریض یہ علاج کر سکتا ہو۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حدیث ابن عباس کو مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ نَرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ☆۲

دو محبت کرنے والوں کے لئے شادی جیسی کوئی چیز ہم نے نہیں دیکھی۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آزاد عورتوں اور لونڈیوں کو بوقت ضرورت حلال کرنے کے بعد اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا☆ (نساء۔۲۸)

خدا تمہاری تکلیف میں تخفیف کرنا چاہتا ہے (کیونکہ) انسان کی خلقت (عموماً) ضعیف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس جگہ انسان کی تکلیف کو تخفیف کرنے کا ذکر کیا اور اس کے ناتواں وضعیف ہونے کی اطلاع دی تا کہ معلوم ہو جائے کہ انسان اپنی خواہشات نفسانی کو قابو رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا چنانچہ خدا نے اس کمزوری کا علاج ایک' دو تین اور چار پسندیدہ عورتوں سے شادی کرنے کو مباح کر کے شہوت کی زیر باری سے ہلکا کر دیا علاوہ ازیں لونڈیوں کو بھی اس کام کے لئے مباح فرمایا تا کہ انسان اگر ضرورت محسوس کرے تو اس شہوت کے علاج کے طور پر باندیوں سے بھی نکاح کرے اور اس کا یہ ضعف کہ دوسروں کی طرف متوجہ ہو۔ لونڈیوں سے شادی کر کے جائز طور پر اپنے اس بوجھ کو ہلکا کرے یہ اللہ تعالیٰ کی اس پر بہت بڑی رحمت ہے۔

۱؎ اس حدیث کی تخریج ص ۴۳۴ پر گذر چکی ہے۔
۲؎ اس کی تخریج ص ۴۳۵ پر گذر چکی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

فصل (۱۱۱)

یاس وحرماں کے ذریعہ علاج عشق

اگر عاشق کو وصال محبوب کا کوئی راستہ نظر نہ آئے نہ شرعاً اور نہ یہ مقدر ہی ہو یا دونوں حیثیتوں سے یہ ادا کرنا اس کے لئے مشکل ہو حالانکہ یہ ایک مہلک بیماری ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے دل میں محبوب کی جانب سے مایوسی کا شعور پیدا کرے اس لئے کہ نفس جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اسے سکون مل جاتا ہے۔ پھر اس کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا اگر مایوسی سے بھی مرض عشق زائل نہ ہو اور طبیعت پوری طرح انحراف کرتی ہو تو اس کا دوسرا علاج تلاش کرنا چاہئے یعنی اپنی عقل کا علاج بایں طور کرنا

چاہئے کہ خود کو سمجھانا چاہئے۔ کہ ایسی چیز کی طرف دل کو متوجہ کرنا جس کا حصول ناممکن ہو ایک طرح کا جنون ہے اس کا یہ عشق ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی سورج سے عشق کر بیٹھے اور اس کی روح اس کی طرف پرواز کرتی ہے اور اسی کے ساتھ آسمان میں گردش کرتی رہے ایسا شخص تو تمام دانشوروں کی نگاہ میں پاگلوں کے زمرہ میں شمار ہوگا۔

لیکن اگر وصال محبوب شرعاً مشکل ہو نہ کہ تقدیری طور پر اس کا علاج یہ ہے۔ کہ وہ اپنے کو تقدیر کے اسباب کی بناء پر معذور سمجھ لے اس لئے کے خدا نے جس چیز کی اجازت نہیں دی ہے۔ تو بندے کا علاج اور اس کی نجات اس سے پرہیز کرنے پر موقوف ہے انسان اپنے آپ کو یہ سمجھائے کہ یہ ایک موہوم چیز ہے جس کے حصول کی کوئی صورت نہیں اور دنیا کے دیگر محالات کی طرح یہ بھی ایک محال چیز ہے اگر نفس امارہ اس بات کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اسے دو باتوں میں سے کسی ایک کی بناء پر چھوڑ دو خشیت الٰہی کی بنیاد پر یا یہ کہ وہ محبوب جو اس کے نزدیک بہت زیادہ پیارا تھا۔ اس کے لئے نفع بخش اور اس سے بہتر تھا نیز اس کی لذت اور سرور دائمی اور لازمی تھی وہ فوت ہو چکا ہے اس لئے کہ جب کوئی دانشمند جلد مٹنے والے محبوب کے حصول اور اپنے سے عظیم ترین محبوب شخصیت کے فوت ہونے کے درمیان موازنہ کرے گا جو اس سے زیادہ نافع دائمی اور پر کیف تھا تو اسے دونوں میں نمایاں فرق معلوم ہوگا اس لئے دائمی لذت جو لازوال ایسی چند ساعت کی لذت کے بدلے جو آنی جانی ہے فروخت نہ کرو اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ خواب کی باتیں ہیں یا ایسا خیال ہے جس کے لئے ثبات نہیں جہاں یہ تصور ذہن میں آیا اس سے یہ لذت ختم ہو جائے گی اور اس کی تلخی باقی رہے گی شہوت فنا ہو جائے گی اور بدنصیبی باقی رہے گی۔

دوسرا علاج کسی ناپسندیدہ چیز کا حصول جو اس محبوب کے فوت ہونے سے بھی زیادہ اس پر شاق گذرے بلکہ یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ اس سے دو چار ہوں ایک تو یہ کہ جو محبوب اس سے بھی زیادہ پیارا ہے فوت ہو جائے اور دوسرے کہ ایسی چیز کا

حصول جو اس محبوب کے فوت ہونے سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ناپسندیدہ ہے ایسی صورت میں جب اسے یقین ہو جائے گا نفس کو اگر محبوب کی جانب سے اس کا حصہ دیا جائے تو یہ دونوں چیزیں سامنے آئیں گی تو اس کا چھوڑنا اس پر آسان ہوگا اور سمجھ لے گا کہ محبوب کے فوت ہونے پر صبر کر لینا۔ ان دونوں پر صبر کرنے کے مقابل زیادہ آسان ہوگا۔ چنانچہ اس کی عقل و دین اس کی مروت وانسانیت اس معمولی ضرر کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے گی جو تھوڑے دنوں کے بعد ان دونوں چیزوں کے ختم ہو جانے کے بعد لذت و سرور اور فرحت و مسرت میں بدل جائے گی اور اس کی نادانی خواہش نفسانی اس کا ظلم وغضب اور اس کی خفت اسے اس بات کا حکم دیتی ہے کہ اس وقتی محبوب کو حاصل کر لو خواہ کچھ آئے یا جائے اور معصوم وہی شخص ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

اگر اس کا نفس اس دوا کو بھی قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو اور اس طریقہ علاج کی پرواہ نہ کرے تو اسے انتظار کرنا چاہئے کہ یہ شہوت فوری طور پر کتنی مشکلات لاتی ہے اور اس کی کتنی بھلائیوں کو روکتی ہے۔ اس لئے شہوت مفاسد دنیاوی کا سب سے بڑا مرکز ہے اور کتنی ہی بھلائیوں کو مٹانے میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ اس لئے کہ شہوت بندے اور اس کی بھلائی کے درمیان جو اس کے جملہ امور اور مفاد کی مضبوط بنیاد ہے۔ حائل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے سارے کام کو بگاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

اگر اس دوا کو بھی نفس نہ قبول کرے تو محبوب کی برائیاں اور اس کے عیوب ذہن نشین کر لینے چاہئیں اور وہ ساری باتیں سامنے رکھے جس سے محبوب سے نفرت پیدا ہو اس لئے کہ اگر محبوب کے پاس پڑ کر اس کے حصول کے متعلق تدبر و تفکر کرتا رہا تو پھر اس کی خوبیاں دوگنی ہو کر سامنے آئیں گی جس سے محبت میں اور اضافہ ہوگا۔ اور اس کے قریبی لوگوں سے اس کے ان عیوب کو دریافت کرے جو اس پر مخفی ہیں اس لئے کہ محاسن عشق و محبت کی پکار ہیں اور ارادہ کے لئے رہنما کا کام کرتی ہیں۔ بالکل

اسی طرح برائیاں اور عیوب و نقائص نفرت کے داعی اور بغض کے پیامبر ہوتے ہیں اس لئے دونوں داعیوں کے درمیان موازنہ کرنا چاہئے اور ان میں جو کامیابی کے دروازے تک جلدی پہنچانے والا اور اس کے زیادہ قریب ہو اسی کو پسند کرنا چاہئے اور صرف رنگ روپ سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے کیونکہ بعض وقت جسم کا رنگ سفید ہوتا ہے مگر برص زدہ ہوتا ہے اور جذام والا ہوتا ہے لہٰذا نگاہ کو خوبصورتی ہی تک محدود نہ کرے بلکہ قبح افعال و عادات پر ہی نظر ہونی چاہئے اور خوش منظر چہرے اور خوبصورت وسڈول جسم کے دائرے سے آگے اس کی بھی اندرونی خرابیوں اور دل کی ہر آلائشوں پر بھی نظر رکھے۔

اگر ان تمام مذکورہ دواؤں سے بھی کام نہ چلے تو پھر صرف ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ اس دربار میں عاجزی اور التجا کرے جو مجبور کی پکار کو سنتا ہے اور خود کو فریادی بنا کر آہ وزاری کرتے ہوئے ذلیل بن کر مسکنت کے انداز میں اسی کے دروازے پر ڈالدے جب بھی توفیق الٰہی ہوگی توفیق کے دوازے پر دستک دینے کا موقع ملے گا۔ اور پاکدامنی وعفت کا دامن ہاتھ میں مضبوط پکڑے ہوئے محبت کو پوشیدہ رکھے اور بار بار محبوب کی خوبیاں بیان کر کے اس کو سر بازار رسوا نہ کرے بلکہ حتی الامکان اسے کوئی تکلیف نہ ہونے دے وگرنہ وہ ظالم اور سرکش ہو جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی اس موضوع حدیث سے کبھی دھوکا نہ کھائے جس کو سوید بن سعید نے عن علی بن مسہر عن ابی یحیٰ القتات عن مجاہد عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور اسی روایت کو علی بن مسہر نے بھی ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو زبیر بن بکار نے عن عبدالملک بن عبد العزیز بن ماجشون عن عبدالعزیز ابن ابی حازم عن ابی نجیح عن مجاہد عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسناد کے ساتھ بایں الفاظ روایت کیا ہے۔

اِنَّـهُ قَالَ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَمَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ☆	آپ نے فرمایا کہ جس نے عشق کیا اور عفت و پاکدامنی کو اختیار کیا پھر اس کی موت ہو گئی تو وہ شہید مرا۔

ایک دوسری روایت بایں الفاظ مذکور ہے۔

مَـنْ عَشِـقَ وَكَتَـمَ وَعَفَّ وَصَبَـرَ غَـفَـرَ اللّٰهُ لَهُ وَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ ☆ ۱	جس نے عشق کیا اور اسے پوشیدہ رکھا باعفت رہا۔ اور صبر کیا تو خدا اسے بخش دے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت نہیں اور نہ یہ کلام رسول ہی ہوسکتا ہے اس لئے کہ شہادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک بلند مقام ہے جو صدیقیت کے مقام کے برابر ہے اس کے لئے خاص قسم کے اعمال واحوال کی ضرورت ہوتی ہے جو درجہ شہادت کے حصول کے لئے شرط ہیں۔

چنانچہ اس کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ایک عام اور دوسری خاص خاص شہادت یہ ہے کہ خدا کی راہ میں جان دے دینا۔

اور عام شہادت پانچ ہیں جن کا صحیح بخاری ۲ کی حدیث میں آیا ہے۔ ان میں عشق کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اس کا ذکر بھی کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ عشق محبت شرکت کے درجہ میں ہو اور عشق الٰہی سے دل خالی اور روح وقلب دونوں کو خدا کے سوا کسی دوسرے کے سپرد کرنا ہوتا ہے۔اور اللہ کے سوا کسی سے محبت وعشق کر کے درجہ شہادت کا حصول ایک محال بات ہے اس لئے کہ دل کا صورتوں پر نچھاور کرنا تمام مفاسد میں سے سب سے بڑا مفسدہ ہے بلکہ وہ روح کی شراب ہے جس سے اس پر نشہ طاری ہو جاتا ہے اور یہ نشہ اس قدر مدہوش کر دیتا ہے کہ ذکر الٰہی عشق خدا اور اس

سے مناجات کا سرور و کیف اور اس سے انسیت کا جذبہ یک لخت ختم ہو جاتا ہے اور دل کی عبادت کا رخ دوسرے کی طرف ہو جاتا ہے اس لئے کہ عاشق کا دل معشوق کی بندگی میں منہمک رہتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ عشق خلاصہ عبودیت ہے اس لئے کہ عاشق محبت میں اپنے محبوب سے ذلت و انکساری اور محبت و تعظیم میں لگا رہتا ہے۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ غیر اللہ کا پجاری ہو کیونکر اس کو موحدین کے اعلیٰ ترین لوگوں اور سرداروں میں شمار کیا جائے اور اولیاء اللہ کے مخصوص لوگوں کے زمرہ میں اسے گردانا جائے یہ کیسے ممکن ہے۔

اگر بالفرض اس حدیث کی سند سورج کی طرح بالکل واضح ہو تو یہ غلطی اور وہم پر محمول ہوتی کیونکہ کسی بھی صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا لفظ ثابت نہیں ہے۔

پھر عشق کی بعض صورتیں حلال اور بعض حرام ہیں پھر کیسے یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایسے عاشق کو جو عشق چھپائے اور عفیف بن کر رہے اس کے شہید ہونے کا حکم لگائیں گے آپ اگر مشاہدہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بہتیرے غیروں کی بیویوں سے عشق کرتے ہیں۔ اور بہت سے امرد لڑکوں اور زانی عورتوں پر جان دیتے ہیں۔ کیا ایسے عشق سے درجہ شہادت مل سکتا ہے اور بدیہی طور پر کیا یہ دین محمدی کے خلاف نہیں ہے؟ پھر یہ کیسے ممکن ہے جبکہ عشق ایک خطرناک بیماری ہے جس کی دوائیں شرعی اور فطری دونوں حیثیتوں سے اللہ نے بنائی ہیں اگر عشق حرام قسم کا ہو تو اس کا علاج کرنا واجب ہے ورنہ مستحب ہے۔

اگر آپ ان امراض و آفات پر ذرا سا بھی غور و فکر کریں گے جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے لئے شہادت قرار دیا تو آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ یہ ایسی بیماریاں ہیں جو لاعلاج ہیں جیسے طاعون زدہ اسہال کا مریض مجنون آتش زدہ پانی میں ڈوب کر مرنے والا شخص اور اس عورت کی موت جو زچگی کے عالم

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

کبھی حدیث تسلیم ہی نہیں کرسکتا اور نہ وہ یہ مان سکتا ہے کہ یہ حدیث ماجشون عن ابن ابی حازم عن ابن ابی بخیح عن مجاھد عن ابن عباس کی سند سے مرفوعًا ثابت ہے اور اس حدیث کے ابن عباس پر موقوف ہونے کی صحت کی بات بھی قابل غور ہے اس لئے کہ سوید جو اس حدیث کا راوی ہے اس پر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی ہے۔ اور یحیٰی بن معین نے تو اس حدیث کا سختی سے انکار کیا ہے اور کہا کہ یہ ساقط کذاب ہے اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں اس سے قتال کرتا امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ سوید متروک الحدیث ہے امام نسائی نے بیان کیا کہ یہ ثقہ نہیں ہے امام بخاری نے فرمایا کہ وہ نابینا ہو گیا ایسی حدیثیں بیان کی جو حدیث رسول ہو ہی نہیں سکتی۔ ابن حبان نے کہا وہ ثقہ راویوں سے معضل روایتیں نقل کرنے کا عادی ہے لہذا اس کی روایت سے اجتناب کرنا چاہئے اس سلسلہ میں سب سے بہتر بات ابو حاتم رازی کی ہے کہ وہ سچا تو ہے مگر حدیث میں تدلیس بہت زیادہ کرتا تھا دارقطنی نے بھی بیان کیا کہ وہ ثقہ تو تھا مگر بڑھاپے میں جب اس پر ایسی حدیثیں پڑھی جاتیں جس میں کچھ نکارت ہوتی تو وہ سن کر اس کی اجازت دے دیا کرتا تھا۔ اس کی حدیث کو امام مسلم نے بیان کیا تو ان کو ملامت کیا گیا لیکن امام مسلم نے اس کی صرف ان حدیثوں کو بیان کیا ہے جو دوسرے طرق سے بھی مروی ہیں اور اس میں منفرد بھی نہیں اور نہ وہ منکر ہے اور نہ شاذ ہے مگر یہ مذکورہ حدیث تو بالکل منکر ہے۔ واللہ اعلم۔

۱؎ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ ۵/۱۵۶ '۶'۲۶۲ /۵۰ '۵ اور ۱۳/۱۸۴ میں اور ابن عساکر وغیرہ نے اس حدیث کو مختلف طرق سے بیان کیا ہے۔ سوید بن سعید حدثانی ثنا علی بن مسہر عن ابی یحیی القتات عن مجاہد عن ابن عباس یہ سند حدیث ہے اس کی سند ضعیف ہے اس میں سوید اور یحیی دونوں ضعیف ہیں ائمہ حدیث متقدمین اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں اور اس میں سعید پر سب سے زیادہ جرح کی ہے مولف نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے خراطی کے نزدیک اس کے دیگر طرق بھی ہے اعتدال القلوب میں مولف نے ''روضتہ المحبین '' ص ۱۸۲ میں تحریر کیا ہے کہ یہ یعقوب بن عیسٰی کی روایت ہے جو ضعیف راوی ہے اس کو دلیل میں نہیں لایا جا سکتا ناقدین حدیث نے اس کو ضعیف کہا ہے اور اس کو کذاب قرار دیا ہے۔

All rights reserved ©2002-2006

۲۔ امام بخاری نے ۶/۳۲'۳۴ میں کتاب الجہاد کے باب الشہادۃ سبع سوی القتل کے تحت اور امام مسلم نے ۱۹۱۴ میں کتاب الامارۃ کے باب بیان الشہداء کے ذیل میں حدیث ابوہریرہ کو بایں الفاظ نقل کیا ہے۔ ''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّھَدَاءُ خَمْسَۃٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرْقُ وَصَاحِبُ الْھَدَمِ وَالشَّھِیْدُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء کل پانچ قسم کے لوگ ہیں مرض طاعون میں مراہو۔ پیٹ کی بیماری سے مراہو۔ پانی میں ڈوب کر مرنے والا کسی عمارت سے دب کر مرنے والا اور خدا کی راہ میں مرنے والا اور امام مالکؒ نے موطا ۱/۲۳۳'۲۳۴ میں ابوداؤد نے ۳۱۱۱ میں نسائی نے ۴/۱۳'۱۴ میں اور ابن ماجہ نے ۲۸۰۳ میں حدیث جابر بن عتیک کو مرفوع سند کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ''اَلشُّھَدَاءُ سَبْعَۃٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. اَلْمَطْعُوْنُ شَھِیْدٌ وَالْغَرْقُ شَھِیْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَھِیْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَھِیْدٌ وَالْحَرِقُ شَھِیْدٌ وَالَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْھَدَمِ شَھِیْدٌ وَالْمَرْأَۃُ تَمُوْتُ بِجَمْعٍ شَھِیْدَۃٌ'' شہداء کل سات ہیں راہ خدا میں قتل ہونے کے علاوہ طاعون زدہ شہید ہے پانی میں ڈوب کر مرنے والا شہید ذات الجنب کی بیماری میں مرنے والا شہید پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید جل کر مرنے والا شہید ہے عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور حالت زچگی میں مرنے والی عورت بھی شہید ہے ابن حبان نے ۱۶۱۶ میں حاکم نے ۱/۳۵۲ میں اس کو صحیح قرار دیا اور ذہبی نے اس کی موافقت کی اسی باب میں حاکم نے ۲/۱۰۹ میں عمر سے اور ابوداؤد نے ۲۴۹۹ میں ابو مالک اشعری سے اور حاکم نے ۲/۷۸ میں ابو مالک ہی سے اور بخاری نے ۱۰/۱۶۲'۱۶۴ میں انس اور عائشہ سے اور امام احمد بن حنبل نے ۴/۲۰۱ اور ۵/۳۲۳ میں عبادہ بن صامت سے اور دارمی نے بھی ۲/۲۰۸ میں عبادہ ہی سے اور امام احمد بن حنبل نے ۴/۱۵۷ میں عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے۔

فصل (۱۱۲)

خوشبو کے ذریعہ حفظان صحت کی بابت ہدایات نبوی

عمدہ خوشبو روح کی غذا ہے اور روح قوائے انسانی کے لئے سواری ہے اور قویٰ میں خوشبو سے بالیدگی آتی ہے اور دماغ دل اور تمام باطنی اعضاء کو نفع پہنچتا ہے قلب کو فرحت ملتی ہے نفس خوش ہوتا ہے اور روح میں بالیدگی آتی ہے۔ خوشبو روح کے لئے نہایت موزوں چیز ہے اور جان بخش ہے روح اور عمدہ خوشبو کے درمیان قریبی تعلق پایا جاتا ہے اس لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا کی دو محبوب ترین چیزوں میں سے ایک خوشبو بھی تھی۔

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ آپ کبھی خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے۔[1]

اور صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔

مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلايَرُدَّهُ فَإِنَّهُ طَيِّبُ الرِّيحِ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ ☆[2]	جس کسی کو خوشبو پیش کی جائے وہ اسے واپس نہ کرے کیونکہ وہ سب سے بہتر خوشبو اور ہلکے محمل والی ہے۔

سنن ابو داؤد اور نسائی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعًا روایت موجود ہے کہ آپ نے فرمایا:

مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيْبٌ فَلا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ ☆[3]	جس کو خوشبو پیش کی جائے تو اسے واپس نہ کرے اس لئے کہ یہ بے باز ہلکا تحفہ ہے اور خوشبو بھی عمدہ ہے۔

مسند بزار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰـهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطِّيْبَ	خدا پاک ہے پاکی کو پسند فرماتا
نَـظِيْفٌ يُـحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ	ہے پاکیزہ ہے پاکیزگی اسے
يُـحِبُّ الْكَـرَمَ جَوَّادٌ يُحِبُّ	محبوب ہے کریم ہے کرم کو پسند
الْـجُـوْدَ فَـنَـظِّـفُوْا اَفْـنَـاءَ كُـمْ	کرتا ہے سخی ہے جو دوسخا کو پسند
وَسَـاحَـاتِـكُـمْ وَلَاتَشَبَّهُـوْا	فرماتا ہے۔لہٰذا اپنے صحنوں اور
بِالْيَهُوْدِ يَجْمَعُوْنَ الْاُكُبَّ فِيْ	آنگن کو صاف شفاف رکھو اور
دُوْرِهِمْ☆۴	یہود کی طرح مت ہو جاؤ جو اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ جمع رکھتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ''سکہ'' نامی ایک طرح کی خوشبو تھی جس کو آپ استعمال کرتے تھے۔

نبی اکرم علیہ السلام سے یہ حدیث صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اِنَّ لِلّٰـهِ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ	ہر مسلمان پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ
اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ	ہر ہفتہ غسل کرے اور اگر اسے
وَاِنْ كَـانَ لَـهُ طِيْبٌ اَنْ يَمَسَّ	خوشبو میسر ہو تو لگائے۔
مِنْهُ☆۵	

خوشبو کی خاصیت یہ ہے کہ فرشتے اسے پسند کرتے ہیں اور شیاطین اسے ناپسند کرتے ہیں اور شیاطین کو سب سے زیادہ محبوب ناپسندیدہ بدبو ہے اور پاکیزہ روحیں عمدہ خوشبو محبوب رکھتی ہیں اور ناپاک وخبیث روحوں کو گندگی اور بدبو سے آسودگی ہوتی ہے اور ہر روح اپنے ذوق کے مناسب چیز کی طرف مائل ہوتی ہے چنانچہ گندگیاں اور خبائث گندے لوگوں کے لئے ہیں اور وہ گندگیاں ہی محبوب رکھتے ہیں اور پاکیزگی پاکیزہ لوگوں کے لئے ہے اور یہ لوگ عمدہ اور پاکیزہ چیزوں کو پسند

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

۵ ابوداؤد نے ۲۳۷۷ میں کتاب الصوم کے باب فی الکحل عند النوم للصائم کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے اور نعمان بن معبد بن ہوذہ مجہول ہے ابوداؤد نے بیان کیا کہ مجھ سے یحیٰی نے بیان کیا کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی سرمہ والی حدیث۔

فصل (۱۱۳)

آنکھوں کی حفاظت کا طریقہ نبوی

ابوداؤد نے اپنی سنن میں عبدالرحمٰن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ انصاری سے روایت نقل کی ہے عبدالرحمٰن نے اپنے باپ نعمان سے انہوں نے ان کے دادا معبد بن ہوذہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوتے وقت مشک آمیز سرمہ لگانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ روزہ دار اس سے اجتناب کرے۔ ۱

اور سنن ابن ماجہ وغیرہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے انہوں نے بیان کیا کہ:

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ مِنْهَا ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ ☆ ۲	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ تین تین بار ہر آنکھ میں سرمہ لگاتے تھے۔

ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كْتَحَلَ يَجْعَلُ فِيْ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا يَبْتَدِئُ بِهَا وَيَخْتِمُ بِهَا فِي الْيُسْرىٰ ثِنْتَيْنِ ☆ ۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین بار لگاتے اسی سے شروع کرتے اور اسی پر ختم کرتے اور بائیں آنکھ میں دو بار لگاتے۔

اور ابو داؤد نے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوْتِرْ ☆۴	جو شخص سرمہ لگائے طاق لگائے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دونوں آنکھوں کی نسبت سے طاق مراد ہے! کہ ایک میں تین بار اور دوسری میں دو بار اور دائیں طرف سے ابتداء کرنا بہتر اور افضل ہے یا ہر آنکھ کے اعتبار سے طاق مراد ہے۔ اس طرح ہر آنکھ میں تین تین بار لگایا جائے۔ یہ دونوں مذکورہ قول امام احمد بن حنبل وغیرہ کے مذہب میں موجود ہے۔

سرمہ آنکھوں کی حفاظت کا ضامن ہے نور نظر کے لئے تقویت ہے اور اس کے لئے جلاء ہے اور مادہ ردیہ کو کم کرتا ہے اور اس کو باہر نکال پھینکتا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ آنکھوں کو زینت بخشتا ہے اور سونے کے وقت سرمہ لگانے میں خاص بات یہ ہوتی ہے کہ اس سے سرمہ آنکھوں میں باقی رہتا ہے اور اس طرح آنکھ پورے طور پر سرمہ کو سمو لیتی ہے۔ اور آنکھیں نیند کے وقت حرکت سے بھی باز رہتی ہیں اس لئے حرکت سے جو نقصان ہوتا ہے نیند کے وقت اس سے آنکھیں محفوظ رہتی ہیں اور طبیعت اس کے کام میں پورے طور پر لگ جاتی ہے۔ اور اثمد میں اس کے علاوہ بھی خوبیاں ہیں۔

اور سنن ابن ماجہ میں سالم اپنے آپ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَلَيْكُمْ بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهُ يَجْلُوْ الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ ☆۵	تم اثمد بطور سرمہ استعمال کیا کرو اس لئے کہ یہ آنکھوں کو جلا بخشتا ہے اور پلک کے بالوں کو اگاتا ہے۔

اور ابو نعیم کی کتاب میں مذکور ہے:

فَـاِنَّـهُ مُنْبِتَةٌ لِـلشَّعرِ مُذْهِبَةٌ لِلْقَذیٰ مُصَفَّاةٌ لِلْبَصرِ ☆۶	اس لیے کہ اثمد پلکوں کو گھنیری کرتا ہے اور آلائشوں کو ختم کر کے آنکھوں کو نور بخشتا ہے۔

اور سنن ابن ماجہ میں بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے آپ نے فرمایا:

خَیْـرُ اَکْحَالِکُمْ اَلْاِثْمِدُ یَجْلُوْ الْبَصَرَ وَیُنْبِتُ الشَّعرَ☆۷	تمہارے سرموں میں سب سے بہتر سرمہ اثمد ہے جو آنکھوں کو جلا بخشتا ہے اور پلک کے بالوں کو اگاتا ہے۔

---

۱ ابن ماجہ نے ۳۴۹۹ میں ترمذی نے ۱۷۵۷ میں احمد نے ۱/۳۵۴ میں اور ترمذی نے "شمائل" ۱/ ۱۲۵، ۱۲۶ میں اس کی تخریج کی ہے اس کی اسناد عباد بن منصور کے ضعیف کی وجہ سے ضعیف ہے مزید برآں اس کی یادداشت کے خراب ہونے اور اس کے تدلیس وتغیر کی بنیاد پر وہ ضعیف ہے۔

۲ ترمذی کی یہ حدیث ابن عباس سے پہلے گذر چکی ہے اس میں مذکور ہے کہ آپ ہر آنکھ میں تین تین بار سرمہ لگاتے تھے لیکن اس روایت کو ابو الشیخ نے "اخلاق النبیؐ" ص ۱۸۳ میں حدیث انس سے بیان ہے کہ رسول خداؐ اپنی دائیں آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں دوبارہ اثمد کا سرمہ لگاتے تھے اس کی سند عمدہ ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں طبرانی نے "الکبیر" ۳/۱۱۹ میں حدیث ابن عمر سے مرفوعاً بیان کیا کہ رسول اللہؐ جب سرمہ لگاتے تو دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائی پھیرتے تھے۔ اس طرح وتر پر عمل کرتے اس کی سند میں دو ضعیف راوی ہیں۔

۳۔ ابوداؤد نے ۳۵ میں کتاب الطہارۃ کے باب الاستتار فی الخلاء میں دارمی نے ۱/۱۶۹، ۱۷۰ میں اور ابن ماجہ نے ۳۳۷ میں حدیث ابوہریرہ کو بیان کیا ہے اس کی سند میں حسین حبرانی راوی ہے۔ جس کو حافظ ابن حجر نے ''تقریب'' میں مجہول لکھا ہے اسی طرح اس سے روایت کرنے والا راوی ابوسعید کا بھی حال ہے اس کے باوجود ابن حبان نے ۱۳۲ میں اور عینی نے اپنی ''عمدۃ القاری'' ۱/۷۳۲ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ البتہ حافظ ابن حجر کی رائے مضطرب ہے چنانچہ انہوں نے فتح الباری ۱/ ۲۲۵ میں اس کو حسن کہا اور تلخیص ۲/۱۰۳ میں ضعیف لکھا ہے۔

۴۔ ابن ماجہ نے ۳۴۹۵ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں عثمان بن عبد الملک نامی راوی لین الحدیث ہے اور بقیہ راوی ثقہ ہیں۔ ابن عباس کی آنے والی حدیث اس کی شاہد ہے۔

۵۔ ابونعیم نے ''حلیۃ'' ۳/۱۷۸ میں اور طبرانی نے ''الکبیر'' نمبر ۱۸۳ میں حدیث علیؓ سے اس کو نقل کیا ہے اس کی سند حسن ہے حافظ عراقی نے اس کی سند کو جید کہا ہے حافظ منذری اور حافظ ابن حجر نے اس کو حسن کہا ہے اور ابن عمر کی حدیث جو گذر چکی اور ابن عباس کی حدیث جو آگے آرہی ہے۔ اس کی شاہد ہیں۔

۶۔ اس حدیث کی تخریج ابن ماجہ نے ۳۴۹۷ میں امام احمد بن حنبل نے ۳۰۳۶ اور ۳۴۶۶ میں اور ابوداؤد نے ۳۸۷۸ میں اور بیہقی نے ۳/۲۴۵ میں کی ہے اس کی اسناد صحیح ہے ابن حبان نے ۱۴۳۹ اور ۱۴۴۰ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۷۔ امام بخاری نے ۸/۵۹ میں کتاب فضائل القرآن کے باب فضل القرآن علی سائر الکلام کے تحت اور امام مسلم نے ۷۹۷ میں کتاب صلوٰۃ المسافرین کے باب فضیلۃ حافظ القرآن کے تحت حدیث ابوموسیٰ اشعریؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔

فصل (۱۱۴)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ مفرد دواؤں اور غذاؤں کا بیان

ترنج میں بہت سے منافع اور فوائد پائے جاتے ہیں یہ چاروں چیزوں سے مرکب ہوتا ہے چھلکا' گودا' ترشی اور بیج اور ہر حصہ ایک خاص مزاج رکھتا ہے چنانچہ چھلکے کا مزاج گرم یابس ہے اور گودے کا مزاج گرم رطب ہے ترشی کا مزاج سرد یابس ہے اور بیج مزاج کے اعتبار سے گرم یابس ہے۔

اس کے چھلکے کا فائدہ اگر اس کو کپڑے میں رکھ دیا جائے تو کپڑے میں گھن اور دیمک نہیں لگتے اور اس کی خوشبو خراب ہوا کے لئے مصلح اور وباء کے لئے دافع ہے اور اگر اس کو منہ میں رکھیں تو منہ کی بدبو کو ختم کرتا ہے اور اگر کھانے میں بطور مصالحہ اس کو استعمال کریں تو ہاضمہ کے لئے معاون ثابت ہوگا۔ ''قانون'' کے مصنف شیخ نے لکھا ہے کہ ترنج کے چھلکے کا رس اگر مار گزیدہ کو پلایا جائے یا ڈسنے کی جگہ پر اس کے چھلکے کو پیس کر ضماد کیا جائے تو بہت زیادہ مفید ہے اور سوختہ چھلکے کو بطور طلاء استعمال کرنے سے برص کی بیماری ختم ہو جائے گی۔

مغز ترنج کا فائدہ

یہ حرارت معدہ کو کم کر کے معتدل بناتا ہے صفراوی مزاج کے لوگوں کے لئے نافع ہے اور یہ گرم بخارات کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ غافقی نے لکھا ہے کہ اس کا گودا استعمال کرنے سے بواسیر ختم ہو جاتی ہے۔

ترشی ترنج

ترنج کے شربت میں پائی جانے والی ترشی قابض ہے اور صفراء کو ختم کرتی ہے ۔خفقان حار کے لئے نفع بخش ہے یرقان کے مریضوں کی آنکھ میں اس کا سرمہ لگانا اور اس کا شربت استعمال کرنا دونوں ہی مفید ہے۔ صفراوی قے کو ختم کرتی ہے۔ کھانے کی اشتہا پیدا کرتی ہے۔ طبیعت کی رہنمائی کرتی ہے اور صفراوی اسہال کے لئے نافع ہے اور اس کی ترشی کو بطور شربت استعمال کرنے سے عورتوں کی خواہش جماع کو سکون ملتا ہے اور اس کو طلاء کرنے سے مہاسے دور ہو جاتے ہیں۔ اور یہ جھینسیا

۲۔ داد کے لئے مفید ہے اور اس سے کپڑے پر لگا ہوا روشنائی کا داغ ختم ہو جاتا ہے اس میں لطافت مواد اور ریزش کی قوت پائی جاتی ہے اور یہ ٹھنڈک پیدا کرتی ہے اور حرارت جگر کو بجھا دیتی ہے۔اور مقوی معدہ ہے اور صفراء کی تیزی کو توڑ کر اس کے آلام کو زائل کرتی ہے۔اور پیاس بجھاتی ہے۔

تخم ترنج

اس میں تحلیل وتجفیف رطوبت کی قوت ہے ابن ماسویہ بغدادی۲ مشہور طبیب نے لکھا ہے کہ ایک مثقال (۱/۲۴) گرام وزن کے برابر تخم کو نیم گرم پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو زہر ہلاہل کے لئے تریاق ہے اور پکا کر طلاء کرنا بھی مفید ہے اور اگر کوٹ کر سانپ کے ڈسے ہوئے مقام پر لگا دیں تو نفع ہوگا یہ پاخانہ نرم کرتا ہے منہ کی بدبو دور کرتا ہے اور یہی فائدہ اس کے چھلکے میں پایا جاتا ہے بعض دوسرے اطباء نے لکھا ہے کہ اگر نو گرام تخم ترنج کو نیم گرم پانی کے ساتھ پینے سے بچھو کے ڈنک کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح اسے پیس کر ڈنک زدہ مقام پر رکھا جائے تو درد جاتا رہتا ہے اور بعض دوسرے اطباء نے لکھا ہے کہ ہر قسم کے قاتل زہر کے لئے تخم ترنج تریاق کا کام کرتا ہے اور ہر طرح کے کیڑے مکوڑے کی نیش زنی میں نفع بخش ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایران کے سلاطین میں سے ایک نے اطباء کے ایک گروہ سے ناخوش ہو کر ان کو جیل میں ڈال دینے کا حکم دیا اور ان کو اختیار دیا کہ وہ اپنے لئے کسی ایک چیز کو بطور سالن پسند کر لیں اس کے سوا انہیں کچھ نہیں دیا جائے گا تو انہوں نے ترنج کو ترجیح دیا ان سے دریافت کیا گیا کہ صرف ترنج ہی کو کیوں پسند کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ اگر تازہ ہے تو خوشبودار ہے اور دیکھنے میں بھی یہ حسین ہے اس کا چھلکا بھی خوشبودار ہوتا ہے اور اس کا مغز تو میوہ ہے اور اس کی ترشی سالن ہے اور اس کا تخم تریاق کا کام کرتا ہے جس میں ہلکی روغنیت بھی ہوتی ہے۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ اس کے منافع کی تشبیہ خلاصہ موجودات یعنی اس مرد

مومن سے دی گئی ہے جو قرآن تلاوت کرتا ہے اور بعض بزرگوں کا طریقہ یہ تھا کہ اس کو سامنے رکھ کر دیکھتے تھے۔ اس لئے کہ اس کے دیکھنے سے دلی فرحت حاصل ہوتی ہے۔

ارُزٌّ (چاول)

چاول کے سلسلے میں لوگوں نے دو باطل موضوع حدیثیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں ان میں سے پہلی موضوع حدیث یہ ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لَوْ كَانَ رَجُلًا لَكَانَ حَلِيْمًا☆	اگر چاول انسان ہوتا تو بہت بردبار ہوتا۔

اور دوسری حدیث یہ ہے جس میں آپ نے فرمایا:

كُلُّ شَيْءٍ اَخْرَجَتْهُ الْاَرْضُ فَفِيْهِ دَاءٌ وَّشِفَاءٌ اِلَّا الْاَرُزُّ فَاِنَّهٗ شِفَاءٌ لَا دَاءَ فِيْهِ☆	کہ دنیا میں جو چیز بھی زمین سے پیدا ہوتی ہے ان میں سے ہر ایک میں بیماری اور شفاء دونوں ہی ہوتے ہیں بجز چاول کے کہ اس میں صرف شفا ہوتی ہے بیماری نہیں ہوتی۔

ہم نے ان دونوں حدیثوں کو خاص طور پر محض تنبیہ اور بطور تحذیر یہاں بیان کر دیا ہے تا کہ ان کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ کی جائے اور اس کی نسبت کو غلط سمجھا جائے۔

چاول کا مزاج حار یابس ہے گیہوں کے بعد اناج میں سب سے زیادہ کھائی جانے والی غذا ہے اور اس سے عمدہ ترین خلط پیدا ہوتی ہے اور پاخانہ کو معمولی طور سے سخت کرتا ہے مقوی معدہ ہے اور معدہ کی دباغت کرتا ہے۔ اور معدہ میں ٹھہرا رہتا ہے

ہندوستانی اطباء کا خیال ہے کہ چاول کو اگر گائے کے دودھ میں پکا کر استعمال کیا جائے تو یہ سب سے مفید اور عمدہ غذا ثابت ہوگی جسم میں شادابی پیدا کرتا ہے منی بڑھاتا ہے زیادہ غذائیت اس سے حاصل ہوتی ہے اور یہ بدن کو نکھارتا ہے۔

أرز

ہمزہ مفتوح اور راء کے ساکن کے ساتھ صنوبر کو کہتے ہیں حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان کیا ہے۔

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفِيْئُهَا الرِّيَاحُ تُقِيْمُهَا مَرَّةً وَتُمِيْلُهَا أُخْرىٰ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ مَثَلُ الْاَرْزَةِ لَا تَزَالُ قَائِمَةً عَلٰى اَصْلِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً ☆[۳]

مومن کی مثال کھیت کے تروتازہ پودے کی طرح ہے اسے ہوا زمین پر بچھا دیتی ہے۔ کبھی کھڑا کر دیتی ہے اور کبھی اسے جھکا دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو ہمیشہ اپنی جگہ پر کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ یکبارگی جڑ سے اکھڑ کر گر جاتا ہے۔

تخم صنوبر کا مزاج حار رطب ہے اس کی خاصیت انضاج مواد ہے طبیعت کو نرم کر دیتا ہے اور اسے تحلیل کرتا ہے اس میں ایک طرح کی تلخی ہوتی ہے جو پانی میں بھگونے سے ختم ہو جاتی ہے یہ دیر ہضم ہے اور اس میں قوت و غذائیت بکثرت ہوتی ہے۔ کھانسی اور پھیپھڑے کی رطوبات کو صاف کرنے کے لئے عمدہ دوا ہے اس کے استعمال سے منی میں اضافہ ہوتا ہے اور مروڑ پیدا کرتا ہے جو کھٹے انار کے کھانے سے دور ہوتا ہے۔

اذخر

(ایک قسم کی خوشبودار گھاس) اس کا ذکر صحیح بخاری کی مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے مکہ کی حرمت کے بارے میں فرمایا۔

لَا یُخْتَلٰی خَلَاهَا فَقَالَ لَهٗ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَّا الْاِذْخِرَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لِقَیْنِهِمْ وَلِبُیُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ☆ ؎۴

مکہ کے سبزے بھی نہ کاٹے جائیں تو آپ سے حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ حضور اذخر گھاس کو اس سے مستثنیٰ کر دیجئے کیونکہ یہ ان کے لئے زیب و زینت کا سامان ہے اور اس سے گھروں کو سجاتے ہیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اذخر اس سے مستثنیٰ ہے۔

اذخر کا مزاج دوسرے درجہ میں حار اور پہلے درجہ میں یابس ہے یہ لطیف زود ہضم ہے اور سدوں شریانوں کے منہ کو کھولتا ہے اور بار بار پیشاب لاتا ہے اور مدر وم حیض رکھتی ہے اور کنکریوں کو ریزہ ریزہ کر کے خارج کر دیتی ہے اور معدہ جگر اور گردوں کے سخت ورم اس کے پینے یا اس کے ضماد کرنے سے تحلیل ہو جاتے ہیں اور اس کی جڑ دانتوں کو مضبوط کرتی ہے اور معدہ کو تقویت بخشتی ہے متلی روکتی ہے اور پاخانہ بستہ کرتی ہے۔

؎۱ امام بخاری نے ۸/۵۹ میں کتاب فضائل القرآن کے باب فضل القرآن علی سائر الکلام کے تحت اور امام مسلم نے ۹۷ میں کتاب صلوٰۃ المسافرین کے باب فضیلۃ حافظ القرآن کے تحت حدیث ابوموسیٰ اشعریؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔

؎۲ القوباء ایک جلدی بیماری ہے جس سے بدن میں خارش ہو کر اس کے چھلکے اترتے رہتے ہیں عام لوگ اس کو حزاز کہتے ہیں اور ہندوستان میں اسے بھیدیا داد کہتے ہیں۔

۳ے یہ یوخا بن ماسویہ بغدادی ایک سریانی طبیب تھا بغداد میں پروان چڑھا اور ہارون رشید خلیفہ کی مقربین میں شامل ہو گیا اور یہ طبی کتابوں کے ترجمہ کرنے پر مامور تھا عباسی سلاطین کا شاہی طبیب تھا اور ہارون رشید کے دور سے لے کر متوکل تک برابر شاہی طبیب رہا مقام سامراء میں ۲۴۳ھ میں اس کا انتقال ہوا قفطی کی کتاب تاریخ الحکماء ۳۸۰، ۳۹۱ ملاحظہ کیجئے۔

۴ے امام بخاری نے ۹۲/۱۰ میں کتاب المرضیٰ کے باب **مَـاجَـاءَ فِي كَفَّـارَةِ الْمَـرْضٰـى** کے تحت اور امام مسلم نے ۲۸۱۰ میں کتاب فی صفات المنافقین کے باب مثل المومن کالزرع کے تحت حدیث کعب بن مالک سے اس کو بیان کیا ہے۔ خامۃ پودے کا وہ حصہ جو شروع میں ایک ڈنٹھل لئے اگتا ہے۔ تفیئھا کے معنی ہے وہ اس کو زمین پر جھکا دیتی ہے۔ انجعافھا یعنی جڑ سے اکھاڑ دینا۔

امام بخاری نے ۴/۴۰ میں کتاب الحج کے باب لاینفر صید الحرم کے تحت اور امام مسلم نے ۱۳۵۳ میں کتاب الحج کے باب تحریم مکۃ وصیدھا کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔ لایختلی خلاھا کا معنی یہ ہے کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ اذخر اہل مکہ کے نزدیک ایک مشہور خوشبو دار پودا ہے جس کی جڑ اندر ہوتی ہے اور شاخیں پتلی ہوتی ہیں۔ یہ قابل کاشت ہموار اور غیر ہموار دونوں طرح کی زمینوں پر اگتا ہے۔

”حرف باء“

بطیخ (تربوز)

ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے۔

نَكْسِرُ حَرَّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدَ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا☆ا	کہ ہم اس کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک کے ذریعہ اور تربوز کی ٹھنڈک کو کھجور کی گرمی کے ذریعہ ختم کرتے ہیں۔

تربوز کے بیان میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ مگر اس ایک حدیث کے علاوہ کوئی صحیح نہیں ہے اس سے مراد سبز تربوز ہے اس کا مزاج بارد رطب ہوتا ہے تربوز میں جلاء مواد ہے اور کھیرے ککڑی سے بھی زیادہ زود ہضم ہے معدہ سے بسرعت اتر کر نیچے چلا جاتا ہے اور اگر معدہ کے لئے خلط تیار نہ ہو تو یہ اسی کی جانب تیزی سے مستحیل ہو جاتا ہے اور اگر اس کا کھانے والا گرم مزاج ہے تو یہ اس کے لئے بے حد مفید ہے اور اگر ٹھنڈے مزاج والا ہے تو اس کے ضرر کو دور کرنے کے لئے اسے سونٹھ وغیرہ جیسی چیزیں استعمال کرنی چاہئے اس کو کھانے سے پہلے کھانا چاہئے پھر کھانا کھایا جائے ورنہ متلی اور قے ہونے کا اندیشہ رہتا ہے اور بعض اطباء کا خیال ہے کہ تربوز کو کھانے سے پہلے کھانا معدہ کو جلا دیتا ہے اور اسے پورے طور پر دھل دیتا ہے اور اس کی بیماری کو جڑ سے نکال پھینکتا ہے۔

"بلح" (کچی کھجور جو نمو کے دوسرے مرحلہ میں ہو) امام نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حدیث ھشام بن عروہ کو بیان کیا ہے جسے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے اور انہوں نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ عائشہؓ نے بیان کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا نَظَرَ اِلٰى ابْنِ اٰدَمَ يَاكُلُ الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ يَقُوْلُ بَقِىَ ابْنُ اٰدَمَ حَتّٰى اَكَلَ الْحَدِيْثَ بِالْعَتِيْقِ☆۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچی کھجور کو چھوہارے کے ساتھ کھاؤ اس لئے کہ شیطان جب ابن آدم کو کچی کھجور چھوہارے کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ ابن آدم رہ گیا حتی کہ نئی چیز کو پرانی کے ساتھ ملا کر کھا رہا ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں مذکور ہے۔

كُلُوْا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْزَنُ اِذَا رَاٰیٰ ابْنَ آدَمَ يَاكُلُهُ فَيَقُوْلُ عَاشَ ابْنُ ادَمَ حَتّٰى اَكَلَ الْجَدِيْدَ بِالْخَلَقِ☆

کچی کھجور چھوہارے کے ساتھ کھاؤ اس لئے کہ شیطان جب ابن آدم کو کچی کھجور چھوہارے کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ ابن آدم رہ گیا حتی کہ نئی چیز کو پرانی کے ساتھ ملا کر کھا رہا ہے۔

اس حدیث کو بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور یہ اس کے ہی الفاظ ہیں۔

اس حدیث میں ''بالتمر'' کا باء جامع کے معنی میں ہے یعنی کچی کھجور کو چھوہارے کے ساتھ کھاؤ

اطباء اسلام میں سے بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی کھجور کو چھوہارے کے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا ہے نیم پختہ کھجور چھوہارے کے ساتھ کھانے کا حکم نہیں دیا ہے اس لئے کہ کچی کھجور بارد یابس ہوتی ہے اور چھوہارہ حار رطب ہوتا ہے ان دونوں کو ایک ساتھ کھانے سے ایک دوسرے کی اصلاح ہوگی اور نیم پختہ کو چھوہارے کے ساتھ کھانے سے یہ بات نہیں پیدا ہوگی کیونکہ دونوں ہی گرم ہیں اگر چہ چھوہارے کی حرارت نیم پختہ کھجور سے زیادہ ہے اور فن طب کے اعتبار سے بھی دو گرم یا دو بارد چیزوں کو ایک ساتھ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کو پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے اس حدیث میں فن طب کے بنیادی اصول کی جانب رہنمائی مقصود ہے اور یہ بھی بتلانا مقصود ہے کہ ایسی تدابیر مدنظر رکھنی چاہئے جن سے غذا اور دوا کی کیفیات کا ایک دوسرے سے دفاع ہو سکے اور اس طبی قانون کی بھی رعایت کرنی چاہئے جس سے صحت کو بحال رکھا جا سکے۔ کچی کھجور کا مزاج سرد اور خشک

ہے منہ مسوڑھے اور معدہ کی بیماریوں میں نافع ہے اور سینہ پھیپھڑے کی بیماری میں یہ نقصان دہ ہے کیونکہ اس میں خشونت پائی جاتی ہے یہ دیر ہضم ہے۔ اس میں معمولی غذائیت بھی ہوتی ہے۔ بلح کی کھجوروں کے درمیان وہی حیثیت ہے جو حصرم (کچے انگور) کی پختہ انگوروں میں ہوتی ہے۔ دونوں ریاح پیدا کرتے ہیں بالخصوص ان دونوں کے کھانے کے بعد جب پانی پی لیا جائے تو پیٹ میں گڑبڑی پیدا ہو جاتی ہے ان کا ضرر چھوہارے کے استعمال سے جاتا رہتا ہے شہد اور مکھن کے استعمال سے بھی اس کا ضرر ختم ہو جاتا ہے۔

بسر (نیم پختہ کھجور) صحیح بخاری میں ہے کہ ابوالھیثم بن تیہان نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کی مہمان نوازی کی تو اس موقعہ پر کھجور کا ایک خوشہ ان کی خدمت میں پیش کیا آپ نے ان سے فرمایا کہ تازہ کھجوروں کو چن کر لائے ہوتے اس پر ابوالھیثم نے کہا کہ میری خواہش یہ تھی کہ نیم پختہ اور پختہ کھجوروں میں سے جسے آپ پسند کریں چن کر کھالیں۔ ۳

نیم پختہ کھجور حار یابس ہے اس کی خشکی اس کی حرارت سے بڑھی ہوئی ہے۔ رطوبات کو خشک کرتی ہے معدہ کو صاف کرتی ہے پاخانہ روکتی ہے اور منہ اور مسوڑہ کے لئے نافع ہے اس کی سب سے زیادہ نفع بخش وہ قسم ہوتی ہے جو بآسانی چور ہو جائے اور شیریں ہو اس کا زیادہ استعمال اور اسی طرح کچی کھجوروں کا زیادہ کھانا انتڑیوں میں سدے پیدا کرتا ہے۔

بیض (انڈا) امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک مرفوع اثر نقل کیا ہے کہ انبیاء میں سے کسی نبی نے اللہ تعالیٰ سے اپنی غیر معمولی کمزوری کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو انڈا کھانے کا حکم دیا لیکن اس اثر کی صحت قابل غور ہے نئے انڈے پرانے انڈوں سے عمدہ ہوتے ہیں اسی طرح مرغی کا انڈا دیگر تمام پرندوں کے انڈے کے مقابل زیادہ معتدل ہوتا ہے کسی قدر برودت کی طرف مائل ہے۔

''قانون'' کے مصنف نے اس کی زردی کو حار رطب لکھا ہے یہ عمدہ صالح خون پیدا کرتا ہے معمولی طور پر تغذیہ کرتا ہے اور اگر انڈا ابال کر استعمال کیا جائے تو وہ معدہ سے تیزی کے ساتھ نیچے کی جانب جاتا ہے۔

ایک دوسرے طبیب نے لکھا ہے کہ زردی بیضہ مرغ مسکن درد ہے حلق اور سانس کی نالی کو چکنا اور ملائم کرتی ہے یہ حلق کے امراض کھانسی پھیپھڑے گردے اور مثانہ کے زخموں کے لئے نفع بخش ہے اس کے استعمال سے حلق کی خشونت ختم ہو جاتی ہے۔ بالخصوص شیریں بادام کے تیل کے ساتھ اس کا استعمال اور بھی نفع بخش ہے مواد سینہ کو پختہ کر کے اس کو نرم کرتا ہے اور حلق کی خشونت کے لئے مسہل ہے اگر آنکھ میں گرم ورم ہو جائیں اور اس سے درد ہو تو انڈے کی سفیدی کے چند قطرے آنکھ میں ٹپکانے سے درد ختم ہو جائے گا اور آنکھ میں ٹھنڈک پہنچنے کی وجہ سے سکون ملے گا اور آتش زدہ جلد پر اس کے ضماد کرنے سے لو سے حفاظت ہوگی اور اگر گوند کے کے ساتھ اس کو آمیز کر کے پیشانی پر ضماد کیا جائے تو نزلہ کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

مصنف ''قانون'' شیخ بو علی سینا نے دل کی دواؤں میں اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر چہ یہ دل کی عام دواؤں میں سے نہیں ہے پھر بھی اس کی زردی کو تقویت قلب میں خاص مقام حاصل ہے اس لئے کہ اس میں تین خوبیاں پائی جاتی ہیں یہ بہت جلد خون بن جاتی ہے۔ دوسرے اس سے فضلہ کی مقدار کم ہوتی ہے اور تیسرے یہ کہ اس سے پیدا ہونے والا خون دل کی غذائیت کے کام آنے والے خون کی طرح ہلکا ہوتا ہے۔ تیزی کے ساتھ دل کی جانب منتقل ہو جاتا ہے اسی لئے جو ہر روح کو تحلیل کرنے والے عام امراض کی تلافی کے لئے اسے سب سے مناسب مانا جاتا ہے کیونکہ اس سے بہت جلد تحلیل روح ہوتی ہے۔

بصل (پیاز) ابو داؤد نے اپنی سنن میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ آپ سے پیاز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری کھانا جو تناول فرمایا تھا اس میں پیاز موجود تھی۔ ۴

اور صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث جو منقول ہے اس میں ہے کہ آپ نے پیاز کھانے والے کو مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا ہے۔ ۵

پیاز کا مزاج تیسرے درجہ میں گرم ہے اس میں رطوبت فضولی جو مختلف پانیوں کے استعمال کے ضرر سے بچاتی ہے۔ زہریلی ہواؤں کو دفع کرتی ہے اور شہوت کو برانگیختہ کرتی ہے۔ معدہ قوی کرتی ہے۔ اور باہ میں ہیجان پیدا کرتی ہے اس کے استعمال سے منی زیادہ ہوتی ہے رنگ نکھرتا ہے۔ بلغم ختم ہو جاتا ہے۔ معدہ کو جلا ملتی ہے۔ اور اس کا تخم استعمال کرنے سے بدن کے سفید داغ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور داء الثعلب ۶ پر اس کو رگڑنے سے خاصا نفع ہوتا ہے۔ اگر اس کو نمک کے ساتھ استعمال کیا جائے تو مسوں کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے اور اگر مسہل دوا کے استعمال کے بعد اس کو سونگھ لیں تو قے اور متلی نہیں آسکتی اور اس دوا کی بدبو بھی ختم ہو جائے گی۔ اور اگر اس کے پانی کو نچوڑ کر ناک میں چڑھایا جائے تو دماغ صاف ہوتا ہے اور اگر کان میں ٹپکائیں تو گراں گوشی کان کی طنین اور ریم گوش کے لئے نافع ہے اور سیلان اذن کے لئے مفید ہے اور آنکھ سے پانی بہنے کی صورت میں اس کو سرمہ کی سلائی سے لگائیں تو پانی کو روکتا ہے اور اگر اس کا تخم شہد کے ساتھ آمیز کر کے سرمہ کی طرح آنکھ میں لگائیں تو آنکھ کی سفیدی کے لئے نفع بخش ہے اور پکی ہوئی پیاز کثیر الغذاء ہے یرقان کھانسی اور سینے کی خشونت کے لئے نافع ہے پیشاب لاتی ہے۔ پاخانہ نرم کرتی ہے۔ اگر ایسے کتے نے کسی کو کاٹ لیا جو باؤلا نہ تھا تو اس کے لئے مفید ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ پیاز کے پانی کو نچوڑ کر نمک اور برگ سداب کے ساتھ پکا کر مقام ماؤف پر رکھا جائے اور اگر اس کو حمول کیا جائے تو بواسیر کے منہ کھول دیتی ہے۔

لیکن اس میں نقصانات بھی ہیں کہ اس کے استعمال سے آدھے سر کا درد ہوتا

ہے اور درد سر پیدا کرتی ہے اس سے ریاح کی بڑی مقدار پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں میں دھندلا پن پیدا کرتی ہے اور اس کا بکثرت استعمال کرنے سے نسیان ہوتا ہے عقل کو فاسد کرتی ہے منہ کے مزہ کو بگاڑتی ہے اور منہ میں بدبو پیدا کرتی ہے جس سے ہم نشین اور فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے اگر اس کا استعمال پکا کر کریں تو یہ ساری مضرتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

سنن میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز اور لہسن کھانے والے کو حکم دیا کہ وہ اسے پکا کر کھائیں [۷] اور اس کی بدبو کے خاتمہ کے لئے برگ سداب کا چبانا مفید ہے۔

باذنجان (بیگن) ایک موضوع حدیث جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط طور پر کی گئی ہے اس میں مذکور ہے کہ بیگن جس ارادہ سے کھائیں [۸] اسی کے لئے مفید ہے انبیاء کی طرف اس حدیث کی نسبت کرنا تو دور کی بات ہے کسی عقلمند کی جانب اس کلام کو منسوب کرنا حماقت محض ہے۔

بیگن کی دو قسمیں ہیں۔ سیاہ و سفید۔

اس کے مزاج کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ بارد ہے یا حار لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا مزاج حار ہے اس کے استعمال سے سوداء کے اندر اضافہ ہوتا ہے اور بواسیر ہوتی ہے۔ اسی طرح اس سے سدے پیدا ہوتے ہیں اور کینسر اور جذام جیسی مہلک بیماریاں رونما ہوتی ہیں چہرے کو سیاہ کرتا ہے رنگ بگاڑتا ہے اس کے استعمال سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ البتہ سفید بیگن ان مضرتوں سے خالی ہے۔

---

[۷] ابو داؤد نے ۳۸۲۶ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الجمع بین لونین فی الاکل کے تحت اور ترمذی نے اپنی جامع ترمذی ۱۸۴۴ میں کتاب الاطعمۃ کے باب ماجاء فی اکل البطیخ بالرطب کے تحت اور شمائل ترمذی ۱/۲۹۶ میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کو بیان کیا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۔ ابن ماجہ نے ۳۳۴۰ میں کتاب الاطعمہ کے باب اکل البلح یا لتمر کے تحت اس کو نقل کیا ہے اس کی سند میں یحیٰ بن محمد بن قیس محاربی ضریر ضعیف ہے اور محدثین نے اس حدیث کو منکرات میں شمار کیا ہے۔

۳۔ ترمذی نے ۲۳۷۰ میں کتاب الزہد کے باب ماجاء في معيشة النبي صلى الله عليه وسلم کے تحت اس کو حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم ۲۰۳۸ میں بالکل اسی طرح اس کو نقل کیا ہے۔

۴۔ ابوداؤد نے ۳۸۲۹ میں کتاب الاطعمۃ کے باب فی اکل الثوم کے تحت اور امام احمد بن حنبل نے ۸۹/۸ میں اس حدیث کو بیان کیا ہے اس کی سند میں ابوزیاد خیاء بن سلمہ ایک راوی ہے۔ جس کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی ثقہ نہیں قرار دیا۔ اس حدیث کی بقیہ راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

۵۔ امام بخاری نے ۴۹۸/۹ میں کتاب الاطعمۃ کے باب ما یکرہ من الثوم والبقول کے ذیل میں اور امام مسلم نے ۵۶۴ میں کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ کے باب نہی من اکل ثوما او بصلا او کراثا ونحوھا کے تحت اس کو بیان کیا ہے۔

۶۔ داء الثعلب ایک مشہور بیماری ہے جس میں بال جھڑ جاتے ہیں۔

۷۔ امام مسلم نے ۵۶۷ میں اور نسائی نے ۴۳/۲ میں کتاب المساجد کے باب من یخرج من المسجد کے تحت اور ابن ماجہ نے ۳۳۶۳ میں کتاب الاطعمہ کے باب اکل الثوم والبصل کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۸۔ اس حدیث کے بطلان پر متعدد محدثین سے صراحت آئی ہے دیکھئے ''المنار المنیف'' مولف کی اپنی تالیف ص ۵۱ اور ملا علی قاری کی کتاب الموضوع ص ۴۴ اور سیوطی کی تالیف اللآلی الموضوعۃ۔

حرف تاء

تمر (خرما۔ چھوہارہ) صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث میں مذکور ہے آپ نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت سات چھوہارے کھائے

ہے۔اور صحیح بات تو یہ ہے کہ یہی مشہور انجیر ہے جس کی قسم کھائی گئی ہے۔

اس کا مزاج حار ہے اور رطوبت و یبوست کے متعلق اطباء سے دو قول منقول ہیں۔

عمدہ قسم کی انجیر پختہ سفید چھلکے والی ہوتی ہے۔ یہ مثانہ اور گردہ کی ریگ کو صاف کرتی ہے اور زہر سے محفوظ رکھتی ہے تمام پھلوں سے زیادہ اس میں غذائیت پائی جاتی ہے۔ سینے اور حلق اور سانس کی نالی کی خشونت میں نافع ہے جگر اور طحال کی صفائی کرتی ہے اور معدہ سے خلط بلغم کو جلا دے کر نکالتی ہے اور بدن کو شاداب بناتی ہے البتہ اس کے کثرت استعمال سے جوں پڑ جاتی ہے۔

خشک انجیر سے تغذیہ کے ساتھ اعصاب میں قوت آتی ہے اور اخروٹ و بادام کے مغز کے ساتھ اس کا استعمال ضروری ہے۔

حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ جو بر ماں کے اسگل سے پہلے مغز اخروٹ اور سداب

ہ۴ کے ساتھ اس کا استعمال کرلیں تو زہر سے نجات ہوتی ہے۔اور نفع بھی پہنچتا ہے۔

حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک تھالی انجیر بطور ہدیہ پیش کی گئی آپ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ کھاؤ! اور خود آپ نے کھایا اور فرمایا اگر یہ کہوں کہ جنت سے کوئی پھل اترا ہے تو یہی وہ پھل ہوسکتا ہے کیونکہ جنت کے پھلوں میں گٹھلی نہ ہوگی اسے کھاؤ کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کرتی ہے۔نقرس ۵ کے لئے نفع بخش ہے اس حدیث کی صحت میں شبہ ہے۔

اس کا گودا بہت عمدہ ہوتا ہے گرم مزاج والوں کے اندر تشنگی پیدا کرتا ہے اور بلغم مالح سے پیدا ہونے والی تشنگی کو بجھاتا ہے مزمن کھانسی کے لئے مفید ہے پیشاب آور ہے اور جگر طحال کے سدوں کو کھولتا ہے گردے اور مثانہ کے لئے مفید ہے نہار منہ

اس کے استعمال کرنے سے مجاری غذا کھل جاتے ہیں بالخصوص جبکہ اس کا استعمال مغز وبادام واخروٹ کے ساتھ کیا جائے ثقیل غذاؤں کے ساتھ اس کا استعمال نہایت درجہ مضر ہے سفید شہتوت بھی اسی درجہ کا نافع ہے لیکن اس میں غذائیت اس سے کم ہوتی ہے اور معدہ کو نقصان بھی پہنچتا ہے۔

تلبینہ (حریرہ) اس کا بیان پہلے ہو چکا کہ یہ ایک قسم کا حریرہ ہے جو جو کے آٹے سے بنتا ہے اس کے فوائد کا بھی ذکر گذر چکا ہے کہ یہ اہل حجاز کے لئے اصل جو کے آمیزے سے بھی زیادہ نفع بخش ہے۔

۱۔ امام مسلم نے ۱۰/۲۰۴۳، ۲۰۴۴ میں کتاب الطب کے باب الدواء بالعجوۃ کے تحت اور امام مسلم نے ۲۰۴۷ میں کتاب الاشربتہ کے باب فضل تمر المدینہ کے تحت حدیث سعد ابن ابی وقاص سے اس کو بیان کیا ہے۔

۲۔ اس حدیث کو امام مسلمؒ نے ۲۰۴۶ میں نقل کیا ہے۔

۳۔ ملاحظہ کیجئے سنن ابوداؤد ۳۲۵۹ میں ترمذی ۱۵۳۱ میں اور جامع ۱۸۴ اور شمائل میں اور ابوداؤد ۳۸۷۳ میں اور ابن ماجہ ۳۴۴۳ میں دیکھئے۔

۴۔ سداب ایک سبز رنگ مائل بہ نیلگوں پودا ہے جس سے تیز خوشبو کی لپٹ نکلتی ہے اس کے پتے بیضوی شکل کے پر کی طرح نقطہ دار ہوتے ہیں ماہ جولائی اگست میں پھول کھلتے ہیں جو ستاروں کی شکل کے ہوتے ہیں۔ رنگ زرد مائل بہ سبز ہوتا ہے تفصیل کے لئے القد اوی بالاعشاب ص ۱۸۴ ملاحظہ کیجئے۔

۵۔ نقرس ایک مشہور بیماری ہے جو پیر کے چھوٹے جوڑوں میں ہوتی ہے۔ اس کی صورت ورم کی جوٹخنوں اور پیروں کی انگلیوں کی جوڑوں میں پیدا ہوتا ہے۔

حرف ثاء

ثلج (برف) صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ☆۱

اے اللہ میرے گناہوں کو پانی برف اور اولے سے تو دھولے۔

اس حدیث میں سمجھنے کا پیغام موجود ہے کہ بیماری کا علاج اپنی ضد سے کیا جاتا ہے چونکہ گناہوں میں حرارت اور سوزش ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا علاج اس کی مخالف چیز برف اولہ اور ٹھنڈا پانی ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ گرم پانی سے میل کچیل عمدہ طریقہ سے صاف کیا جاتا ہے کیونکہ ٹھنڈے پانی میں جسم کو سخت بنانے اور اس کو قوت بخشنے کی خاصیت ہے جو گرم پانی میں نہیں ہے اور گناہوں سے دو اثر مرتب ہوتے ہیں میل کچیل اور ڈھیلا پن اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ اس کا علاج ایسی چیز سے کیا جائے جو دل میں نظافت پیدا کرنے کے ساتھ ہی اسے مضبوط بھی کرے اسی لئے یہاں آب سرد اور برف کا ذکر کیا گیا تا کہ ان دونوں باتوں کی طرف رہنمائی ہو جائے۔

برف صحیح قول کی بنیاد پر بارد ہے اور جس نے اس کو گرم بتایا اس نے غلطی کی اور اس کو یہ شبہ ہوا کہ حیوان کی پیدائش ٹھنڈے پانی میں ہوئی ہے حالانکہ اس سے حرارت کا کیا واسطہ اس لئے کہ کیڑے تو ٹھنڈے پھلوں میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور سرکہ میں بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو کہ سرد ہوتا ہے اور اس کے استعمال کے بعد پیاس کا جو غلبہ ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹھنڈک سے حرارت بھڑکتی ہے اور خود اس میں ذاتی حرارت نہیں ہوتی برف معدہ اور اعصاب کے لئے مضر ہے اگر شدت حرارت کے باعث دانتوں میں درد ہو تو اس کے استعمال سے سکون حاصل ہو جاتا ہے۔

ثوم (لہسن) یہ پیاز کے انداز کا ہوتا ہے اور حدیث میں مذکور ہے کہ جو اسے کھانا چاہے اسے چاہئے کہ اس کو پکا کر اس کی بو ختم کر لے۔۲ آپ کے پاس بطور ہدیہ کھانا آیا جس میں لہسن تھا تو آپ نے اسے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو بھیج دیا ابو ایوب نے عرض کیا کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو اس کا ناپسند کرتے ہیں

اور میری طرف اسے بھیج کر کھانے کی دعوت دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اس ذات اقدس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔ ۳

اس کا مزاج چوتھے درجہ میں حار یابس ہے انسانی جسم میں اس سے بڑی گرمی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے استعمال سے خاصی خشکی پیدا ہوتی ہے۔ ٹھنڈے مزاج والوں کے لئے بہت نفع بخش ہے اسی طرح جس کا مزاج بلغمی ہو یا جس کو فالج لگنے کا خطرہ ہو یا نافع ہے منی کو خشک کرتا ہے سدوں کو کھولتا ہے غلیظ ریاح کو تحلیل کرتا ہے کھانا ہضم کرتا ہے۔ دست لاتا ہے پیشاب آور ہے کیڑے مکوڑوں کے ڈنک اور ہر طرح کے سر دردوں میں تریاق کا کام کرتا ہے اگر اس کو پیس کر سانپ کے کاٹے ہوئے یا بچھو کے ڈنک مارنے کی جگہ پر اس کا ضماد کر دیا جائے تو نفع دے گا۔ اور تمام زہر کو کھینچ لے گا یہ بدن کو گرم رکھتا ہے اور حرارت عزیزی کو بڑھاتا ہے۔ بلغم ختم کرتا ہے اپھارہ کو تحلیل کرتا ہے حلق کو صاف رکھتا ہے اور اکثر اجسام کے لئے محافظ صحت ہے پانی کے تغیر کے اثرات کو ختم کرتا ہے اور پرانی کھانسی کے لئے مفید ہے اس کو کچا اور پکا کر اور بھون کر استعمال کیا جاتا ہے ٹھنڈک لگنے کی وجہ سے سینے میں ہونے والے درد کے لئے نافع ہے حلق میں پھنسے جونک کو نکال پھینکتا ہے اگر اس کو پیس کر سرکہ نمک اور شہد کے ساتھ آمیز کر لے کھوکھلے داڑھ پر رکھا جائے تو اسے ریزہ ریزہ کر کے گرا دیتا ہے اور اگر داڑھ میں درد ہو تو درد کو ختم کرتا ہے اور اگر اس کا سفوف ۲ گرام شہد کے پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بلغم اور پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے اور بدن کے سفید داغ پر شہد کے ساتھ اس کو لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

لہسن کے نقصانات اس سے نقصان بھی ہوتا ہے درد سر پیدا کرتا ہے دماغ اور نگاہوں کو ضرر ہوتا ہے نگاہ اور قوت باہ کو کمزور کرتا ہے تشنگی پیدا کرتا ہے صفراء کو جوش میں لاتا ہے گندہ ذہنی پیدا کرتا ہے اور اگر اس کے کھانے کے بعد برگ سداب چبالیا جائے تو اس کی بدبو ختم ہو جاتی ہے۔

ثرید صحیح بخاری وصحیح مسلم میں آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ	عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں
كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ	پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے
الطَّعَامِ☆ ۴ے	جیسی ثرید کو تمام دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

ثرید اگر چہ مرکب ھوتی ہے جس کی ترکیب کے اجزاء روٹی اور گوشت ہوتے ہیں چنانچہ روٹی تمام غذا میں اعلیٰ ترین غذا ہے اور گوشت تمام سالنوں کا سردار ہے پھر جب دونوں کو ملا دیا جائے تو پھر اس کی فضیلت کا پوچھنا ہی کیا ہے۔

روٹی اور گوشت میں سے کون افضل ہے اس سلسلہ میں لوگوں کے خیالات مختلف ہیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ روٹی کی ضرورت بہت زیادہ پڑتی ہے اور وہ سب کے لئے یکساں طور پر مطلوب ہے اور گوشت افضل اور بہت عمدہ چیز ہے دوسری غذاؤں کے مقابل اس کو جوہر بدن سے زیادہ مناسبت ہے نیز یہ جنتیوں کا بھی کھانا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے تخاطب فرمایا جنھوں نے سبزی ککڑی' لہسن' دال اور پیاز کا مطالبہ کیا تھا اور من وسلویٰ سے گھبرا گئے تھے۔

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى	کیا تم لوگ اچھی چیز کے بدلے
بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ☆ (بقرہ:۶۱)	ادنیٰ چیز لینا چاہتے ہو۔

اکثر سلف نے فوم سے مراد گیہوں لیا ہے اس تقدیر کی بنیاد پر اس آیت کے اندر اس بات کی صراحت ہے کہ گوشت گیہوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۱ے اس حدیث کو امام مسلم نے ۵۹۸ میں کتاب المساجد کے باب مایقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ کے تحت نقل کیا ہے۔

۲۔ امام مسلم نے ۵۶۷ میں کتاب المساجد کے باب نھی من اکل ثو او بصلا کے تحت اور ابن ماجہ نے ۱۰۱۴ میں کتاب اقامتہ الصلوۃ کے تحت اور ۳۲۶۳ میں کتاب الاطعمتہ کے ذیل میں اورنسائی نے ۴۳/۲ میں امام احمد نے "مسند" ۱/۵۱، ۴۸، ۴۹ میں حدیث عمر بن خطاب سے اس کو بیان کیا ہے اور امام احمد نے اس کو ۱۹/۴ میں قرہ مزنی کی حدیث سے بایں الفاظ روایت کیا ہے۔" قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَا تَيْنِ الشَّجَرَ تَيْنِ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهَا فَلَايَقْرَ بَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ اٰكِلِيْهَا فَامِيْتُوْهُمَا طَبْخًا" انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے ان دونوں خبیث درختوں سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جو اسے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے نیز فرمایا کہ اگر اس کو کھانا ضروری ہو تو اس کو پکا کر کھاؤ دونوں درختوں سے مراد لہسن اور پیاز ہے علماء نے مساجد کے ساتھ عام مجالس جیسے عید گاہ، نماز جنازہ، اجتماع، ولیمہ کو بھی شامل کیا ہے اور لہسن پیاز کے ساتھ ہر اس چیز کو شامل کرلیا ہے جس میں ناگوار بو ہو جس سے لوگوں کو اذیت ہو اسی کے ساتھ بعض نے گندہ دہن کو بھی شامل کرلیا ہے اور ایسے مزدور پیشہ لوگوں کو بھی شامل کرلیا ہے جن کے بدن سے گندی بو آتی ہو یا ان کے کپڑے میل کچیل سے اٹے ہوں اسی طرح وباء زدہ اور متعدی امراض کے شکار لوگوں کو بھی اس فہرست میں شامل کرلیا۔

۳۔ امام بخاری نے ۲۸۲/۲، ۲۸۳ میں کتاب صفتہ الصلوۃ کے باب ما جاء فی الثوم النی والبصل کے تحت اور کتاب الاطعمتہ کے باب ما یکرہ من الثوم والبقول کے ذیل میں اور کتاب الاعتصام کے باب الاحکام التی تعرف بالدلائل کے تحت اس کو ذکر کیا ہے اور امام مسلم نے ۵۶۴ (۷۳) میں کتاب المساجد کے تحت حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے اس کو نقل کیا ہے اور امام مسلم نے ہی ۲۰۵۳ میں کتاب الاشربتہ کے تحت حدیث ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اس کی تخریج کی ہے۔

۴ـ امام بخاری نے صحیح بخاری ۷/۸۳ میں اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۴۴۶ میں ہر دو نے کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باب فی فضل عائشہ رضی اللہ عنہا کے تحت اس کو بیان کیا ہے۔

حرف جیم

جمار (کھجور کا گابھ) قلب النخل (درخت کھجور کے تنہ کا اندرونی نرم حصہ)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا:

قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ اِذْ اُتِیَ بِجُمَّارِ نَخْلَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرَۃِ شَجَرَۃً مِثْلَ الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَایَسْقُطُ وَرَقُھَا☆ـ۱	ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ صمع کھجور آپ کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جو مسلمان آدمی کی طرح ہے جس پر خزاں کبھی نہیں آتی اور اس کے پتے کبھی جھڑ کر نہیں گرتے۔

جمار کا مزاج پہلے درجہ میں بارد یابس ہے زخموں کو مندمل کرتا ہے نفث الدم میں نافع ہے دست کو روکتا ہے مرہ صفراء کے غلبہ کو ختم کرتا ہے ہیجان دم پیدا کرتا ہے کیموس ۲ کے لئے نفع بخش ہے اور نہ مضر بلکہ دونوں کے درمیان ہے معمولی طور پر تغذیہ بدن کرتا ہے دیر ہضم ہے اس کے درخت کا ہر حصہ مفید ہے اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد مومن سے اس کو تشبیہ دی اس لئے اس کے منافع بہت زیادہ اور اس کا خیر غیر معمولی ہے۔

جبن (پنیر) سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا۔

اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَۃٍ تَبُوْکَ فَدَعَا بِسِکِّیْنٍ وَسَمّٰی وَقَطَعَ ☆ ۳	غزوہ تبوک میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پنیر لایا گیا تو آپ نے چھری طلب کی اور بسم اللہ کر کے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے شام عراق میں اس کو کھایا بغیر نمک ملائے ہوئے تازہ پنیر معدہ کے لئے بہت مفید ہے بڑی آسانی سے اعضاء میں سرایت کرتا ہے۔ گوشت بڑھاتا ہے اور پاخانہ کو معتدل انداز میں نرم کرتا ہے نمکین پنیر میں تازہ کے مقابل کم غذائیت ہوتی ہے اور معدہ کے لئے بھی نقصان دہ ہوتا ہے آنتوں کو تکلیف دیتا ہے اور پرانا پنیر اور اسی طرح پکا ہوا پنیر قبض پیدا کرتا ہے زخموں کے لئے نافع ہے دست روکتا ہے اس کا مزاج بارد رطب ہے اگر اس کو بھون کر استعمال کیا جائے تو اس کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے اس لئے کہ آگ اسے معتدل کر کے اس کی اصلاح کر دیتی ہے اور اس کے جوہر کو زود ہضم بنا دیتی ہے اور اس کا ذائقہ اور خوشبو بنا دیتی ہے نمکین پرانا پنیر حار یابس ہوتا ہے اس کو بھوننے سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے اور اس کا جوہر زود ہضم ہو جاتا ہے اور اس کی تیزی ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لئے کہ آگ پر پکنے کے بعد اس کے گرم خشک اجزاء ختم ہو کر مناسب انداز میں باقی رہ جاتے ہیں اور نمکین پنیر لاغر کرتا ہے۔ اور مثانہ و گردہ میں پتھری پیدا کرتا ہے اور یہ معدہ کے لئے بھی مضر ہے اور اس کو ملطفات کے ساتھ آمیز کر کے استعمال کرنا تو اور زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ وہ اس سے معدہ کی جانب نفوذ کر جاتا ہے۔

۱ امام بخاری نے صحیح بخاری ۴۹۲/۹ میں کتاب الاطعمۃ باب اکل الجمار کے تحت اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۸۱۱ میں کتاب صفات المنافقین باب مثل النخلۃ کے تحت اس کو بیان کیا ہے۔

۲ اطبا کی اصطلاح میں کیموس اس حالت کو کہتے ہیں جس پر کھانا معدہ میں ہضم ہونے کے بعد اس سے منتقل ہونے سے پہلے رہتا ہے۔

۳ ابو داؤد نے سنن ابو داؤد ۳۸۱۹ میں کتاب الاطعمۃ کے باب فی اکل الجبن کے ذیل میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

حرف حاء

حناء (مہندی) اس کی فضیلت کا بیان پہلے گذر چکا ہے اور اس کے فوائد کا بھی ذکر کیا جا چکا ہے اس لئے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حبۃ السوداء۔ (شونیز کلونجی) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حدیث ابو سلمہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ	تم اس شونیز کو استعمال کیا کرو اس
فَاِنَّ فِيْهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ	لئے کہ اس میں موت کے علاوہ ہر
اِلَّا السَّامَ☆۱	بیماری کی شفاء موجود ہے۔

السّام۔ موت کو کہتے ہیں۔

حبۃ السوداء۔ زبان فارسی میں شونیز کو کہتے ہیں یہ زیرہ سیاہ ہے جسے ہندوستانی زیرہ بھی کہتے ہیں حربی نے حضرت حسن سے نقل کیا ہے کہ یہ رائی کا دانہ ہے ھروی نے بیان کیا ہے کہ یہ بن کا سبز رنگ کا پھل ہے حالانکہ یہ دونوں خیال محض خیال ہیں۔ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں صحیح بات یہی ہے کہ یہ شونیز (کلونجی) ہے۔

اس کے اندر بہت سے فوائد ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہر بیماری کا علاج فرمایا ہے اس کا مفہوم اس آیت میں بخوبی واضح ہو جاتا ہے ارشاد باری تعالی

ہے۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا☆ یعنی ہر چیز میں بربادی وغیرہ کی صلاحیت بحکم الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

(احقاب۔۲۵)

یہ تمام امراض باردہ میں نافع ہے اور عارضی طور پر امراض حاریابس میں بھی نفع بخش ہے تر بارد دواؤں کی قوتوں کو اس کی طرف تیزی سے لیجاتے ہیں۔اس لئے کہ اس میں نفوذ اور قوت سرایت بہت زیادہ ہوتی ہے۔اگر اس کا معمولی انداز میں ان دواؤں کا استعمال کیا جائے تو یہ باردہ نفوذ اور سرایت کر کے خاصا نفع بخش ہو جاتا ہے

۔

''قانون'' کے مصنف شیخ نے بصراحت تحریر کیا ہے کہ قرص کافور میں زعفران کی آمیزش سے تیزی آجاتی ہے۔کیونکہ زعفران میں قوت نافذہ غیر معمولی طور پر ہوتی ہے۔اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن کا ماہر اطباء جانتے ہیں اور امراض حارہ میں گرم دواؤں سے منفعت یہ کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔

کیونکہ بہتیری دواؤں میں اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے چنانچہ انزروت کے مرکبات آشوب چشم میں کام آتے ہیں۔اسی طرح شکر گرم ہونے کے باوجود آشوب چشم میں استعمال کی جاتی ہے۔حالانکہ آشوب چشم ورم حار ہے تمام اطباء اس پر متفق ہیں ایسے ہی خارش میں گندھک بہت زیادہ مفید ہے۔

شونیز کا مزاج تیسرے درجہ میں گرم خشک ہے اس کے استعمال سے اپھارہ ختم ہو جاتا ہے کدو دانے اس سے نکلتے ہیں برص اور میعادی ۔۲ بخار کے لئے نافع ہے۔اسی طرح بلغمی بخار کے لئے نفع بخش ہے سدے کھول دیتا ہے تحلیل ریاح کرتا ہے رطوبات معدہ کو خشک کرتا ہے اگر اس کو پیس کر شہد کے ساتھ معجون بنالیا جائے اور گرم پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو گردے اور مثانہ کی پتھری کو گلا کر نکال دیتا ہے اگر اس کو چند دن مسلسل استعمال کیا جائے تو پیشاب حیض لاتا ہے اور دودھ زیادہ پیدا

کرتا ہے۔ اور اگر اس کو سرکہ کے ساتھ گرم کر کے شکم پر ضماد کیا جائے تو کدو دانے کو مارتا ہے۔ اور اگر تازہ اندرئن کے رس کے ساتھ معجون یا جوشاندہ کے طور پر استعمال کریں تو پیٹ کے کیڑوں کو نکالنے میں زیادہ نفع بخش ہے معدہ کو جلاء دیتا ہے کیڑوں کی پیدائش کو روکتا ہے اور تحلیل ریاح کرتا ہے اور اگر اس کو باریک پیس کر کسی باریک کپڑے میں چھان لیں اور اس کو برابر سونگھیں تو نزلہ بارد کو ختم کرے گا۔

اس کا تیل بالخورہ کے لئے نفع بخش ہے مستوں اور بدن کے تل ۳ کی افزائش کو روکتا ہے اور اگر ۲۴/۱ گرام پانی کے ساتھ اس کو پی لیں تو دمہ اور ضیق نفس سے نجات مل جائے گی۔ اور اس کا ضماد بارد سر درد کے لئے مفید ہے اور اس کے سات دانے کسی عورت کے دودھ میں بھگو دیا جائے اور اس کو یرقان کے مریض کی ناک میں چڑھایا جائے تو اس سے پورا پورا فائدہ ہوتا ہے۔

اور اگر اس کو سرکہ میں ملا کر پکالیا جائے اور اس کی کلی کی جائے تو ٹھنڈک کی وجہ سے ہونے والے دانت کے درد میں مفید ہے اور اگر اس کے سفوف کو ناک میں چڑھایا جائے تو ابتداء آنکھ سے پانی گرنے میں مفید ہے اور اگر سرکہ میں ملا کر اس کا ضماد کیا جائے۔ تو گرمی ۴ دانے اور تر کھجلی کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے اور دائمی بلغمی ورموں کو تحلیل کرتا ہے اور سخت ورموں کو ختم کر دیتا ہے اور اگر اس کا تیل ناک میں چڑھایا جائے تو لقوہ کے لئے مفید ہے اور اگر اس کا تیل ۲۔۱ ۴ سے ۲۔۱ ۴ گرام تک استعمال کریں تو کیڑے مکوڑے کے ڈنک کے لئے نافع ہے اور اگر خوب باریک پیس کر گندہ بروزہ کے پھل کے تیل میں ملا کر اس کے دو تین قطرے کان میں ٹپکائیں تو ٹھنڈک کی وجہ سے ہونے والے کان کے درد کے لئے نافع ہے اسی طرح ریاح اور سدے کو دفع کرتا ہے۔

اگر اس کو بھون کر باریک پیس لیں اور روغن زیتون میں ملا کر اس کے تین یا چار قطرے ناک میں ڈالیں تو اس زکام کو جس میں بکثرت چھینک آتی ہے ختم کر دیتا

ہے اور اگر اس کو جلا کر روغن چنبیلی یا روغن مہندی میں ملا کر پنڈلی کے زخموں پر سرکہ سے دھونے کے بعد ملا جائے۔ تو بے حد مفید ہے اور اس سے زخم بھی مندمل ہو جائے گا اور اگر سرکہ کے ساتھ پیس کر برص جسم کے سیاہ داغ اور بھنسیا۔۵ داد پر ملا جائے۔ تو یہ بیماریاں جاتی رہیں گی اور اگر اس کو باریک پیس کر اس کا سفوف روزانہ دو درہم کے مقدار ٹھنڈے پانی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو باؤلے کتے کے کاٹے کے لئے بہت مفید ہے۔ اور وہ ہلاکت سے بچ جائیگا اور اس کے تیل کو ناک میں چڑھایا جائے تو فالج اور رعشہ۔۶ کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ اور ان کے مادے کو ختم کر دیتا ہے۔ اور اگر اس کا بخور کیا جائے تو کیڑے مکوڑے ختم ہو جاتے ہیں۔

اور اگر انزروت کو پانی میں گھول کر مقعد کے اندرونی حصہ پر مل دیا جائے پھر اس پر سفوف شونیز چھڑک دیا جائے تو یہ بواسیر کو ختم کرنے کے لئے اعلیٰ ترین اور بے حد مفید سفوف ثابت ہوگا۔ اس کے منافع ہمارے بیان سے بھی کہیں زیادہ ہیں اس کی خوراک دو درہم کی مقدار تک ہے بعض اطباء کا خیال ہے کہ اس کا زیادہ استعمال مضر اور مہلک ہے۔

حریر (ریشم) اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو خارش کے روکنے کے لئے اس کے استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس کا مزاج اور اس کے فوائد پہلے بیان ہو چکے ہیں اس کو دوبارہ یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

حرف (دانہ رشاد) ابو حنیفہ دینوری نے لکھا ہے کہ یہ وہی تخم ہے جس کو لوگ بطور دوا استعمال کرتے ہیں اور یہ ثفا ہے جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے اس کے پودے کو حرف کہتے ہیں اور عوام اسے تخم رشادے کہتے ہیں ابو عبید کا بیان ہے کہ ثفاء حرف کا ہی دوسرا نام ہے۔

وہ حدیث جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے اسے ابو عبیدہ وغیرہ نے

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاذَا فِی الْاَمَرَّیْنِ مِنَ الشِّفَاءِ؟ دو تلخ چیزوں میں کس قدر شفاء

اَلصَّبِرِ وَالثُّفَّاءِ☆ ہے صبر اور تخم رشاد میں۔

ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں اس کو بیان کیا ہے۔

اس کا مزاج تیسرے درجہ میں گرم خشک ہے یہ گرمی پیدا کرتا ہے پاخانہ نرم کرتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے اور کدو دانے کو نکالتا ہے ورم طحال کو تحلیل کرتا ہے۔ شہوت جماع کا محرک ہے تر خارش اور بھینسیا داد کو جڑ سے ختم کرتا اور اگر شہد کے ساتھ ملا کر اس کا ضماد کیا جائے تو ورم طحال کو تحلیل کرتا ہے۔ اور مہندی کے ساتھ جوشاندہ بنا کر پلائیں تو سینے کو مواد ردیہ سے صاف کرتا ہے اور اسی جوشاندہ کے پینے سے کیڑے مکوڑوں کے نیش سے بھی آرام ملتا ہے اور اگر کسی جگہ پر اس کا بخور کیا جائے تو کیڑے مکوڑے وہاں سے بھاگ جاتے ہیں بالوں کے گرنے کو روک دیتا ہے اور اگر جو کا آٹا اور سرکہ سے آمیز کر کے اس کا ضماد کیا جائے تو عرق النساء کے لئے مفید ہے اور اورام حارہ کو بالآخر تحلیل کر دیتا ہے۔

اور اگر پانی اور نمک کے ساتھ اس کو پھوڑوں پر ضماد کیا جائے تو اسے پکا دیتا ہے۔ اور تمام اعضاء کے استرخاء کو روکتا ہے قوت باہ بڑھاتا ہے کھانے کی خواہش پیدا کرتا ہے جوف کی سوجن دمہ اور صلابت طحال کے لئے بے حد مفید ہے پھیپھڑے کو صاف کرتا ہے۔ حیض آور ہے عرق النساء کے لئے نفع بخش ہے اور اگر اس کو پیا جائے یا اس کا حقنہ لگایا جائے تو سرین کے سرے کا درد ختم ہو جاتا ہے کیونکہ حقنہ سے فضولات ختم ہو جاتے ہیں اور سینے اور پھیپھڑے کے لیسدار بلغم کو ختم کر کے صاف کرتا ہے۔

اگر اس کا سفوف پانچ درہم کی مقدار گرم پانی سے استعمال کریں تو پاخانہ نرم کرتا ہے ریاح کو تحلیل کرتا ہے اور ٹھنڈک سے ہونے والے درد قولنج کو دور کرتا ہے اور

اگر اس کے سفوف کو پیا جائے تو برص کے لئے مفید ہے اور اگر اس کے سرکہ کے ساتھ ملا کر برص اور جسم کے سفید داغ پر ضماد کیا جائے تو دونوں کے لئے مفید ہے اور ٹھنڈک اور بلغم کی وجہ سے پیدا ہونے والے سر درد میں نافع ہے۔ اور اگر اس کو بھون کر پیا جائے تو پاخانہ بستہ کر دیتا ہے بالخصوص اس کا سفوف کئے بغیر استعمال تو اور زیادہ مفید ہے اس لئے کہ بھوننے کے بعد اس کا لیس دار مادہ تحلیل ہو جاتا ہے۔ اور اگر پانی میں پکا کر اس سے سر دھویا جائے تو سر کو میل کچیل اور لیس دار رطوبتوں سے صاف کرتا ہے۔

حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ اس کی قوت رائی کے دانے کی طرح ہے اسی لئے سرین کے درد میں جس کو عرق النساء کہتے ہیں اس کی سینکائی کرنا مفید ہے اسی طرح سر درد میں بھی نافع ہے اگر ان بیماریوں میں سے کسی ایک بیماری میں بھی گرم کرنے کی ضرورت پڑے تو یہ مفید ہے اسی طرح رائی کے تخم سے سینکائی کرنا بھی مفید ہے۔

اور کبھی دمہ کے مریضوں کی دواؤں میں بھی اس کو آمیز کیا جاتا ہے تاکہ اخلاط غلیظ کو پوری طرح ختم کر دے۔ جس طرح تخم رائی اس کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے لہٰذا یہ ہر طرح سے رائی کے تخم کے مشابہ اور برابر ہے۔

حلبة (میتھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت مکہ میں کی تو آپ نے فرمایا کہ کسی ماہر طبیب کو بلا لاؤ چنانچہ حارث بن کلدہ ۸ کو بلایا گیا اس نے ان کو دیکھ کر کہا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہے ان کے نسخہ میں میتھی کو تازہ عجوہ کھجور کے ساتھ جوش دیا جائے اور اسی کا حریرہ ان کو دیا جائے چنانچہ یہی کیا گیا تو یہ شفایاب ہو گئے۔

میتھی دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہے پانی میں جوش

سونے کے دام کے برابر اس کی قیمت دے کر اس کو خرید نے لگیں گے۔

....

۱۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ۱۲۱/۱۰ میں کتاب الطب کے باب الحبة السوداء کے تحت اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۲۱۵ میں کتاب السلام کے باب التداوی بالحبتہ السوداء کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۲۔ حمی الربع: ۔ایسے بخار کو کہتے ہیں جو چوتھے دن کی باری سے آتا ہے۔

۳۔ خیلان: ۔خال کی جمع ہے بدن کے تل کو کہتے ہیں یعنی ایسی سیاہ پھنسی جس کے اردگرد عموماً بال نکلتے ہیں رخسار کے تل پر اکثر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۴۔ ریتلاء: ۔ مکھی اور مکڑی کی طرح کے کیڑے مکوڑے اس کی جمع ریتلاوات آتی ہے۔

۵۔ حزاز ۔حاء کے فتحہ کے ساتھ جلد پر ہونے والی ایک بیماری ہے جس سے جلد چھل جاتی ہے اور چھلتی ہے وہ اس بھوسی کی طرح ہوتی ہے جو سر سے گرتی ہے چنانچہ بدن سے بھوسی چھوٹتی ہے اور خارش ہوتی ہے۔

۶۔ کزاز ۔غراب اور رمان کی طرح بولا جاتا ہے ایک بیماری ہے جو سخت سردی کے باعث اعصاب میں پیدا ہوتی ہے یا لرزہ کی بنا پر ہوتی ہے اس کو ٹٹنس کہتے ہیں۔

۷۔ ثفاء تخم رشاد کو کہتے ہیں۔

۸۔ یہ ثقفی خاندان کے طائف کا باشندہ ہے اس نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے دیکھے ایران کے علاقے کی طرف کوچ کیا اور وہیں کے اطباء سے فن طب حاصل کیا حافظ ابن حجر نے ''اصابہ'' میں اس کی سوانح لکھی ہے اور ابن ابو حاتم نے نقل کیا ہے کہ اس کا مسلمان ہونا صحیح نہیں ہے۔امام ابو داؤد نے ۳۸۷۵ میں صحیح سند کے ساتھ سعد سے روایت کی ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ میں بیمار پڑا تو رسول خداؐ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اپنے دل میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی آپ نے فرمایا کہ تم کو دل کی بیماری ہے قبیلہ بنو ثقیف کے طبیب حارث کو بلا کر اس سے علاج کراؤ کیونکہ وہ ایک ماہر طبیب ہے۔

۹؎ ایک درخت کی شاخیں پھیلی ہوئی اور موٹی ہوتی ہیں اور اس کی جڑیں باریک لمبی اور سرخ رنگ کی ہوتی ہیں جو رنگائی کے کام آتی ہیں اور بعض امراض کے علاج میں بھی مستعمل ہیں اس کو عروق الصباغین (رنگریزوں کی جڑیں) بھی کہتے ہیں۔

۱۰؎ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے علامہ شوکانی کی کتاب "الفوائد المجموعة" ص ۱۶۴ ص ۱۶۵ اور ملا علی قاری کی کتاب "الموضوع" ص ۱۱۷ اور مولف کی تالیف "المنار المنیف" ص ۵۴۔

حرف خاء

خبز (روٹی) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيمَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهَا كَمَا يَكْفَؤُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ☆۱	قیامت کے دن زمین ایک روٹی بن جائے گی جس کو اللہ تعالی اپنے ہاتھ سے جنتیوں کی مہمان نوازی کے لئے اوندھا کرے گا جیسا کہ کوئی سفر میں اپنا زادراہ اپنے ہاتھ سے نکال کر لیتا ہے۔

ابو داؤد نے اپنی سنن میں حدیث ابن عباس کو نقل کیا ہے انہوں نے بیان کیا۔

كَانَ اَحَبَّ الطَّعَامِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّرِيْدُ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيْدُ مِنَ الْحَيْسِ☆۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے مرغوب غذا روٹی سے بنی ہوئی ثرید اور گھی کھجور اور ستو سے تیار کی ہوئی ثرید تھی۔

ابو داؤد ہی نے اپنی سنن میں حدیث ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ابن عمر

رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔

قَالَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُ اَنَّ عِنْدِیْ خُبْزَۃً بَیْضَاءَ مِنْ بُرَّۃٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَۃً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَہُ فَجَاءَ بِہٖ فَقَالَ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ کَانَ ھٰذَا السَّمْنُ؟ فَقَالَ فِیْ عُکَّۃِ ضَبٍّ فَقَالَ اِرْفَعْہُ☆ ۳

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس گیہوں کی روٹی ہو جس میں گھی ملا ہوا ہو اور دودھ میں بھگوئی ہو قوم کا ایک شخص کھڑا ہوا اور جا کر ان چیزوں کو تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے دریافت کیا کہ گھی کس برتن میں تھا اس نے بتایا کہ گوہ کے ڈبے میں تھا آپ نے فرمایا کہ اسے اٹھا لے جاؤ۔

بیہقی نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو مرفوعاً بیان کیا ہے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اَکْرِمُوْا الْخُبْزَ وَمِنْ کَرَامَتِہٖ اَنْ لَایُنْتَظَرَبِہِ الْاِدَامُ☆ ۴

روٹی کا اعزاز کرو اس کا اکرام یہ ہے کہ اس کے ساتھ شوربے کا انتظار نہ کیا جائے۔

یہ حدیث موقوف ہونے کے زیادہ مشابہ ہے اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے۔اور نہ اس کے ماقبل کے مرفوع ہونے کے صحیح ہے۔

اسی طرح روٹی کو چھری سے کاٹنے کی ممانعت جس حدیث میں آئی ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ملتا ہے بلکہ یہ روایت تو چھری سے گوشت کاٹنے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے اور یہ بھی صحیح نہیں

ہے۔

بیہقی نے مزید بیان کیا کہ جب میں نے ابومعشر کی اس حدیث کے بارے میں احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا۔

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقْطَعُوْا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِ الْاَعَاجِمِ ☆۵	ھشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے عائشہؓ سے اور انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کہ گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے۔

تو امام احمد نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور نہ یہ محدثین کے نزدیک معروف ہے نیز یہ حدیث حضرت عمرو بن امیہ اور حدیث مغیرۃ کے بھی خلاف ہے حدیث عمرو بن امیہ یوں مروی ہے۔

كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ ☆۶	کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکری کا گوشت چھری سے کاٹتے تھے۔

اور حدیث مغیرہ میں مذکور ہے۔

اِنَّهٗ لَمَّا اَضَافَهٗ اَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِیَ ثُمَّ اَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحْتَزُّ ☆۷	کہ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مہمان بنایا تو آپ نے پہلو کو بھوننے کا حکم دیا پھر چھری لے کر آپ اس کو کاٹنے لگے۔

....

۱۔ بخاری نے ۱۱/۳۲۱، ۳۲۲ میں کتاب الرقاق باب یقبض اللہ الارض یوم القیمتہ کے تحت اور مسلم نے ۲۷۹۲ میں کتاب صفات المنافقین کے باب اہل الجنتہ کے ذیل میں حضرت ابو سعید خدری کی اس کو نقل کیا ہے۔

۲۔ ابو داؤد نے ۳۷۸۳ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں ضعیف اور مجہول راوی ہے ابو داؤد نے بیان کیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

۳۔ ابو داؤد نے ۳۸۷۸ میں کتاب الاطعمتہ کے باب الجمع بین لونین من الطعام کے تحت اور ابن ماجہ نے ۳۳۴۱ میں کتاب الاطعمتہ کے باب الخبز الملبق بالسمن کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے اس کی سند میں ایوب بن خوط متروک ہے جیسا کہ تقریب میں مذکور ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔

۴۔ حدیث صحیح نہیں ہے دیکھئے علامہ سخاوی کی کتاب "المقاصد الحسنہ" "الفواعد المجموعہ" ص ۱۶۱ ص ۱۶۲ تذکرہ الموضوعات ص ۱۳۴۔

۵۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے ۳۷۳۸ میں نقل کیا ہے ابو معشر ضعیف راوی ہے۔

۶۔ امام بخاری نے صحیح بخاری ۹/۴۷۶ میں کتاب الاطعمتہ کے باب قطع اللحم بالسکین کے تحت اور امام مسلم نے ۳۵۵ (۹۳) میں بایں طور روایت کیا ہے انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کاٹ رہے ہیں پھر نماز کے لئے جب بلایا گیا تو آپ چھری اور گوشت کا ٹکڑا رکھ کر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی وضو بھی نہیں کیا۔

۷۔ امام احمد بن حنبل نے ۲۵۲/۵، ۲۵۵ میں اور ابو داؤد نے ۱۸۸ میں اس کی تخریج کی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

فصل (۱۱۵)

مفید غذاؤں کا بیان

روٹی کی عمدہ اور اعلیٰ ترین قسم وہ ہے جو خمیری اور عمدہ گوندھی ہوئی ہو پھر تنور کی پکی ہوئی روٹی کا درجہ ہے اس کی اعلیٰ قسم تنور پر پکائی ہوئی روٹی پھر اس کے بعد بھوبھل

میں پکائی ہوئی روٹی ہے اور سب سے عمدہ روٹی تازہ گیہوں سے تیار کی جاتی ہے۔

غذا کے طور پر سب سے زیادہ مستعمل سفید گیہوں کی روٹی ہے یہ دیر ہضم ہوتی ہے کیونکہ اس میں بھوسی کی مقدار کم ہوتی ہے۔اس کے بعد میدہ کی روٹی اور پھر بن چھنے آٹے کی روٹی ہوتی ہے۔

اس کے کھانے کا بہترین وقت یہ ہے کہ روٹی جس دن پکائی جائے اسی دن کی شام کو کھائی جائے نرم روٹی سے تلیین پیدا ہوتی ہے بہتر تغذیہ ہوتا ہے اور شادابی پیدا ہوتی ہے مزید برآں ہضم ہو کر جلد ہی معدہ سے نیچے اتر جاتی ہے۔اور خشک روٹی اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

گیہوں کی روٹی کا مزاج دوسرے درجہ کے درمیان میں گرم ہے اور رطوبت و یبوست میں اعتدال کے قریب ہے اور یبوست کا مادہ اس میں آگ پر پکانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔جتنی زیادہ پختہ ہو گی اس میں اتنی ہی زیادہ خشکی ہو گی۔اور جتنی کم پختہ ہو گی اسی حساب سے اس میں رطوبت ہو گی۔

گیہوں کی روٹی میں غیر معمولی طور پر فربہ کرنے کی خاصیت موجود ہے اور سموسے سے اخلاط غلیظہ پیدا ہوتے ہیں اور روٹی کا چورا نفاخ ہے دیر ہضم ہے دودھ ملا کر بنائی ہوئی روٹی سے سدے پیدا ہوتے ہیں۔البتہ اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے۔اور دیر میں معدہ سے نیچے اترتی ہے۔

جو کی روٹی پہلے درجہ میں بارد یابس ہے۔اس میں گیہوں کی روٹی سے کم غذائیت ہوتی ہے۔

خل (سرکہ)

امام مسلم نے صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں سالن طلب فرمایا گھر کے لوگوں نے کہا کہ سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے آپ نے اسے منگوایا اور اس کو

کھانے لگے اور فرماتے رہے کہ بہترین سالن سرکہ ہے کیا ہی عمدہ سالن سرکہ ہے۔ ۱

سنن ابن ماجہ میں ام سعد رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ اَللّٰھُمَّ	سرکہ کیا ہی عمدہ سالن ہے اے اللہ
بَارِکْ فِی الْخَلِّ فَاِنَّہٗ کَانَ	سرکہ میں برکت عطا کر اس لئے
اِدَامَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ وَلَمْ	کہ مجھ سے پہلے یہ تمام انبیاء کا
یَفْتَقِرْ بَیْتٌ فِیْہِ الْخَلُّ ☆ ۲	سالن تھا اور جس گھر میں سرکہ ہو وہ گھر محتاج نہیں ہے۔

سرکہ حرارت و برودت سے مرکب ہے مگر برودت زیادہ ہوتی ہے وہ تیسرے درجہ میں خشک ہے اس میں قوت تجفیف غیر معمولی طور پر ہوتی ہے اور مواد ضروریہ کی سیلانی سے روکتا اور پاخانہ نرم کرتا ہے شراب سے بنا ہوا سرکہ ہیجان معدہ میں مفید ہے صفراء کو ختم کرتا ہے اور مہلک دواؤں کے ضرر کو دور کرتا ہے۔

اگر شکم میں دودھ اور خون جم جائیں تو ان کو تحلیل کرتا ہے طحال کے لئے نافع ہے معدہ کی صفائی کرتا ہے پاخانہ بستہ کرتا ہے۔ اور اگر کہیں ورم ہونے والا ہو تو اس کو روک دیتا ہے ہاضمہ کے لئے معاون ہے بلغم کا دشمن ہے کثیف غذاؤں کو زود ہضم بناتا ہے خون کو پتلا کرتا ہے۔

اگر اس میں نمک ملا کر پیا جائے تو مہلک سماروغ سے بچاتا ہے اور اگر ستو کے ساتھ کھایا جائے تو تالو کی جڑ سے چسپاں جونک کو نکالتا ہے۔ اور اگر گرم کر کے اس کی کلی کی جائے تو دانتوں کے درد کو ختم کرتا ہے اور مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔

انگلی کے سرے کے ورم کے لئے اس کا ضماد نافع ہے۔ اسی طرح پہلو کی پھنسی گرم ورم اور آتش زدگی کے لئے اس کا طلاء مفید ہے بھوک کی خواہش پیدا کرتا ہے معدہ کے لئے خوشگوار ہے جوانوں کے لیے عمدہ ہے موسم گرما میں گرم علاقوں کے

باشندوں کے لئے نفع بخش ہے۔

خلال (دانت صاف کرنے کا تنکا)

اس بارے میں دو حدیثیں مروی ہیں جو پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔ پہلی حدیث ابوایوب انصاری سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَاحَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ اِنَّہٗ لَیْسَ شَیْءٌ اَشَدَّ عَلَی الْمَلَکِ مِنْ بَقِیَّۃٍ تَبْقٰی فِی الْفَمِ مِنَ الطَّعَامِ☆[۳]

کھانے کے بعد خلال کرنے والوں کو مبارکبادی ہو کیونکہ کھانے کے پھنسے ہوئے حصے کی بدبو سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز فرشتوں پر گراں نہیں ہے۔

اس حدیث میں واصل بن سائب ایک راوی ہے جس کو امام بخاری اور علامہ رازی نے منکر الحدیث کہا ہے اور نسائی اور رازی نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔

دوسری حدیث ابن عباس سے مروی ہے اس کو عطاء نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھال اور آس سے خلال کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ ان سے جذام کی رگوں کو غذا ملتی ہے عبداللہ بن احمد نے بیان کیا کہ جب میں نے اپنے والد سے اس شیخ کے متعلق دریافت کیا جن سے صالح و حاظی جن کو محمد بن عبد الملک[۴] بھی کہا جاتا ہے۔ حدیث بیان کی تو میرے والد نے جواب دیا کہ میں نے محمد بن عبد الملک انصاری کو دیکھا ہے وہ ایک اندھا شخص تھا جو حدیث گھڑتا تھا اور جھوٹی روایت بیان کرتا تھا۔

بہرحال خلال مسوڑھوں اور دانتوں کے لئے مفید ہے ان دونوں کی اس سے حفاظت ہوتی ہے منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے سب سے بہتر خلال وہی ہوتا ہے۔ جو خلال کی لکڑیاں مثلاً درخت زیتون اور بید کی لکڑیوں سے بنایا گیا ہو نرکل ' آس ' ریحان اور

باذروج ۵ کی لکڑیوں سے خلال کرنا مضر ہے۔

۱۔ امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۰۵۲ میں کتاب الاشربتہ کے باب فضیلتہ الخل والتادم بہ کے تحت اس کو بیان کیا ہے۔

۲۔ ابن ماجہ نے ۳۳۱۸ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الائتدام بالخل کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۔ امام احمدؒ نے ۴۱۶/۵ میں اس کو نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں بھی ابوسورہ انصاری برادر ابوایوب ضعیف ہے دیکھئے ملاعلی احمدؒ قاری کی کتاب ''المضوع'' ص ۶۱۔

۴۔ میزان الاعتدال میں اس کی سوانح مذکور ہے اور مصنف نے عبد اللہ کا اپنے باپ سے سوال کرنے کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ لیط لطۃ کی جمع ہے نرکل کے چھلکے کو کہتے ہیں جو اس سے لپٹا رہتا ہے۔

۵۔ معتمد میں اسے حرک (جنگلی تلسی) بتایا گیا ہے۔ اور کہا کہ یہ ایک مشہور خوشبو ہے لیکن تفلیسی نے بیان کیا کہ یہ سبزی کی ایک قسم ہے۔

حرف دال

دہن (تیل)

ترمذی نے اپنی کتاب ''الشمائل'' میں انس ابن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت نقل کی ہے انسؓ نے بیان کیا۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَاسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَانَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ ☆ ۱	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے سر میں تیل لگاتے اور داڑھی میں شانہ کرتے تھے اور عمامہ کے نیچے باریک کپڑا رکھتے جو تیل سے تر ہوتا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا کپڑا کسی روغن فروش کا کپڑا ہے۔

تیل مسامات بدن کو بند کرتا ہے اور جلد سے ہونے والے تحلیل کو روکتا ہے گرم پانی سے غسل کرنے کے بعد اس کو استعمال کیا جائے تو بدن کو خوبصورت بناتا ہے۔ اور اس میں شادابی پیدا کرتا ہے اگر بالوں میں لگایا جائے تو انہیں جاذب نظر اور دراز کرتا ہے دانوں سے بدن کو محفوظ رکھتا ہے اور بدن پر آنے والی دوسری آفات کا بھی دفعیہ کرتا ہے۔

ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كُلُوْا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ ☆۲ روغن زیتون کھاؤ اور اسے لگاؤ۔

اس کا تفصیلی بیان انشاء اللہ بعد میں آئے گا۔

تیل گرم علاقوں مثلاً حجاز وغیرہ میں حفظان صحت اور اصلاح بدن کے لئے اعلیٰ اسباب میں سے ایک ہے اور ان علاقوں کے باشندوں کے لئے تیل کا استعمال ازحد ضروری ہے سرد علاقوں کے لوگوں کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی اس کا اتنا زیادہ استعمال کہ سر کو شرابور کر لیں آنکھ کے لئے مضر ہے۔

مفرد روغنوں میں سب سے زیادہ مفید روغن زیتون پھر گھی اور اس کے بعد روغن کنجد ہے۔

اور مرکب روغنوں میں سے بعض بارد رطب ہیں جیسے روغن بنفشہ جو سر درد حار میں مفید ہے اور جن کو نیند نہ آتی ہو ان کے لئے خواب آور ہے۔ دماغ کو تازگی بخشتا ہے درد آدھا سیسی سے حفاظت کرتا ہے۔ یبوست ختم کرتا ہے کھجلی میں اس کو لگایا جاتا ہے خشک کھجلی میں بے حد مفید ہے جوڑوں کی حرکت آسان کرتا ہے موسم گرما میں گرم مزاج والوں کے لئے مصلح ہے اس کے بارے میں دو موضوع اور باطل حدیثیں ہیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح نہیں ہے۔

پہلی حدیث یوں بیان کی گئی ہے روغن بنفشہ کی فضیلت تمام دوسرے روغنوں

پر ایسی ہی ہے جیسی میری فضیلت دنیا کے تمام لوگوں پر ہے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ روغن بنفشہ کی فضیلت تمام دوسرے روغنوں پر ایسی ہی ہے جیسی اسلام کی فضیلت دوسرے ادیان پر ہے۔[۳]

ان روغنوں میں بعض گرم تر ہوتے ہیں جیسے روغن بان۔[۴] یہ روغن اس کی کلی سے نہیں نکالا جاتا بلکہ اس کے سفید بیج سے جو کسی قدر مٹیالہ پستہ کے دانہ کی طرح ہوتا ہے نکالا جاتا ہے اس سے روغن کی بڑی مقدار نکلتی ہے اور اس میں دسوست بھی خاصی ہوتی ہے سخت اعصاب کے لئے مفید ہے اس کو نرم کرتا ہے سفید داغ جھنیپ کے لئے نافع ہے اور سیاہی زرد مائل جھائیں اور برص کو دور کرتا ہے غلیظ بلغم کے لئے مسہل ہے خشک تانتوں کو نرم کرتا ہے اور اعصاب کو گرم کرتا ہے۔

اس کے متعلق ایک گھڑی ہوئی باطل حدیث ہے جس کی کوئی اصل نہیں روغن بان کا استعمال کرو اس لئے کہ یہ عورتوں سے لطف اندوزی میں سب سے بڑھا ہوا ہے اس کے خاص فوائد یہ ہیں کہ یہ دانتوں کو جلا بخشتا ہے۔ اور اس کو جاذب نظر بناتا ہے میل کچیل سے اس کو صاف کرتا ہے جو شخص اس کو اپنے چہرے اور ہاتھ پیر پر ملے گا اس کو نہ تو پتھری ہوگی اور نہ آدھا سیسی کا درد ہوگا اور اگر اس کو کوکھ اور اعضاء تناسل اور اس کے ارد گرد لگایا جائے تو گردے کی برودت کے لئے نافع ہے اور سلس البول سے نجات ملے گی۔

---

۱ ترمذی نے "الشمائل" نمبر ۳۲ میں اس کو بیان کیا ہے۔ اس کی سند میں ربیع بن صبیح اور یزید رقاشی دو راوی ضعیف ہیں۔

۲۔ ترمذی نے ۱۸۵۳ میں کتاب الاطعمۃ کے تحت امام احمد نے ۳/۴۹۷ میں دارمی نے ۲/۲۰۲ میں حدیث اسید بن ثابت یا ابوسید انصاری سے روایت کیا ہے اس کی سند میں عطا شامی راوی ہی جس کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی ثقہ نہیں کہا لیکن اس کی شاہد ایک حدیث ہے جس کو ترمذی نے ۱۸۵۲ میں ابن ماجہ نے ۳۳۱۹ میں حاکم نے ۲/۱۲۲ میں حدیث عمرؓ سے روایت کیا ہے جس سے یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

۳۔ مولف کی تالیف المنار المنیف ۵۴ اور الفوائد المجموعۃ ص ۱۶۵، ۱۶۶ دیکھئے۔

۴۔ بان ایک قسم کا درخت ہے اس کے پتے بید کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں اس کے بیج سے خوشبو دار تیل نکالا جاتا ہے اس کا واحد بانۃ ہے اس کی درازی کے باعث قد کو اسی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

All rights reserved. ©2002-2006

حرف ذال

ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو چرائتہ)

صحیحین میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا۔

طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ بِذَرِيْرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ لِحِلِّهٖ وَاِحْرَامِهٖ☆۱

میں نے حجتہ الوداع کے موقعہ پر احرام باندھنے اور احرام کھولنے کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چرائتہ کی خوشبو لگائی۔

ذریرہ

اس کے منافع خاصیت کے بارے میں تفصیلی بحث گذر چکی ہے اس لئے ہم دوبارہ یہاں اس پر بحث نہ کریں گے۔

ذباب (مکھی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں یہ بات بیان کی جاتی

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ	لوگوں کو اپنی خواہش کی چیزیں
مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ	(خوبصورت) عورتیں اور بیٹے
وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ	اور چاندی سونے کے ڈھیر اور
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ	(بڑے خوبصورت) پلے ہوئے
الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ	گھوڑے اور چوپائے اور لہلہاتی
وَالْحَرْثِ ☆ (آل عمران۔ ۱۴)	کھیتیاں بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

اور صحیح بخاری صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَوْكَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادٍ مِّنْ	اگر انسان کے پاس سونے کی
ذَهْبٍ لَابْتَغٰى اِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ	ایک وادی ہو تو وہ دوسری وادی کا
كَانَ لَهٗ ثَانٍ لَابْتَغٰى اِلَيْهِ ثَالِثًا	خواہشمند نظر آئے گا اور اگر
وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا	دوسری وادی بھی حاصل ہو تو وہ
التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ	تیسری کا متمنی ہو گا۔ اور انسان کا
تَابَ ☆ ۴	شکم صرف مٹی ہی بھر سکے گی اور
	خدا ہر اس شخص کی توبہ قبول کرتا
	ہے جو توبہ کرے۔

قیامت کے دن مخلوق اور اس کی عظیم کامیابی کے درمیان سب سے بڑا رخنہ یہی سونا ہی ہو گا اسی کی وجہ سے خدا کی نافرمانی کی جاتی ہے اور یہی قطع رحمی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اسی کے باعث کشت وخون ریزیاں ہوتی ہیں اور حرام چیزیں حلال کر لی جاتی ہیں۔ حقوق سلب کر لئے جاتے ہیں لوگوں پر ظلم وستم ڈھایا جاتا ہے دنیا اور اس کی چند روزہ زندگی میں سونا ہی مرغوب چیز سمجھی جاتی ہے۔ اور آخرت اور جو کچھ آخرت میں خدا نے اپنے دوستوں کے لئے تیار کر رکھا ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں اسی کے

ذریعے کتنے حقوق تلف کیئے گئے اور اس کی جگہ باطل کو زندگی ملی اور کتنے ظالموں کی مدد کرکے مظلوموں پر ظلم و ستم ڈھایا گیا حریری نے اس سلسلہ میں کیا ہی عمدہ بات لکھی ہے ۵

تَبًّا لَہُ مِنْ خَادِعٍ مُمَاذِقٍ اَصْفَرَ ذِیْ وَجْھَیْنِ کَالْمُنَافِقِ

فریب کار اور منافق کی طرح طلائی دو رویہ کی طرف سبقت کرنے والے کے لئے تباہی و بربادی ہو۔

یَبْدُوْ بِوَصْفَیْنِ لِعَیْنِ الرَّامِقِ زِیْنَۃُ مَعْشُوْقٍ وَلَوْنُ عَاشِقٍ

دزدیدہ نگاہوں سے دیکھنے والے کے لئے اس میں دو وصف نظر آتا ہے معشوق کی زینت اور عاشق کا رنگ و روپ۔

وَحُبُّہُ عِنْدَ ذَوِی الْحَقَائِقِ یَدْعُوْ اِلٰی ارْتِکَابِ سُخْطِ الْخَالِقِ

حقیقت شناسوں کے نزدیک اس کی محبت خالق حقیقی کے غضب کی دعوت دیتی ہے۔

لَاہُ لَمْ تُقْطَعْ یَمِیْنُ سَارِقٍ وَلَا بَدَتْ مَظْلِمَۃٌ مِنْ فَاسِقٍ

اگر سونا نہ ہوتا تو کسی چور کا دایاں ہاتھ نہ کاٹا جاتا اور نہ کسی فاسق کو ظلم و سرکشی کی ضرورت پڑتی۔

وَلَا اشْمَأَزَّ بَاخِلٌ مِنْ طَارِقٍ وَلَا اشْتَکَی الْمَمْطُوْلُ مَطْلَ الْعَائِقِ

اور نہ کوئی بخیل کسی مہمان کی آمد پر تیوریاں چڑھاتا اور نہ کسی دریوزہ گر کو ٹال مٹول کرنے والے سے کوئی شکایت ہوتی۔

وَلَا اسْتُعِیْذَ مِنْ حَسُوْدٍ وَشَرُّمَا فِیْہِ مِنَ الْخَلَائِقِ رَاشِقٍ

اور نہ کسی تیز نظر حاسد سے پناہ طلب کی جاتی اور نہ اس شر سے پناہ مانگی جاتی جو

انسانوں میں موجود ہے۔

اَنْ لَیْسَ یُغْنِیْ عَنْکَ فِی الْمَضَایِقِ
اِلَّا اِذَا فَرَّ فِرَارَ الْآبِقِ

تنگیوں اور پریشانیوں میں بھی تجھ کو اس سے مفر نہیں مگر جب اس سے انسان بھاگ نکلے۔

---

۱ امام بخاری نے ۱۰/۳۱۳ میں کتاب اللباس کے باب الذریرۃ کے تحت اور امام مسلم نے ۱۱/۱۹ میں کتاب الحج باب الطیب للمحرم عند الاحرام کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۲ یہ حدیث صحیح ہے اس کو ابوداؤد نے ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴ میں کتاب الخاتم باب ماجاء فی ربط الاسنان کے تحت اور ترمذی نے ۱۷۷۰ میں کتاب اللباس باب ماجاء فی شد الاسنان کے تحت اور نسائی نے ۸/۱۶۳، ۱۶۴ میں کتاب الزینۃ من اصیب انفہ ھل یتخذ انفا من ذھب کے ذیل میں اور امام احمد نے ۵/۲۳ میں اس کو بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن کہا اور ابن حبان نے ۱۴۶۶ میں صحیح کہا ہے اس باب میں بہت سی مرفوع موقوف احادیث مروی ہیں جن کو حافظ زیلعی نے ''نصب الرایۃ'' ۴/۲۳۷، ۲۳۸ میں تحریر کیا ہے۔

۳ ترمذی نے ۱۶۹۰ میں کتاب الجہاد باب ماجاء فی السیوف وحلیتھا کے تحت اور ''الشمائل'' ۱۰۱ میں اس کو روایت کیا ہے اس کی سند میں ھود بن عبد اللہ بن سعد ایک راوی ہے جس کو صرف ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اس کے باقی راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

۴ امام بخاری نے ۱۱/۲۱۶، ۲۱۸ میں کتاب الرقاق باب ما یتقی من فتنۃ المال کے تحت اور امام مسلم نے ۱۰۴۸ اور ۱۰۴۹ میں کتاب الزکوۃ باب لو کان لابن ادم وادیان لابتغی ثالثا کے تحت حدیث انس بن مالک عبد اللہ بن عباس سے اس کو بیان کیا ہے۔

۵ یہ ابومحمد قاسم بن علی بن محمد بن عثمان حریری بصری ہیں یہ مقامات حریری کے مصنف ہیں جس میں مکمل حصہ دیا گیا ہے اس کتاب میں لغات عرب میں فصاحت وبلاغت عربی مثالیں اور زبان عرب کے اسرار ورموز کو بیان کر دیا گیا ہے اس کی وفات ۵۱۶ھ میں ہوئی اور مذکورہ ابیات تیسرے مقامہ دیناریہ ص ۲۹،۳۰ سے ماخوذ ہیں اس کی سوانح کے لئے دیکھئے وفیات ''۴/۶۴،۶۸۔

حرف راء

رطب (تازہ کھجور)

قرآن میں خدا نے مریم علیہا السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ☆ (مریم۔۲۵،۲۶)

اور کھجور کے درخت کو اپنی طرف ہلاوہ تجھ پر تروتازہ کھجوریں گرائے گا پھر اسے کھاؤ اور پانی پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ککڑی تر کھجور کے ساتھ کھا رہے ہیں ۱

اور سنن ابو داؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے پھر نماز مغرب پڑھتے اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو چھوہاروں سے افطار فرماتے اگر چھوہارے بھی میسر نہ ہوتے تو چند گھونٹ پانی پی کر افطار کر لیتے ۲

تازہ کھجور کا مزاج پانی کی طرح گرم تر ہے بارد معدوں کو تقویت دیتی ہے اور اس کے عین موافق ہے قوت باہ میں اضافہ کرتی ہے جسم کو شاداب بناتی ہے سرد مزاج کے لوگوں کو یہ راس آتی ہے اور کثیر الغذاء ہونے کی وجہ سے خاصی غذائیت دیتی

ہے۔

اہل مدینہ اوران جیسے دوسرے ان ممالک کے لئے جہاں کھجور پھل شمار کی جاتی ہے سب سے اعلیٰ ترین پھل ہے بدن کے لئے انتہائی نفع بخش ہے اگر کوئی اس کا عادی نہ ہو وہ بکثرت استعمال کرے تو اس کے بدن میں بہت تیزی سے تعفن پیدا کرتی ہے اوراس سے خراب خون پیدا ہوتا ہے اس کے بکثرت استعمال سے سر درد پیدا ہوتا ہے اور سوداء میں اضافہ ہوتا ہے۔دانتوں کو نقصان پہنچاتی ہے اس کی اصلاح سکنجبین وغیرہ سے کی جاتی ہے۔

تازہ کھجور چھوہارہ یا پانی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ افطار کرنے میں بہت لطیف حکمت مضمر ہے اس لئے کہ روزہ کی وجہ سے معدہ غذا سے خالی ہو جاتا ہے اب جگر کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں رہ جاتی جس کو وہ جذب کر کے قوی اور اعضاء کو بدل ما تحلل کے طور پر دے۔اور شیریں چیز جگر کو بہت زیادہ مرغوب ہے اس لئے جگر کی طرف بہت جلد سرایت کر جاتی ہے اور اگر تازہ کھجور ہے تو جگر اسے اور زیادہ بڑھ کر قبول کرتا ہے چنانچہ اس سے قوی اور جگر دونوں ہی کو قوت ملتی ہے اگر کھجور نہ ہو تو چھوہارہ اپنی شیرینی اور غذائیت کے لحاظ سے بہتر ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو چند گھونٹ پانی ہی معدہ کی لپٹ اور روزہ کی گرمی کو بجھا دیتا ہے پھر اس کے بعد کھانے کی خواہش ابھرتی ہے اور پوری رغبت سے کھانا کھایا جاتا ہے۔

ریحان (خوشبو)

اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے فرمایا۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِيْمٍ ☆ (واقعہ۔۸۸،۸۹)

چنانچہ اگر وہ مقرب بندوں میں سے ہے تو عیش و آرام خوشبو اور نعمتوں کا باغ ہے۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّیْحَانُ☆(رحمٰن۔۱۲)

بھوسی والے دانے ہیں اور خوشبو ہے۔

صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔

مَنْ عُرِضَ عَلَیْهِ رَیْحَانٌ فَلَایَرُدَّهُ فَاِنَّهُ خَفِیْفُ الْمَحْمَلِ طَیِّبُ الرَّائِحَةِ☆ ۳

جس کو خوشبو پیش کی جائے اسے واپس نہ کرے اس لئے کہ یہ ہلکی ہوتی ہے اور خوشبو عمدہ بھی ہوتی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔

اَلَا مُشَمِّرٌ لِلْجَنَّةِ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَاخَطَرَلَهَا هِیَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ نُوْرٌیَتَلَأْ وَرَیْحَانَةٌ تَهْتَزُّ وَتَصْرٌ مَشِیْدٌ وَنَهْرٌ مُطَّرِدٌ وَثَمَرَةٌ نَضِیْجَةٌ وَزَوْجَةٌ حَسْنَاءُ جَمِیْلَةٌ وَحُلَلٌ کَثِیْرَةٌ فِی مَقَامٍ اَبَدًا فِی حَبْرَةٍ وَّنَضْرَةٍ فِیْ دُوْرٍ عَالِیَةٍ سَلِیْمَةٍ بَهِیَّةٍ قَالُوْا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْمُشَمِّرُوْنَ لَهَا قَالَ قُوْلُوْا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَالَ الْقَوْمُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ☆ ۴

کوئی ہے جو اپنے آپ کو جنت کے لئے تیار کرے اس لیے کہ جنت کے لئے کوئی خوف وخطر نہیں رب کعبہ کی قسم یہ جنت درخشاں نور متحرک خوشبو بلند وبالا محل بہتی نہر اور پختہ پھل ہے اور خوش سیرت حسین و جمیل بیوی طرح طرح کے ملبوسات ہمیشہ ہمیش کے لئے نعمتوں کے ڈھیر نگاہوں کی شادابی و شگفتگی اور بلند وبالا بارونق مکانات کا نام ہے صحابہ نے فوراً کہا ہاں اے رسول خدا ہم لوگ اس کے لئے تیار ہیں آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کہو چنانچہ تمام لوگوں نے انشاء اللہ کہا۔

ریحان

ہر عمدہ خوشگوار اور خوشبودار پودے کو کہتے ہیں ہر علاقہ کے لوگ اپنے لئے کوئی

نہ کوئی خوشبو خاص کر لیتے ہیں مغربی ممالک کے لوگ آس کی خوشبو پسند کرتے ہیں اسی کو عرب والے ریحان کے نام سے جانتے ہیں اور پسند کرتے ہیں۔ عراق اور شام کے باشندے پودینہ کی خوشبو پسند کرتے ہیں۔

اس کا مزاج درجہ اولیٰ میں سرد اور دوسرے درجہ میں خشک ہے اس کے باوجود یہ مرکب القوی ہے اس میں سرد جوہر ارضی زیادہ ہوتا ہے اس میں کسی قدر لطیف حرارت بھی ہوتی ہے جس سے مکمل تجفیف ہوتی ہے۔ اس کے اجزاء قریب القوۃ ہیں اور اس میں داخلی و خارجی انداز پر قوت حابسہ و قوت قابضہ دونوں یکساں طور پر ساتھ ساتھ پائی جاتی ہیں۔

اسہال صفراوی کو روکتا ہے گرم تر بخارات کے لئے دافع ہے اور اگر اس کو سونگھ لیا جائے تو غیر معمولی طور پر مفرح قلب ہے اس کے سونگھنے سے وباء دور ہوتی ہے اسی طرح اس کو گھر میں چھڑکنے سے بھی وباء دور ہو جاتی ہے۔ اور حالبین (وہ دو رگیں جن سے پیشاب گردہ سے مثانہ میں آتا ہے) میں پیدا ہونے والے ورم کے لئے نافع ہے اگر اس کا ضماد کیا جائے اور اگر اس کی کونپل کو پیس کر سرکہ میں آمیز کر کے سر پر ضماد کیا جائے تو نکسیر کو روکتا ہے اور اگر اس کے خشک پتوں کو پیس کر رستے زخموں پر چھڑکا جائے تو نفع ہوتا ہے کمزور اعضاء کو مضبوط بناتا ہے انگلی کے سرے کے ورم کے لئے نافع ہے اور اگر پھنسیوں اور ہاتھ پیر کے زخموں پر اس کو چھڑکا جائے تو زخم مندمل کرتا ہے۔ اور اگر بدن پر اس کی مالش کی جائے تو پسینہ روک دیتا ہے اور ردی رطوبات کو سکھا دیتا ہے۔ اور بغل کی گندگی کو ختم کرتا ہے۔ اور اگر اس کے جوشاندہ میں مریض کو بیٹھا دیں تو مقعد اور رحم کے پھوڑوں کے لئے نافع ہوتا ہے جوڑوں کے ڈھیلا پن کو ختم کرتا ہے۔ اور اگر ٹوٹی ہوئی ہڈیوں پر اس کو لگایا جائے تو اس پر گوشت نہ چڑھے گا اور اس کے لئے مفید ہوگا۔ سر کی بھوسی اور سر کے رستے زخموں کے لئے نافع ہے اور سر کی پھنسیوں کو ختم کرتا ہے گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے اور بالوں کو سیاہ کرتا

ہے اور اگر اس کے پتے کو پیس کر اس پر تھوڑا پانی بہایا جائے اور اس میں تھوڑا سا روغن گل یا روغن زیتون ملا کر اس کا ضماد رستے زخموں پہلو کی پھنسیوں بدن کے سرخ دانے اور ام حارہ پتی اور بواسیر پر کیا جائے تو ان سب کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔

اس کا تخم سینے اور پھیپھڑے میں آنے والے خون کو نکالنے میں نافع ہے معدہ کی صفائی کرتا ہے اس میں چونکہ جلا اور صفا کرنے کی قوت ہوتی ہے اس لئے سینہ اور پھیپھڑے کو ضرر نہیں پہنچاتا اس کی خاصیت یہ ہے کہ کھانسی کے ساتھی آنے والے دست (اسہال) کو روکتا ہے ایک انوکھی دوا ہے پیشاب آور ہے۔ مثانہ کی سوزش اور کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے نیز بچھو کے ڈنک میں بھی نفع بخش ہے اس کی جڑ سے خلال کرنا مضر ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ریحان فارسی جسے پودینہ کہتے ہیں صحیح قول کی بنیاد پر گرم ہے اس کو سونگھنا گرم سر درد کے لئے مفید ہے اگر مریض کے سر پر پانی کے چھینٹے دیئے جائیں اس میں برودت ورطوبت عارضی ہوتی ہے آخری درجہ میں بارد ہے اس کے تر اور خشک ہونے کے بارے میں دو قول منقول ہیں لیکن صحیح قول یہی ہے کہ یہ چاروں (رطوبت' برودت' حرارت یبوست) مزاج رکھتا ہے خواب آور ہے اس کا تخم صفراوی اسہال کو روکتا ہے مقوی قلب ہے تمام سوداوی بیماریوں میں نفع بخش ہے۔

رمان (انار) اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ☆	ان دونوں (جنتوں) میں پھل کھجوریں اور سیریں انار ہوں گے۔
(رحمٰن۔ ۶۸)	

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً و مرفوعاً روایت ہے۔

مَـامِـنْ رُمَّانٍ مِنْ رُمَّانِكُمْ هٰذَا	تمہارا یہ انار جہاں کہیں بھی ہے یہ
اِلَّا وَهُـوَ مُـلَـقَّـحٌ بِـحَبَّةٍ مِـنْ	جنت کے دانہ سے قلم لگا یا ہوا
رُمَّانِ الْجَنَّةِ☆۵	ہے۔

اس حدیث کا موقوف ہونا زیادہ قرین قیاس ہے حرب وغیرہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انار کو اس کے بیج کے باریک چھلکوں کے ساتھ کھاؤ اس لئے کہ یہ معدہ کی صفائی کرتا ہے۔

شریں انار حار رطب ہے معدہ کے لئے عمدہ اور مقوی ہے اس لئے کہ انار میں معمولی قبض ہوتا ہے حلق سینہ اور پھیپھڑے کے لئے نافع ہے کھانسی کے لئے مفید ہے اس کا رس پاخانہ نرم کرتا ہے اور بدن کو عمدہ انداز میں غذائیت دیتا ہے بہت جلد سرایت کرتا ہے اور تحلیل ہو جاتا ہے اس لئے کہ اس میں رقت اور لطافت پائی جاتی ہے معدہ میں معمولی حرارت اور ریاح بھی پیدا کرتا ہے اسی وجہ سے یہ قوت باہ کے لئے مقوی ہے بخار زدہ لوگوں کے لئے مناسب نہیں اس میں عجیب خاصیت پنہاں ہے اگر اس کو روٹی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو معدہ کی خرابی سے نجات دلاتا ہے۔

(ترش انار) بارد یابس ہوتا ہے معمولی قابض ہے سوزش معدہ کے لئے مفید ہے پیشاب آور ہے اس میں دوسری دواؤں کے بہ نسبت پیشاب لانے کی زیادہ صلاحیت موجود ہے صفراء کو سکون بخشتا ہے۔اسہال کو بند کرتا ہے قے کو روکتا ہے اور رطوبات ردیہ کو کم کر کے معتدل بناتا ہے۔

جگر کی حرارت کو بجھاتا ہے تمام اعضاء جسمانی کو تقویت پہنچاتا ہے صفراوی خفقان میں مفید ہے اور دل کی بہت سی دوسری بیماریوں میں نفع بخش ہے فم معدہ کے لئے نافع ہے مقوی معدہ ہے اور معدہ کے رطوبات ردیہ کو نکال پھینکتا ہے صفراء اور خون کی حرارت کو دور کرتا ہے۔

انار کے بیج کے باریک چھلکے کے ساتھ اس کا مشروب حاصل کیا جائے اور

اس میں تھوڑا سا شہد آمیز کر کے پکالیا جائے جب مرہم کی طرح ہو جائے تو آنکھوں میں سرمہ کی طرح لگایا جائے تو یہ آنکھ کی زردی کو ختم کرتا ہے۔ اور آنکھوں کو رطوبات غلیظہ سے صاف کرتا ہے اور اگر اس کو مسوڑھے پر لگایا جائے تو منہ آنے کی بیماری کے لئے مفید ہے اور اگر شیریں و ترش دونوں طرح کے انار کو اس کے چھلکے کے ساتھ نچوڑ کر استعمال کیا جائے تو دست لانے کے لئے مفید ہے اور صفراوی گندے رطوبات کو نیچے لانے میں غیر معمولی تاثیر رکھتا ہے سہ روزہ بخاروں میں نافع ہے۔

کھٹا میٹھا انار مزاج اور نفع دونوں کے اعتبار سے متوسط ہے یہ ترش انار کی لطافت کے زیادہ قریب ہے دانہ انار کو شہد میں آمیز کر کے اس کا طلا کرنا۔ انگلی کے سرے کی سوجن اور بڑے خبیث پھوڑوں کے لئے مفید ہے اور اس کے شگوفے زخموں کے لئے نافع ہیں۔

اطباء کا یہ قول مشہور ہے کہ جو انار بستانی کے تین شگوفے[6] ہر سال نگل لے تو اس کو پورے سال آشوب چشم سے نجات مل جائے گی۔

۱۔ امام بخاری نے صحیح بخاری ۹/۴۸۸ میں کتاب الاطعمۃ کے باب القثاء بالرطب کے تحت اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۰۴۳ میں کتاب الاشربۃ کے باب اکل القثاء بالرطب کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۲۔ ابوداؤد نے ۲۳۵۶ میں ترمذی نے ۶۹۶ میں اور امام احمد بن حنبل نے ۳/۱۶۴ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔

۳۔ اس حدیث کی تخریج ص ۴۸۰ پر گذر چکی ہے۔

۴۔ اس کو ابن ماجہ نے ۴۳۳۲ میں کتاب الزہد کے باب صفۃ الجنۃ کے تحت اور ابن حبان نے ۲۶۲۰ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں ضحاک معافری ایک راوی ہے جس کو صرف ابن حبان نے ثقہ قرار دیا اور اس کا استاذ سلیمان بن موسیٰ بھی اس کا ایک راوی ہے جس کے بارے میں ناقدین حدیث کے درمیان اختلاف ہے۔

۵ۓ اس کی سند میں محمد بن ولید بن ابان قلانسی راوی کذاب ہے حدیثیں گھڑ کر بیان کرتا تھا اور ذہبی نے ''میزان'' ۴/۵۹ میں اس حدیث کو اباطیل میں شمار کیا ہے۔

٦ۓ جلنار الرمان بستانی انار کی کلی اور شگوفہ کو کہتے ہیں بعض لوگوں نے اسے بندانار کہا ہے۔

حرف زاء

زیت (زیتون) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ☆ (نورـ۳۵)	وہ زیتون کے مبارک درخت (کے تیل) سے جلایا جاتا۔ جو نہ پورب کی جانب ہے اور نہ مغرب کی جانب بلکہ عین بیچوں بیچ ہے اس کا تیل (اتنا صاف ہوتا ہے) کہ خود بخود جلنے کو ہوتا ہے خواہ اسے آگ نہ چھوئے۔

ترمذی اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا۔

كُلُوْا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ☆ ۱ۓ	روغن زیتون کھاؤ اور اس کو لگاؤ اس لئے کہ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

اور بیہقی اور ابن ماجہ نے بھی عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

اِئْتَدِمُوْا بِالزَّيْتِ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ☆ ۲	روغن زیتون کو بطور سالن استعمال کرو اور اس کا روغن لگاؤ اس لئے کہ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے۔

زیتون پہلے درجہ میں رطب ہے۔ اس کو خشک کہنے والوں کی بات صحیح نہیں ہے اور روغن زیتون زیتون ہی کی طرح ہے۔ پختہ زیتون کا رس نہایت عمدہ اور بہتر ہوتا ہے اور نیم پختہ سے نکلنے والا تیل سرد خشک ہوتا ہے اور سرخ زیتون دونوں کے مابین متوسط ہوتا ہے سیاہ زیتون گرم کرنے والا ہوتا ہے اور اسی میں اعتدال کے ساتھ رطب ہوتا ہے ہر قسم کے زہر میں مفید ہے دست آور ہے پیٹ کے کیڑوں کو نکالتا ہے۔ پرانا روغن زیتون بہت زیادہ گرم کن اور محلل ہوتا ہے اور جو پانی کے ذریعہ نکالا جاتا ہے۔ اس میں حرارت کم ہوتی ہے۔ اور لطیف تر اور نفع بخش ہوتا ہے۔ اس کی تمام قسموں سے جلد میں نرمی اور ملائمت پیدا ہوتی ہے بالوں کی سفیدی کو روکتا ہے۔

زیتون کا نمکین پانی آتش زدہ مقام پر آبلے نہیں آنے دیتا اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے اور برگ زیتون بدن کے سرخ دانوں اور پہلو کی پھنسیوں گندے زخموں اور پتی کو روکتا ہے پسینہ بند کرتا ہے اس کے علاوہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

زبد (مکھن)

ابوداؤد نے اپنی سنن ابوداؤد میں بسر اسلمی کے دونوں بیٹوں سے روایت نقل کی ہے ان دونوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے یہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کی خدمت اقدس میں مکھن اور چھوہارہ پیش کیا آپ کو مکھن اور چھوہارہ بہت مرغوب تھا۔ ۳

مکھن کا مزاج گرم تر ہے اس میں بہت سے فوائد ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ یہ مادہ کا انضاج کر کے اس میں تحلیل کرتا ہے اور کانوں کے پہلوی حصہ میں اور

حالبین (دو رگیں جن سے پیشاب گردہ سے مثانہ میں اترتا ہے) میں پائے جانے والے ورموں کو دور کرتا ہے اور منہ کا ورم بھی ختم ہو جاتا ہے اور اس کو تنہا استعمال کرنے سے عورتوں اور بچوں کے جسم کے تمام ورم کو ختم کر دیتا ہے اور اگر اس کو چاٹا جائے تو پھیپھڑے سے پیدا ہونے والے خون کو خارج کرنے میں نافع ہے اور پھیپھڑے کو ورموں کو نضج کرتا ہے۔

یہ دست آور ہے۔ سخت اعصاب کو نرم کرتا ہے اور سوداء اور بلغم کے حرارت کی وجہ سے ہونے والے ورموں کی سختی وصلابت کو دور کرتا ہے۔ بدن کی خشکی کو ختم کرتا ہے۔ اور بچوں کو مسوڑھوں پر اس کو لگانے سے دانت نکلنے میں آسانی ہوتی ہے۔ خشکی اور ٹھنڈک کی وجہ سے ہونے والی کھانسی کے لئے مفید ہے۔ بالخورہ اور بدن کی خشونت کو ختم کرتا ہے پاخانہ نرم کرتا ہے۔ مگر بھوک کم کر دیتا ہے شیریں چیز مثلاً شہد اور چھوہارہ بدہضمی میں نافع ہے۔ چھوہارہ اور مکھن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ساتھ تناول فرمایا اس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے کہ اس سے ایک دوسرے کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

زبیب (کشمش)

اس کے متعلق دو احادیث مروی ہیں لیکن ان میں سے کوئی صحیح نہیں ہے۔ پہلی حدیث ہے۔

نِعْمَ الطَّعَامُ الزَّبِيْبُ يُطَيِّبُ النَّكْهَةَ وَيُذِيْبُ الْبَلْغَمَ ☆	کشمش کیا ہی عمدہ غذا ہے جو منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے۔ اور بلغم کو پگھلا کر خارج کرتی ہے۔

اور دوسری حدیث یوں مروی ہے۔

ہے جگر کو تازگی بخشتی ہے اور خصوصیت سے جگر کے لئے بے حد مفید ہے۔

حافظہ قوی کرنے کی بھی اس میں خوبی موجود ہے زہری کا قول ہے کہ جو شخص حدیث یاد کرنا چاہے اسے کشمش کھانا چاہیئے اور منصور عباسی اپنے دادا عبداللہ بن عباس کا مقولہ نقل کرتے ہوئے بیان کرتے تھے کہ کشمش کی گٹھلی بیماری ہے اور اس کا گودا دوا ہے۔

زنجبیل (سونٹھ)

اس کی تعریف میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا☆ (سورۃ الدھر ۱۷)

جنت میں انھیں ایسے پیالے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔

ابو نعیم نے اپنی کتاب ''الطب النبوی'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ روم کے بادشاہ نے سونٹھ کی ایک ٹوکری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بطور ہدیہ پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو ایک ایک ٹکڑا عنایت کیا اور مجھے بھی ایک ٹکڑا کھلا دیا۔

سونٹھ دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہے گرم کن ہے کھانا ہضم کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ اعتدال کے طور پر پاخانہ نرم کرتی ہے۔ ٹھنڈک اور رطوبت کی وجہ سے ہونے والے جگر کے سدوں میں نافع ہے اور اس کو کھانے اور بطور سرمہ استعمال کرنے سے رطوبت کے باعث پیدا ہونے والا آنکھوں کا دھندلا پن ختم ہو جاتا ہے۔ جماع کے لئے معاون ہے آنتوں اور معدہ میں پیدا ہونے والی ریاح غلیظ کو تحلیل کرتی ہے۔

بہر حال سونٹھ بارد معدہ اور بارد جگر دونوں کے لئے موزوں ہے اگر اس کو شکر کے ساتھ ملا کر دو درہم کی مقدار گرم پانی سے کھالی جائے تو لیس دار لعابی رطوبات کے

لئے مسہل ثابت ہوگی ان معجونوں میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ جو بلغم کو تحلیل کرنے اور اسے ختم کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

اور خوش ذائقہ سونٹھ گرم خشک ہے قوت جماع میں ہیجان پیدا کرتی ہے۔ منی زیادہ کرتی ہے معدہ ار جگر میں حرارت پیدا کرتی ہے کھانے کی خوش ذائقی بڑھاتی ہے اور بدن پر بلغم کے غلبہ کو ختم کرتی ہے۔ حافظہ زیادہ کرتی ہے جگر اور معدہ کی برودت کے لئے مناسب ہے اور پھل کھانے سے معدہ میں پیدا ہونے والی رطوبت کو ختم کرتی ہے۔ منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے ثقیل غذاؤں اور کھانوں کے ضرر کو دور کرتی ہے۔

۱؎ اس حدیث کی تخریج ص ۵۲۷ پر گذر چکی ہے اس کی سند عمدہ ہے۔

۲؎ عبد الرزاق نے "المصنف" ۱۹۵۶۸ میں ابن ماجہ نے ۳۳۱۹ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الزیت میں اس کو بیان کیا ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اس کو حاکم نے ۱۲۲/۴ میں صحیح لکھا ہے اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے ابن عباس کی حدیث اس کی شاہد ہے جس کو طبرانی نے "الاوسط" میں اور اسی طرح "المجمع" ۴۳/۵ میں نقل کیا ہے۔

۳؎ اس حدیث کو ابو داؤد نے ۳۸۴۷ میں اور ابن ماجہ نے ۳۳۳۴ میں بیان کیا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

حرف سین

سنا (ایک دست آور دوا)

سنا اور سنوت دونوں کا پہلے بیان ہو چکا ہے سنوت کے بارے میں سات اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ یہ شہد ہے دوسرا قول یہ کہ یہ گھی کے ڈبے کا وہ جھاگ ہے جو گھی کے اوپر سیاہ لکیروں کی شکل میں نظر آتا ہے تیسرا قول ہے کہ یہ زیرہ کی طرح کا ایک دانہ ہے البتہ یہ زیرہ نہیں ہے۔ چوتھا قول یہ کہ یہ زیرہ کرمانی ہے۔ پانچواں قول یہ کہ سویا ہے۔۱؎ چھٹا قول یہ کہ چھوہارہ ہے ساتواں قول یہ کہ یہ بادیان ہے۔

سفرجل (بہی)

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اسماعیل بن محمد طلحی کی حدیث کو نقل کیا ہے جس کو اسماعیل نے نقیب بن حاجب سے اور نقیب نے ابو سعید سے اور انہوں نے عبد الملک زبیری سے اور عبد الملک نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت طلحہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہاتھ میں ایک بہی تھی مجھے دیکھ کر آپ نے فرمایا آ جاؤ طلحہ اسے لے لو اس لئے کہ یہ دل کو تقویت پہنچاتی ہے۔ ۲

اسی حدیث کو نسائی نے دوسرے طریقہ سے بیان کیا ہے:

قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ جَمَاعَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَبِیَدِهٖ سَفَرْ جَلَةٌ یُقَلِّبُهَا فَلَمَّا جَلَسْتُ اِلَیْهِ دَحَا بِهَا اِلَیَّ ثُمَّ قَالَ دُوْنَکَهَا اَبَاذَرٍّ فَاِنَّهَا تَشُدُّ الْقَلْبَ وَتُطَیِّبُ النَّفْسَ وَتَذْهَبُ بِطَخَاءِ الصَّدْرِ ☆ ۳

طلحہ نے بیان کیا کہ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے آپ کے ہاتھ میں ایک بہی تھی جس کو آپ الٹ پلٹ کر رہے تھے جب میں آپ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ نے بہی میری طرف بڑھائی پھر فرمایا کہ ابو ذر اس کو لے لو اس لئے کہ یہ مقوی قلب ہے سانس کو خوشگوار کرتی ہے اور سینے کی گرانی دور کرتی ہے۔

بہی کے متعلق اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں لیکن یہ حدیث سب سے عمدہ ہے دوسری حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ بہی کا مزاج بارد یابس ہے اور ذائقہ کے اعتبار سے اس کا مزاج بھی بدلتا رہتا ہے مگر تمام بہی سرد اور قابض ہوتی ہیں۔ معدہ کے لئے موزوں ہیں شیریں بہی میں برودت و یبوست کم ہوتی ہے۔ اور زیادہ معتدل ہوتی ہے۔ اور ترش بہی میں قبض اور برودت و یبوست بہت زیادہ پائی جاتی ہے بہی کی ساری قسمیں تشنگی کو بجھاتی ہیں اور قے کو روکتی ہیں پیشاب آور ہے پاخانہ بستہ کرتی

ہے۔ آنتوں کے زخم کے لئے نافع ہے خون کی سیلانی ہیضہ اور متلی میں مفید ہے اگر اس کو کھانے کے بعد استعمال کیا جائے تو تبخیر سے روکتی ہے اور اس کی سوختہ شاخیں اور دھلے ہوئے پتے تو تیاء کی طرح فوائد رکھتے ہیں کھانے سے پہلے اس کو استعمال کرنے سے قبض ہوتا ہے اور کھانے کے بعد استعمال کرنے سے پاخانہ نرم کرتا ہے اور فضلات کو جلد خارج کرنے میں بے مثل ہے اس کا زیادہ استعمال اعصاب کے لئے مضر ہے قولنج پیدا کرتا ہے معدہ میں پیدا ہونے والی صفراء کی حرارت کو کم کرتا ہے۔

اگر اس کو بھون لیا جائے تو خشونت کم ہو جاتی ہے اور ہلکا بھی ہو جاتا ہے اور اگر اس کے بیچ میں گڈھا کر کے اس کا تخم نکال لیا جائے اور اس میں شہد ملا کر گوندھے ہوئے آٹے پر اس کو لیپ دیں پھر اس کو گرم بھوبھل پر سینک دیں تو بے حد مفید ثابت ہوگا۔

شہد کے ساتھ اس کو بھون کر یا پکا کر استعمال کرنا بہتر ہوتا ہے اس کا تخم حلق سانس کی نالی کی خشونت کو دور کرتا ہے اس کے علاوہ بہت سے دوسرے علاج میں بھی نافع ہے اس کا روغن پسینہ روکتا ہے معدہ کے لئے مقوی ہے اس کا مربہ معدہ اور جگر کو تقویت پہنچاتا ہے دل کو مضبوط کرتا اور سانسوں کو خوشگوار بناتا ہے۔

تجم الفواد کا معنی ہے دل کو راحت بخشتا ہے بعض لوگوں کا قول ہے کہ اس کا معنی ہے کہ وہ دل کو کھولتا ہے اور کشادہ کرتا ہے جمام الماء سے ماخوذ ہے یعنی بہت زیادہ پانی جو دور سے دور تک پھیلا ہوا ہو۔

طخاء یعنی گرانی دل کے لئے ایسی ہی ہوتی ہے جیسے آسمان کے لئے بدلی ہوتی ہے ابوعبیدہ کا قول ہے کہ طخاء گرانی اور بے ہوشی کا نام ہے چنانچہ کہا جاتا ہے مَا فِي السَّمَاءِ طَخَاءٌ یعنی آسمان میں بدلی اور تاریکی نہیں ہے۔

مسواک

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مرفوعاً حدیث مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ	اگر میری امت پر یہ بات شاق نہ
لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ	ہوتی تو میں یقیناً ان کو ہر نماز کے
کُلِّ صَلٰوۃٍ☆ ۴	وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اور صحیحین کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔ ۵

صحیح بخاری میں ایک مرفوع حدیث تعلیقاً مروی ہے آپ نے فرمایا کہ مسواک منہ کی صفائی اور خدا کی رضامندی ہے۔ ۶

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لے جاتے تو پہلے مسواک کرتے ۷

مسواک کے بارے میں بے شمار احادیث منقول ہیں اور بسند مرفوع ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی مسواک کی ۸ یہ بھی صحیح طور سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو بکثرت مسواک کرنے کی تعلیم دی ہے ۹

مسواک بنانے کے لئے سب سے عمدہ پیلو کی لکڑی ہے کسی نامعلوم درخت کی مسواک ہرگز استعمال نہ کی جائے ممکن ہے وہ زہریلی ہو اس کے استعمال میں اعتدال برتنا چاہئے اس لئے کہ اس کا بہت زیادہ استعمال کرنے سے دانتوں کی چمک دمک اور اس کی رونق ختم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ معدہ سے اٹھنے والے بخارات اور میل کچیل کو قبول کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اگر اعتدال کے ساتھ مسواک کا استعمال کیا جائے تو دانتوں میں چمک پیدا ہوتی ہے مسوڑھوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے زبان کی گرہ کھل جاتی ہے منہ کی بدبو ختم ہو جاتی ہے اور دماغ پاک صاف ہو جاتا ہے اور کھانے کی اشتہاہ پیدا ہوتی ہے۔

بہتر یہ ہے کہ مسواک عرق گلاب میں تر کر کے استعمال کی جائے سب سے عمدہ مسواک اخروٹ کی جڑ کی ہوتی ہے چنانچہ ''تیسیر'' کے مصنف کا بیان ہے کہ اطباء کا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص ہر پانچویں دن اخروٹ کی جڑ کی مسواک کرے تو اس سے تنقیہ دہن حواس کی صفائی اور تندی ذہنی پیدا ہو گی۔

مسواک کرنے میں بے شمار فوائد ہیں منہ کی بدبو دور کر کے منہ کو خوشگوار کرتی ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے بلغم ختم کرتی ہے نگاہوں کو جلا بخشتی ہے دانتوں کی زردی کو ختم کر کے صاف شفاف بناتی ہے۔ معدہ کو درست کرتی ہے آواز صاف کرتی ہے ہاضمہ کے لئے معاون ہے۔

کلام کے مجاری کو سہل بناتی ہے مسواک کرنے کے بعد پڑھنے ذکر و اذکار کرنے نیز ادائیگی نماز کے لئے انسان میں نشاط پیدا ہو جاتا ہے نیند کو زائل کرتی ہے خدا کی رضامندی کے حصول کا ایک اہم سبب ہے فرشتے پسند کرتے ہیں اور نیکیوں میں اس سے اضافہ ہوتا ہے۔

ہر وقت مسواک کرنا مستحب ہے مگر نماز وضو اور بیدار ہونے اور منہ کا ذائقہ بدلنے کے وقت زیادہ بہتر ہے چونکہ اس سلسلہ کی احادیث عام ہیں اس لئے روزہ دار اور بلا روزہ سب کے لئے ہمہ وقت مستحب ہے کیونکہ روزہ دار کو اس کی ضرورت ہوتی ہے نیز اس سے رضائے الٰہی بھی حاصل ہوتی ہے اور روزہ میں رضائے الٰہی عام حالات کے مقابل زیادہ مطلوب ہوتی ہے اس سے منہ کی صفائی ہوتی ہے اور روزہ دار کے لئے پاکیزگی افضل عمل ہے۔

سنن ابو داؤد میں عامر بن ربیعہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا۔

رَأيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّـمَ مَـالَا أُحْصِیَ يَسْتَاکُ وَهُوَ صَائِمٌ☆۱۰	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے۔

امام بخاری نے عبداللہ بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام مسواک کرتے تھے۔

اس پر لوگوں کا اجماع ہے کہ روزہ دار کلی کرے بعضوں نے اسے واجب قرار دیا ہے اور کچھ لوگ اسے مستحب کہتے ہیں اور کلی کرنا مسواک سے زیادہ اہم ہے اور گندہ دہنی اور ناگوار بدبو کے ساتھ قربت الٰہی کا حصول ممکن نہیں اور نہ اس کی تعبد کی جنس سے ہے اور حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ روزدار کے منہ کی بدبو قیامت کے دن خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوگی یہ صرف بندہ کو روزہ پر ابھارنے کے لئے ہے اس لئے نہیں کہ گندہ دہنی کو باقی رکھا جائے بلکہ روزہ دار کو تو دوسروں کے مقابل مسواک کی زیادہ ضرورت ہے۔

اور اس لئے بھی کہ رضائے الٰہی کا حصول تو روزہ دار کے منہ کی بدبو کو خوشگوار سمجھنے سے بہت زیادہ اہم ہے اور اس لئے بھی کہ آپ کو مسواک کرنا روزہ دار کے منہ کی بدبو کو باقی رکھنے سے زیادہ پسند تھا۔

مزید برآں یہ کہ مسواک کرنے سے روزہ دار کے منہ کی بو کی وہ خوشبو زائل نہیں ہوجاتی جو خدا کے نزدیک بروز قیامت مشک سے بھی زیادہ محبوب ہوگی۔ بلکہ روزہ دار قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگی یہی روزہ کی نشانی ہوگی اگرچہ روزہ دار نے مسواک کرکے اس کو زائل کرنے کی کوشش ہی کیوں نہ کی ہو مگر پھر بھی خوشبو برقرار رہے گی جیسے کہ جنگ کا زخمی شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو وہی ہوگا جو عام لوگوں

کے خون کا ہوتا ہے مگر اس کی خوشبو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی حالانکہ دنیا میں اس کے ازالہ کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی یہ خوشبو بہر حال برقرار رہے گی۔

اور دوسری بات یہ کہ بھوک کی وجہ سے ہونے والی منہ کی بدبو مسواک سے زائل نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ معدہ کے بالکل خالی ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور مسواک کرنے کے بعد بھی یہ سبب برقرار رہتا ہے البتہ اس کا اثر جاتا رہتا ہے جو دانتوں اور مسوڑھوں پر جما ہوا ہوتا ہے۔

پیغمبر خدا علیہ والسلام نے امت محمدیہ کو تعلیم دی کہ روزہ کی حالت میں کیا مستحب ہے اور کون سی چیز ناپسندیدہ ہے مسواک کو ناپسندیدہ چیز میں شمار نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ امت کے لوگ کر میری اقتداء کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کو مسواک کرنے کی ترغیب پوری شدومد کے ساتھ دلائی اور لوگ مشاہدہ کرتے تھے کہ آپ خود حالت روزہ میں متعدد بار مسواک کرتے تھے جن کا شمار مشکل ہوتا اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ امت کے لوگ میری اقتداء کریں گے اس لئے آپ نے کبھی بھی ان سے یہ نہیں فرمایا کہ زوال شمس کے بعد مسواک نہ کرو اور ضرورت کے ختم ہونے کے بعد کسی چیز کو بیان کرنا ممتنع ہے۔

سمن (گھی)

محمد بن جریر طبری نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت صہیب سے یہ حدیث مرفوعاً روایت کی ہے۔

عَلَيْكُمْ بِاَلْبَانِ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا	تم لوگ گائے کا دودھ استعمال کرو
شِفَاءٌ وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ	اس لئے کہ وہ شفا ہے اور اس کا
وَلُحُوْمُهَا دَاءٌ☆	گھی دوا ہے اور گوشت بیماری ہے

امام ترمذی نے اس حدیث کو احمد بن حسن سے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے احمد بن حسن نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن موسیٰ نسائی نے حدیث بیان کی ان سے

دفاع بن دغفل سدوسی نے بیان کیا اور انہوں نے عبدالحمید بن صیفی بن صہیب سے روایت کی اور انہوں نے اپنے والد سے اور ان کے والد نے ان کے دادا سے روایت بیان کی ہے لیکن اس حدیث کی سند صحیح اور ثابت نہیں ہے۔ ۱۱

گھی کا مزاج پہلے درجہ میں تر گرم ہے اس میں معمولی درجہ کی خاصیت جلاء ہے اور ایک قسم کی لطافت پائی جاتی ہے نرم و نازک بدن میں پیدا ہونے والے اورام کے لئے یہ دوا ہے مواد کو نضج کرنے اور نرم کرنے میں مکھن سے زیادہ قوت رکھتا ہے۔

حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ گھی سے کان کے اورام کا علاج میں نے کیا ہے اور ناک کے سرے کا ورم بھی اس سے دور ہوا۔ مسوڑھوں پر گھی ملنے سے دانت جلد ہی نکل آتے ہیں اور اگر شہد اور تلخ بادام کے ساتھ استعمال کریں تو سینے اور پھیپھڑے کو جلا بخشتا ہے اور لیسدار کیموس غلیظ کو بھی ختم کرتا ہے مگر اس سے معدہ کو وقتی طور پر نقصان پہنچتا ہے بالخصوص جبکہ مریض بلغمی مزاج کا ہو۔

گائے اور بھیڑ کا گھی شہد کے ساتھ استعمال کیا جائے تو سم قاتل سے نجات ملتی ہے اور سانپ کے ڈسے اور بچھو کے ڈنک مارنے میں نفع بخش ہوتا ہے ابن سنی نے اپنی کتاب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ گھی سے زیادہ شفا دینے والی مفید ترین دوا کوئی نہیں۔

سمک (مچھلی)

امام احمد بن حنبل نے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں عبداللہ بن عمر کی حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ	ہمارے لئے دو مردار اور دو خون
اَلسَّمَكُ وَالْجَرَادُ وَالْكَبِدُ	حلال کئے گئے مچھلی اور ٹڈی جگر
وَالطِّحَالُ ☆ ۱۲	اور طحال بستہ خون۔

مچھلی کی ہزاروں قسمیں ہیں ان میں سب سے بہتر مچھلی وہی ہوتی ہے جو

لذیذ ہواور اس کی بو خوشگوار ہو۔ اور اس کی مقدار اوسط درجہ کی ہو کھال باریک ہو اس کا گوشت نہ زیادہ سخت ہو اور نہ زیادہ خشک ہو اور ایسے شیریں پانی کی ہو جو سنگریزوں سے بہتا ہوا نکلے اور گھاس پھوس اس کی غذا ہو نہ کہ وہ گندگی کھانے والی ہو اور سب سے بہترین جگہ اس کی یہ ہے کہ بہتے دریا سے نکالی ہوئی ہو جوان دریاؤں کی چٹانی اور ریتیلی جگہوں میں پناہ لئے ہوئے ہوں۔ بہتے ہوئے شیریں پانی میں رہتی ہوں جن میں نہ کوئی گندگی ہو اور نہ کیچڑ ہو پانی میں بکثرت موجیں اور تھپیڑے ہوں اور یہ سورج اور ہوا کی زد پر ہو۔

سمندری مچھلیاں بہتر عمدہ پاکیزہ اور زود ہضم ہوتی ہیں اور تازہ مچھلی بارد رطب ہوتی ہے دیر ہضم ہوتی ہے اس سے بلغم کی کثرت ہوتی ہے۔ مگر دریائی اور نہر کی مچھلیاں اس سے مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ یہ بہتر اخلاط پیدا کرتی ہے بدن کو شادابی عطا کرتی ہیں منی میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور گرم مزاج لوگوں کی اس سے اصلاح ہوتی ہے۔

نمکین مچھلی میں سب سے عمدہ وہ مچھلی ہے جو ابھی جلد ہی نمک سود کی گئی ہو۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے اس پر نمک لگائے ہوئے جتنا وقت گذرے گا اسی قدر اس کی حرارت و یبوست بڑھتی جائے گی سلور مچھلی میں لزوجت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کو جری بھی کہتے ہیں۔ ان مچھلیوں کو یہود نہیں کھاتے تھے اگر اس کو تازہ کھالیا جائے تو پاخانہ نرم کرتی ہے اور اگر اس کو نمکین کر کے کچھ دنوں تک رکھ دیں پھر استعمال کریں تو سانس کی نالی کو صاف کرتی ہے آواز کو عمدہ بناتی ہے اور اگر اس کو پیس کر بیرونی طور پر اس کا ضماد کیا جائے تو آنول ۱۳ کو گراتی ہے۔ اور بدن کے گہرے حصوں سے فضولات کو خارج کرتی ہے اس لئے کہ اس میں قوت جاذبہ موجود ہے۔

نمک ملائی ہوئی جری مچھلی کے پانی میں آنتوں کے زخم کا مریض اگر بیماری کے شروع میں بیٹھا دیا جائے تو نجات ممکن ہے اس لئے کہ مواد مرض کو ظاہر بدن تک کھینچ کر نکالتی ہے۔ اور اگر اس کا حقنہ کیا جائے تو عرق النساء سے نجات ملتی ہے۔

مچھلی کا سب سے عمدہ حصہ وہ ہے جو دم کے قریب ہوتا ہے تازہ فربہ مچھلی کا گوشت اور چربی بدن کو تازگی بخشتی ہے چنانچہ صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے انہوں نے بیان کیا۔

بَعَثَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فِی ثَلاثَمِائَۃِ رَاکِبٍ
وَاَمِیْرُنَا اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ
الْجَرَّاحِ فَاَتَیْنَا السَّاحِلَ فَاَصَا
بَنَا جُوْعٌ شَدِیْدٌ حَتّٰی اَکَلْنَا
الْخَبَطَ فَاَلْقٰی لَنَا الْبَحْرُ حُوْتًا
یُقَالُ لَھَا عَنْبَرُ فَاَکَلْنَا مِنْہُ
نِصْفَ شَھْرٍ وَّاَتَّدَ مْنَا بِوَدَکِہٖ
حَتّٰی ثَابَتَ اَجْسَامُنَا فَاَخَذَ
اَبُوْ عُبَیْدَۃَ ضِلْعًا مِنْ اَضْلَاعِہٖ
وَحَمَلَ رَجُلًا عَلٰی بَعِیْرِہٖ
وَنَصَبَہٗ فَمَرَّتَحْتَہٗ ☆ ۱۴

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارے کمانڈر ابو عبیدہ بن جراح تھے جب ہم ساحل بحر تک پہنچے تو ہمیں شدید بھوک نے آ لیا اور اس بھوک میں ہم نے درختوں کے پتے جھاڑ کر کھائے اتفاق سے سمندر کی موجوں نے ایک عنبر نامی مچھلی پھینکی جس کو ہم نے ۱۵ دن تک کھایا اور اس کی چربی کا شوربہ بنایا جس سے ہمارے جسم فربہ ہو گئے حضرت ابوعبیدہ نے اس مچھلی کی ایک پسلی کو کھڑا کیا اور ایک شخص کو اونٹ پر سوار کر کے اس پسلی کی کمان کے نیچے سے گذارا تو اس کے نیچے سے وہ بآسانی گذر گیا۔

سلق (چقندر)

ترمذی اور ابوداؤد نے ام منذر سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا۔

دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ عَلِیٌّ وَلَنَا دَوَالٍ مُعَلَّقَۃٌ قَالَتْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاکُلُ وَ عَلِیٌّ مَعَہٗ یَاکُلُ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَہْ یَا عَلِیُّ فَاِنَّکَ نَاقِۃٌ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَھُمْ سِلْقًا وَشَعِیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ فَأَصِبْ مِنْ ھٰذَا فَاِنَّہٗ اَوْفَقُ لَکَ☆

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ہمارے یہاں لٹکتے ہوئے کھجوروں کے خوشے تھے ام منذر بیان کرتی ہیں کہ رسول خدا صلعم اور آپ کے ساتھ حضرت علی ان خوشوں سے کھجور کھانے لگے۔ پھر آپ نے حضرعلیؓ سے فرمایا کہ علی بس کرو۔ اس لئے کہ تم ابھی کمزور ہو بیماری سے اٹھے ہو ام منذر کا بیان ہے کہ میں نے ان کے لئے چقندر اور جو کا ڈش تیار کیا تو رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ علی اس ڈش کو کھاؤ اس لئے کہ یہ تیرے لئے مفید ترین ہے۔

یہ حدیث امام ترمذی کے نزدیک حسن غریب ہے۔ ۱۵؎

چقندر کا مزاج پہلے درجہ میں گرم خشک ہے بعضوں نے اسے رطب بتایا ہے اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ یبوست و رطوبت سے مرکب ہے۔ اس میں ہلکی برودت ہوتی ہے۔ یہ مواد کو تحلیل کرتا ہے اور سدے کھولتا ہے سیاہ چقندر میں قبض ہے بالخورہ' مہاسے' سر کی بھوسی اور بدن کے مسے کے لئے اس کا طلاء مفید ہے جوں کو ختم

کرتا ہے شہد کے ساتھ اس کا پانی آمیز کر کے بالخورہ پر طلاء کرنے سے فائدہ ہوتا ہے اور جگر اور طحال کے سدوں کو کھول دیتا ہے بہت زیادہ سیاہ چقندر پاخانہ بستہ کرتا ہے بالخصوص جبکہ اس کو مسور کی دال کے ساتھ استعمال کریں حالانکہ یہ دونوں ردی چیزیں ہیں اور سفید چقندر مسور کے ہمراہ پاخانہ نرم کرتا ہے۔ اور اسہال کے لئے اس کے پانی کا حقنہ دیا جاتا ہے اور درد قولنج میں مسالے اور تلخ چیزوں کے ساتھ اس کا استعمال مفید ہے البتہ غذائیت کم پائی جاتی ہے کیموس ردی پیدا کرتا ہے خون کو جلاتا ہے سرکہ اور رائی سے اس کی اصلاح ہوتی ہے اس کا زیادہ استعمال کرنے سے قبض اور اپھارہ ہوتا ہے۔

۱۔ شبت سبز پودوں کی قسم کا ایک پودا ہے جو شمر پودے کی طرح ہوتا ہے اس کے پھول زرد اور دانے لمبے سبز ہوتے ہیں اس کا شمار مصالحہ جات میں ہوتا ہے۔

۲۔ ابن ماجہ نے ۳۳۳۹ میں کتاب اما میر کے باب اکل الثمار کے تحت اس کو نقل کیا ہے اس کی سند میں نقیب بن حاجب ابو سعید اور عبد الملک زبیری تینوں مجہول راوی ہیں یہ حدیث دوسرے طرق سے بھی مروی ہے جن کو حاکم نے ۴/۲۱۱ میں روایت کیا ہے اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن حماد طلحی ایک راوی ہے جس کے بارے میں ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ منکر حدیث ہے اور ابن ماجہ حبان وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ قابل حجت نہیں۔

۳۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔

۴۔ امام بخاری نے ۲/۳۱۲ میں کتاب الجمعہ باب السواک یوم الجمعۃ کے تحت اور امام مسلم نے ۲۵۲ میں کتاب الطہارۃ باب السواک کے تحت اس کو حدیث ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے۔

۵۔ امام بخاری نے صحیح بخاری ۳۱۲ میں امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۵۲ میں اس کو نقل کیا ہے
۔

۶۔ اس کو بخاری نے ۴/ ۱۳۷ میں کتاب الصوم باب مسواک الرطب والیابس للصائم کے تحت حدیث عائشہ سے تعلیقاً روایت کیا ہے امام شافعی نے ۱/ ۲۷ میں اور امام احمد نے ۶/ ۴۷، ۶۲، ۱۲۴، ۱۴۶اور ۲۳۸ میں نسائی نے ۱/ ۱۰ میں اور دارمی نے ۱/ ۱۷۴ میں اس کو موصول قرار دیا ہے اس کی سند صحیح ہے ابن خزیمہ نے اور ابن حبان نے ۱۴۳ میں اس کو صحیح کہا ہے ابوبکر کی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے جس کو امام احمد نے ۱/ ۳، ۱۰ میں روایت کیا اور حدیث ابوامامہ اس کی شاہد ہے ابن ماجہ نے ۲۸۹ میں اس کو نقل کیا اور حدیث انس سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے جس کو ابونعیم نے ذکر کیا ہے اور حدیث ابن عباس بھی اس کی موید ہے جسے طبرانی نے ''الاوسط'' میں بیان کیا ہے۔

۷۔ امام مسلم نے ۲۵۳ میں حدیث عائشہ سے اس کو روایت کیا ہے۔

۸۔ امام بخاری نے ۸/ ۱۰۶ میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۹۔ امام بخاری نے ۲/ ۳۱۲ میں کتاب الجمعۃ باب السواک یوم الجمعۃ کے تحت حدیث انسؓ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۱۰۔ ابوداؤد نے ۲۳۶۴ میں کتاب الصوم باب السواک للصائم کے تحت اور امام احمد نے ۳/ ۴۴۵ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کی سند میں عاصم بن عبید اللہ ضعیف راوی ہے اس کو بخاری نے صیغہ مجہول کے ساتھ ۴/ ۱۳۶ میں تعلیقاً ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ دفاع بن دغفل ضعیف راوی ہے اور عبد الحمید صیفی لین ہے حاکم نے ۴/ ۴۰۴ میں حدیث ابن مسعود سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے حاکم ہی نے ۴/ ۱۹۷ میں یوں نقل کیا ہے۔ **ان اللہ تعالٰی لم ینزل داء الا انزل لہ شفاء الاالھوم فعلیکم بالبان البقر فانھا ترم من کل شجرۃ۔**

۱۲۔ امام احمد نے ۲۳۵۷ میں ابن ماجہ نے ۳۲۱۸، ۳۳۱۴ میں اور امام شافعی نے ۲/ ۴۲۵ دارقطنی نے ص ۵۳۹، ۵۴۰ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی اسناد کمزور ہے لیکن اس کو امام بیہقی نے ۱/ ۲۵۴ میں عبد اللہ بن عمر پر موقوف کر کے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے لفظی طور پر یہ حدیث موقوف ہے اور اور حکماً یہ مرفوع ہے۔

۱۳؎ شیمہ آنول یہ اس پتلی جھلی کو کہتے ہیں جس میں بچہ اپنی ماں کے شکم میں ملفوف ہوتا ہے اور پیدائش کے ساتھ یہ خارج ہوتی ہے۔

۱۴؎ بخاری نے ۹/۵۳۱ میں کتاب الصید والذبائح کے باب قول اللہ تعالیٰ "احل لکم صید البحر وطعامه" کے تحت اور امام مسلم نے ۱۹۵۳ میں کتاب الصید والذبائح باب اباحۃ میتۃ البحر کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۱۵؎ اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے۔

حرف شین

شونیز (کلونجی)

اس کا تفصیلی بیان حبۃ السوداء کے ذیل میں کیا جاچکا ہے۔

شبرم (ایک گھاس کا نام ہے)

ترمذی اور ابن ماجہ دونوں نے اپنی سنن میں اسماء بنت عمیس کی حدیث روایت کی ہے۔انہوں نے بیان کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاذَا كُنْتِ تَسْتَمْشِيْنَ؟ قَالَتْ بِالشُّبْرُمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ ☆۱؎	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس چیز سے دستلائی ہو! انھوں نے کہا کہ شبرم سے آپ نے فرمایا کہ یہ بہت گرم اور نقصان دہ ہے۔

شبرم کا درخت چھوٹا اور بڑا دونوں قسم کا ہوتا ہے آدمی کے قد کے برابر اس سے کچھ لمبا ہوتا ہے اس کی دوسرخ شاخیں ہوتی ہیں جس پر سفیدی چڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور شاخوں کے آخری حصے پر پتیوں کا جھرمٹ ہوتا ہے اس کی کلیاں چھوٹی زرد مائل بہ سفیدی ہوتی ہیں پھول جھڑ جاتے ہیں اور اس کی جگہ سلائی نما کونپلیں رہ جاتی ہیں۔جن میں بن کے پھل کی طرح چھوٹے تخم ہوتے ہیں یہ بیج سرخ رنگ کے

ہوتے ہیں ان میں رگیں ہوتی ہیں جن پر سرخ چھلکے ہوتے ہیں ان کو بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے اور شاخوں سے نکلنے والے دودھ بھی کام میں آتے ہیں۔

شبرم چوتھے درجہ میں گرم خشک ہے مسہل سوداء ہے کیموسات غلیظہ کو نکالتا ہے اسی طرح صفراء اور بلغم کے لئے بھی مسہل ہے درد پیدا کرتا ہے اور قے لاتا ہے اس کا بکثرت استعمال مہلک ہے بہتر ہے کہ اس کو استعمال سے پہلے چوبیس گھنٹے تازہ دودھ میں بھگو دیں اور دودھ کو دن میں دو یا تین مرتبہ بدلا جائے پھر اس کو دودھ سے نکال کر دھوپ میں خشک کیا جائے اور اس کے ساتھ گلاب اور کتیرا ۲ آمیز کرلیا جائے اور اس کو شہد کے پانی یا شیرہ انگور کے ہمراہ پیا جائے اس کی خوراک مریض کی قوت برداشت کے مطابق دو دانگ سے چار دانگ تک ہے حنین کے نزدیک شبرم کا دودھ نا قابل استعمال ہے اس کا کھانا پینا بالکل ممنوع ہے عطائی اطباء نے اس سے علاج کر کے بہت سے لوگوں کی جان لے لی ہیں۔

شعیر (جو)

ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔انہوں نے بیان کیا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ضیافت کے بارے میں جو انہوں نے اپنے مہمانوں کے سامنے رکھی تھی اس طرح بیان کیا ہے۔

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ☆ (ھود۔۶۹)

ابھی چند ہی لمحے گذرے تھے کہ وہ بھنا ہوا بچھڑے کا گوشت لائے۔

حنیذ گرم پتھر پر بھنے ہوئے گوشت کو کہتے ہیں۔

ترمذی میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت مذکور ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھنا ہوا پہلو پیش کیا آپ نے اسے تناول فرمایا پھر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو نہیں کیا ترمذی نے بیان کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔[4]

ترمذی میں ہی عبداللہ بن حارث سے حدیث مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔[5]

ترمذی میں ایک دوسری حدیث مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات مہمان ہوا آپ نے پہلو کو بھونے کا حکم دیا چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور پہلو بھون کر خدمت نبوی میں پیش کیا گیا تو آپ چھری لے کر میرے لئے ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگے اسی دوران حضرت بلال نماز کے لئے اذان دینے آگئے تو آپ نے چھری زمین پر رکھدی اور فرمایا تمہارے ہاتھ کام نہیں کرتے کاٹ کر کھاتے کیوں نہیں۔[6]

سب سے عمدہ بھنا ہوا گوشت یک سالہ بھیڑ کا ہوتا ہے پھر نوخیز بچھڑے کا جو خوب فربہ ہو اس کا مزاج حار رطب مائل بہ یبوست ہوتا ہے یہ سوداء خوب پیدا کرتا ہے یہ تندرست و توانا اور ریاضت کرنے والوں کی غذا ہے اس کو پکا کر کھانا زیادہ مفید ہے معدہ پر گرانی نہیں ہوتی اور یہ بھونے ہوئے اور مطجن گوشت سے زیادہ تر ہوتا ہے۔

دھوپ کی حرارت میں بھنا ہوا گوشت بہت زیادہ مضر ہوتا ہے اور انگاروں پر

بھنا ہوا گوشت شعلوں پر بھنے ہوئے سے بہتر ہوتا ہے اور انگاروں پر بھنے ہوئے گوشت کو حنیذ کہتے ہیں۔

شحم (چربی)

مسند میں حضرت انسؓ کی حدیث مروی ہے جس میں مذکور ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہؐ کی ضیافت کی اور آپ کی اس دعوت میں اس نے جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی چربی جس کا ذائقہ بدل گیا تھا پیش کیا۔ ۷

اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر کے دن ایک ڈول چربی لائی گئی اسے میں نے لے لیا اور کہا کہ بخدا اس میں سے کسی کو بھی کچھ نہ دوں گا یہ کہہ کر جب میں متوجہ ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے ہیں اور کچھ نہیں کہا۔ ۸

بہترین قسم کی چربی بالکل جوان جانور کی ہوتی ہے اس کا مزاج گرم تر ہے اس میں گھی سے کمتر رطوبت ہوتی ہے اسی لئے اگر گھی اور چربی کو ایک ساتھ پگھلایا جائے تو چربی بہت جلد جم جاتی ہے۔ یہ حلق کی خشونت کے لئے مفید ہے جسم کو ڈھیلا کرتی ہے۔ اور تعفن پیدا کرتی ہے نمکین لیموں سے اس کے ضرر کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح سونٹھ سے اس کی اصلاح ہوتی ہے بکری کی چربی زیادہ قابض ہوتی ہے۔ اور بکرے کی چربی بہت جلد تحلیل ہو جاتی ہے۔ آنتوں کے زخموں میں نافع ہے مینڈھے کی چربی ان میں سب سے زیادہ قوت بخش اور عمدہ ہوتی ہے۔ سحج ۹ اور پیچش کی مریضوں کو اس کی چربی کا حقنہ لگایا جاتا ہے۔

۱۔ اس حدیث کو ترمذی نے سنن ترمذی ۲۰۸۲ میں کتاب الطب کے تحت اور ابن ماجہ نے ۳۴۶۱ میں بیان کیا ہے لیکن اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۲۔ قاموس میں ہے کہ کیتراء ایک درخت سے نکلنے والی رطوبت ہے جو بیروت اور لبنان کے پہاڑوں پر پایا جاتا ہے۔

۳۔ ابن ماجہ نے ۳۴۴۵ میں کتاب الطب باب التلبینۃ کے تحت اور ترمذی نے ۲۰۴۰ میں کتاب الطب باب ما اطعم المریض کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے اور امام احمد نے ۶/ ۳۲ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں ام محمد والدہ بن صائب کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں قرار دیا اس کے بقیہ راوی ثقہ ہیں اس کے باوجود ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں بیان کیا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اس باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا بایں الفاظ روایت ہے "التلبینة مجمة لفواد المریض تذهب ببعض الحزن" یہ متفق علیہ حدیث ہے۔

۴۔ ترمذی نے ۱۸۳۰ میں کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی اکل الشواء کے تحت اور امام احمد نے ۶/ ۳۰۷ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔

۵۔ امام احمد نے ۴/ ۱۹۰، ۱۹۱ میں اس کو ذکر کیا ہے اس کی سند میں ابن لھیعۃ سیٔ الحفظ راوی ہے لیکن اس سے پہلے والی حدیث سے اس کی تائید ہو جاتی ہے۔

۶۔ امام احمد بن حنبل نے ۴/ ۲۵۲ میں اور ابوداؤد نے ۱۸۸ میں کتاب الطھارۃ باب فی ترک الوضوء مما مست النار کے تحت اس کو نقل کیا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۔ امام احمد نے ۳/ ۲۱۱، ۲۷۰ میں اس کو بیان کیا اس کی اسناد صحیح ہے اور امام بخاری نے ۴/ ۲۵۷ اور ۵/ ۹۹ میں ترمذی نے ۱۲۱۵ میں حضرت انس سے روایت کیا کہ وہ حضور کے پاس جو کی روٹی اور پگھلائی ہوئی چربی لے کر آئے۔

۸۔ امام بخاری نے ۶/ ۱۸۲ میں کتاب الجہاد باب ما یصیب من الطعام فی ارض الحرب کے تحت اور امام مسلم نے ۱۷۷۲ میں کتاب الجہاد کے باب جواز الاکل من الغنیمۃ من دار الحرب کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۹۔ سج پیٹ کی ایک بیماری ہے جس میں آنتوں کی دیواریں چھل جاتی ہیں اور "زحیر" پیچش کی بیماری کو کہتے ہیں۔

"حرف صاد"

صلوٰۃ (نماز)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ☆ (بقرۃ۔۴۵)

صبر اور نماز کے ساتھ (خدا سے) مدد طلب کرو بیشک یہ بہت بھاری ہے مگر اللہ سے ڈرنے والوں پرنہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ☆ (بقرۃ۔۱۵۳)

اے مومنو! صبر اور نماز کے ساتھ (خدا سے) مدد طلب کرو۔ بیشک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تیسری آیت میں ارشاد باری ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى☆ (طہ۔۱۳۲)

اپنے متعلقین کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس پر کار بند رہئے۔ ہم تم سے روزی کے طالب نہیں ہیں (بلکہ) ہم ہی تم کو روزی دیتے ہیں اور انجام خیر پرہیز گاری کے لئے ہے۔

سنن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ نماز کے لئے بیقرار ہو جاتے ہے۔

ہم نے اس سے پہلے ہی نماز کے ذریعہ تمام دردوں سے اس کے استحکام سے قبل ہی شفا حاصل کرنے کی بات پیش کی ہے۔

نماز میں رزق کو کھینچ لانے کی قوت ہے چہرہ کو تابانی بخشتی ہے سستی کو دور کرتی ہے نفس کے لئے فرحت بخش ہے۔ اعضاء جسمانی میں نشاط پیدا کرتی ہے قوتوں کے

لئے معاون ہے سینہ کھولتی ہے روح کو غذا دیتی ہے دل کو روشنی عطا کرتی ہے اور تحفظ نعمت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے برکت کو کھینچ کر لاتی ہے مصیبت کو دور کرنے کی اس میں تاثیر موجود ہے شیطان سے دور رحمٰن سے قریب کرنے والی ہے۔

الغرض نماز بدن اور دل دونوں کی صحت کی نگرانی وحفاظت کی عجیب وغریب تاثیر رکھتی ہے اور ان دونوں سے موادردیہ کو نکال پھینکتی ہے دنیا میں جتنے بھی لوگ کسی مشکل' بیماری' آفت' یا بلا کے شکار ہوتے ہیں ان میں نماز پڑھنے والے کا تناسب کم سے کمتر ہوتا ہے اور اس کی عاقبت ہر طرح سے محفوظ ومامون رہتی ہے۔

دنیاوی شرور کو روکنے میں بھی نماز کی تاثیر عجیب ہے بالخصوص جبکہ نماز اپنے انداز سے ادا کی جائے اور اس کا ظاہر وباطن بالکل درست ہو۔تو پھر دنیا وآخرت کے شرور کا دافع اور ان دونوں کے مصالح وفوائد کا لانے والا اس سے زیادہ کوئی نہیں ہو سکتا۔اس کا سبب یہ ہے۔کہ نماز خدا کے ساتھ ربط پیدا کرنے کا نام ہے اور خدا کے ساتھ بندے کا تعلق جتنا ہی استوار ہو گا اسی حساب سے بندے کے اوپر خیرات و حسنات اور عافیت وصحت سے اس کو نوازا جاتا ہے اور غنیمت وآسودگی عطا ہوتی ہے اور عیش وعشرت میسر ہوتی ہے۔اور مسرت وشادمانی کا ایک وافر حصہ ملتا ہے یہ ساری چیزیں اس کے پاس ہونگی اور اسی کی طرف ان کا رخ ہو گا۔

صبر

صبر نصف ایمان ہے۔ ۲ اس لئے کہ ایمان صبر اور شکر دو چیزوں سے مرکب ماہیت کا نام ہے جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے کہ ایمان دو برابر حصہ رکھتا ہے نصف حصہ صبر اور دوسرا نصف شکر ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ☆ (ابرھیم۔۵)	بیشک اس میں صبر کرنے والوں اور شکر گذاروں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

صبر کا ایمان میں وہی درجہ ہے جو پورے بدن میں سر کو حاصل ہے صبر کی تین قسمیں ہیں۔

فرائض خداوندی پر صبر کہ اس کو کسی طرح بھی ضائع نہ ہونے دے۔

خدا کی حرام کردہ اشیاء پر صبر کہ کبھی بھی اس کا ارتکاب نہ کرے۔

تیسری قسم قضائے الٰہی پر صبر کرنا کہ اس پر ناراضگی کا کبھی اظہار نہ کرے۔

جس نے صبر کے تینوں مراحل کو مکمل کرلیا اس کا صبر کامل ہوگیا اور اسے دنیا و آخرت کی لذت عیش وعشرت اور کامیابی وکامرانی حاصل ہوگئی اس لئے کہ صبر کے پل کو عبور کئے بغیر کوئی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا جس طرح کوئی شخص پل صراط سے گذرے بغیر جنت تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہترین زندگی وہ ہے جس کو ہم صبر کے ساتھ گذاریں اور اگر دنیا کے مراتب کمال جن کو انسان سعی پیہم سے حاصل کرتا ہے ان میں سے ہر ایک پر غور کریں تو بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ ان میں سے ہر ایک کا تعلق صبر ہی سے ہے اور ہر وہ نقصان جس پر انسان قابل مذمت قرار پاتا ہے اور وہ اس کی قدرت کے ماتحت داخل ہوتا ہے سب بے صبری کا نتیجہ ہوتا ہے لہٰذا شجاعت وپاکدامنی اور ایثار وجاں نثاری سب ایک گھڑی کے نتیجہ میں ظہور میں آتے ہیں۔

فَالصَّبْرُ طِلَّسْمٌ عَلٰی کَنْزِ الْعُلٰی	مَنْ حَلَّ ذَا الطِّلَّسْمَ فَازَ بِکَنْزِہٖ ۳

صبر بلندیوں کے گنجینہ کا طلسم ہے جس نے اس طلسم کو حل کیا اس نے خزانہ پالیا۔

دل اور بدن کی اکثر بیماریاں بے صبری سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے دلوں بدنوں اور روحوں کی حفاظت وصحت کے لئے صبر سے زیادہ مفید کوئی اکسیری نسخہ نہیں چنانچہ صبر فاروق اکبر ہے اور یہی سب سے بڑا تریاق ہے۔

اس میں خدا کی معیت نصیب ہوتی ہے کیونکہ خدا اپنوں کا ساتھ دیتا ہے وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ان سے وہ محبت کرتا ہے اور اللہ کی نصرت صبر کے ساتھ ہی ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے اور صبر اس کے ماننے والوں کے لئے عمدہ چیز ہے جیسا کہ خود فرمایا۔

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ ☆ (نحل۔۱۲۶)	اور اگر تم لوگ صبر سے کام لیتے تو یہ صبر صابرین کے لئے بہتر ہوتا۔

اور صبر ہی درحقیقت کامیابی کا ذریعہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ☆ (آل عمران۔ ۲۰۰)	اے مومنو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور آپس میں ملے جلے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم مراد پاؤ۔

صبر[۴] (ایلوا) ابوداؤد نے کتاب المراسیل میں قیس بن رافع قیسی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دو تلخ چیزوں میں کیسی شفا ہے ایلوا اور رائی میں[۵]

سنن ابوداؤد میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ جب ابوسلمہ کا انتقال ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے اپنے چہرے پر ایلوا مل رکھا تھا آپ نے فرمایا کہ ام سلمہؓ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اے رسول خدا یہ ایلوا ہے اس میں خوشبو کا نام بھی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ یہ چہرے کہ حسن کو نکھارتا ہے لہٰذا اس کو صرف رات ہی میں لگاؤ دن میں اس کو استعمال کرنے سے

آپ نے منع فرمایا ہے۔ ۶

ایلوا میں بہت سے فوائد ہیں بالخصوص جب کہ ایلوا ہندی ہو دماغ اور آنکھ کے اعصاب کے صفراوی فضولات کو نکال باہر کرتا ہے اور روغن گل کے ساتھ پیشانی اور کنپٹی پر اس کا طلاء کرنے سے سر درد سے نجات ملتی ہے ناک اور منہ کے زخموں کے لئے نفع بخش ہوتا ہے سوداء کو بذریعہ اسہال نکالتا ہے اور مالیخولیا کو دور کرتا ہے فارسی ایلوا ذہن کو تیز کرتا ہے دل کو قوی کرتا ہے اور معدہ کے بلغمی اور صفراوی فضولات کو صاف کرتا ہے جبکہ اس کو پانی کے ساتھ دو چمچہ استعمال کریں اور جھوٹی بھوک اور فاسد خواہش سے روکتا ہے اگر سردی کے موسم میں اس کو استعمال کریں تو دستوں کے ساتھ خون آنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

صوم (روزہ)

روزہ روحانی قلبی اور جسمانی امراض کے لئے ڈھال ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں۔

حفظان صحت اور مواد ردیہ کو خارج کرنے میں عجیب تاثیر رکھتا ہے اور نفس کو تکلیف دہ چیزوں کے تناول کرنے سے روکتا ہے خصوصاً جبکہ ارادہ کے ساتھ اعتدال کے طور پر مناسب شرعی وقت میں اس کو رکھا جائے اور فطری طور پر جسم کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔

پھر روزہ سے اعضاء و جوارح کو سکون ملتا ہے اور اس کی قوتوں کا تحفظ ہوتا ہے اور اس میں ایک ایسی خاصیت ہوتی ہے جو ایثار انسانی کی نمائندگی کرتی ہے اس سے دل کو فوری یا آئندہ فرحت ملتی ہے جن لوگوں کے مزاج پر رطوبت و برودت کا غلبہ ہو ان کے لئے روزہ ایک مفید ترین چیز ہے اور اس کی صحت روزہ رکھنے سے عمدہ ہوتی ہے۔

روزہ کا شمار روحانی اور طبعی دواؤں میں کیا جاتا ہے اگر روزہ دار ان چیزوں کو

ملحوظ رکھے جن کو طبعی اور شرعی طور پر رکھنا ضروری ہے تو اس سے دل اور بدن کو بے حد نفع پہنچے گا اور روزہ سے مواد فاسدہ غریبہ جو بیماری پیدا کرنے کے لئے مستعد ہوتا ہے زائل ہو جاتا ہے۔ اور مواد فاسدہ کو جو اس کے کم و بیش کے مطابق پیدا ہوتی ہیں زائل کرتا ہے اس طرح روزہ دار کو جن چیزوں کی حفاظت کرنی ہوتی ہے وہ ان کی حفاظت کر لیتا ہے اور روزہ رکھنے کا جو مقصد نکتہ اور علت غائی ہے اس کے باقی رکھنے پر معاون ثابت ہوتی ہے۔ اور اس سے روزہ کی تکمیل ہوتی ہے اس لئے کہ روزہ سے کھانا پینا چھوڑ دینا مقصود نہیں بلکہ اس کے علاوہ کچھ اور مقصود ہے اسی چیز کے پیش نظر روزہ کو تمام اعمال میں یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے لئے ہے اور چونکہ روزہ بندہ اور اس چیز کے درمیان ڈھال کا کام کرتا ہے جو انسان کے جسم و قلب دونوں کو فوری یا آئندہ ضرر رساں ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ	اے مومنو! تم پر روزہ فرض کیا گیا
عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ	جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگوں پر فر
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ	ض کیا گیا تھا تا کہ تم تقوی شعار
تَتَّقُوْنَ ☆ (بقرہ ۱۸۲)	بن جاؤ۔

روزہ کا ایک مقصد یہ ہے کہ وہ ڈھال اور بچاؤ کا کام کرتا ہے اور یہی سب سے بڑی احتیاط اور سب سے زیادہ نفع بخش پرہیز ہے۔

اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ دل اور اس کے ارادہ کو خدا کے لئے یکجا کر دیا جائے اور نفس کے قوی کو محبت الٰہی اور اطاعت خداوندی کے لئے زیادہ سے زیادہ جاندار بنا دیا جائے اور روزہ کے بعض اسرار و رموز اور اس کے حکم کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

---

۱ اس حدیث کی تخریج پہلے گذر چکی ہے یہ صحیح حدیث ہے اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۲۔ ابونعیم نے ''الحلیۃ'' ۵/۳۴ میں اور خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' ۳/۲۲۶ میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حدیث ابن مسعود سے اس کو روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں محمد بن خالد مخزومی ضعیف ہے حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' ۱/۴۵ میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس کو ابن مسعود کا قول لکھا ہے۔

۳۔ طلسم اس کی جمع طلسمات آتی ہے یہ چند لکیریں یا ایسی تحریر ہے جسے شعبدہ اس خیال سے استعمال کرتا ہے کہ اس سے ہر موذی کا دفاع کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ صبر (ایلوا) کو کہتے ہیں ڈاکٹر ازھری نے لکھا ہے کہ آج بھی خوشبو میں اس کو استعمال کیا جاتا ہے اور یونانی دواخانوں میں ملتا ہے اور جدید ادویہ میں ایک خاص مقدار امساک کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

۵۔ اس کو ابوداؤد نے مراسیل میں روایت کیا ہے اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے یہ ضعیف ہے۔

٦۔ ابوداؤد نے ۲۳۰۵ میں کتاب الطلاق باب فیما تجتنبہ المعتدۃ فی عدتھا کے تحت نسائی نے ٦/۲۰۴، ۲۰۵ میں کتاب الطلاق باب الرخصۃ للحادۃ ان تمتشط کے ذیل میں اس کو نقل کیا اس کی سند میں مغیرہ بن ضحاک ایک راوی ہے جس کی توثیق صرف ابن حبان نے کی ہے نیز اس میں دو راوی مجہول ہیں آپ کا قول یشب الوجہ کا معنی ہے کہ وہ چہرے کو بارونق اور حسین بناتا ہے یہ شب النار سے ماخوذ ہے یعنی اس نے آگ کو روشن کیا تو اس سے روشنی اور شعلے پھوٹ پڑے۔

''حرف ضاد''

ضب (گوہ)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّـمَ سُئِلَ عَنْهُ لَمَّا قُدِّمَ اِلَيْـهِ وَامْتَـنَعَ مِنْ اَكْلِـهٖ اَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَـكُـنْ بِاَرْضِ قَوْمِىْ فَاَجِدُنِىْ اَعَـافُهُ وَاُكِلَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَلٰى مَائِدَتِهٖ وَهُوَ يَنْظُرُ ☆ ۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب گوہ پیش کی گئی اور آپ نے اس کے کھانے سے احتراز فرمایا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ حرام نہیں ہے لیکن یہ ہمارے یہاں پایا نہیں جاتا اس لئے میں پسند نہیں کرتا لوگوں نے آپ کے سامنے دسترخوان پر کھایا اور آپ دیکھ رہے تھے۔

صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ میں اسے حلال قرار دیتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔ ۲

گوہ گرم خشک ہے جماع کی خواہش بڑھاتی ہے اور اگر اس کو پیس کر کانٹا چبھنے کے مقام پر ضماد کریں تو اس کو نکال پھینکتا ہے۔

ضفدع (مینڈک)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مینڈک کو دوا میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہلاک کرنے سے منع فرمایا ہے ان کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کو انہوں نے اپنی مسند میں عثمان بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک طبیب نے مینڈک کا ذکر بسلسلہ دوا کیا تو آپ نے اس کو مارنے سے روک دیا۔ ۳

مصنف ''قانون'' شیخ نے لکھا ہے کہ مینڈک کا خون یا اس کا گوشت کھانے سے بدن متورم ہو جاتا ہے اور جسم کا رنگ مٹیلا ہو جاتا ہے اور منی ہمہ وقت نکلتی رہے گی یہاں تک کہ انسان موت سے دوچار ہو جائے گا اس کے ضرر کے اندیشہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اطباء نے اس کا استعمال ترک کر دیا مینڈک کی دو قسمیں ہیں ایک آبی کا اور دوسرا خشکی کا مینڈک خشکی پر رہنے والے مینڈک کے کھانے سے انسان ہلاک ہو جاتا

ہے۔

۱؎ اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے۔

۲؎ اس روایت کی تخریج گذر چکی ہے۔

۳؎ اس روایت کی تخریج پہلے ذکر کر دی گئی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

''حرف طاء''

طیب (خوشبو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

حُبّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُمْ اَلنِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ☆۱؎

تمہاری دنیا کی دو چیزیں مجھے بہت پسند ہیں عورت اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت خوشبو کا استعمال فرماتے تھے آپ کو گندی بو بہت ناگوار تھی اور آپ پر بہت گراں گذرتی خوشبو روح کی غذا ہے جو قوی انسانی کے لئے سواری ہے اور خوشبو سے دوگنی ہوتی ہے جیسا کہ کھانے پینے سے اس میں اضافہ ہوتا ہے آرام وسکون احباب کی ملاقات وہم نشینی اور پسندیدہ امور کے واقع ہونے اور اسی طرح ناپسندیدہ شخص کے ناپید ہونے سے جس سے دل کو خوشی ملتی ہے اور اس کا دیکھنا گوارا نہ ہو جیسے گراں بار دشمن وغیرہ تو اس سے بھی اس میں بالیدگی آتی ہے اس لئے کہ ان کی ہم نشینی اور ملاقات سے قویٰ میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور رنج وغم سے انسان دوچار رہتا ہے ایسے گراں بار لوگ روح کے لئے وہی مقام رکھتے ہیں جو بدن کے لئے بخار کا ہوتا ہے یا گندی بو کا ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ان عادات واخلاق سے روکا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی میں ان کی تکلیف واذیت کا

سبب ہوں چنانچہ قرآن نے فرمایا۔

وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْ خُلُوْا	لیکن جب تم کو دعوت دی جائے تو
فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا	داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو تو
وَلَامُسْتَانِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ط اِنَّ	چلے جایا کرو اور باتوں میں دل لگا
ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِیْ النَّبِیَّ	کر بیٹھے نہ رہا کرو اس سے نبی کو
فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰہُ	تکلیف ہوتی ہے مگر وہ حیا کی وجہ
لَایَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ☆	سے تم سے نہیں کہتے اور اللہ حق
(احزاب۔۵۳)	بات کے اظہار سے نہیں رکتا۔

غرضیکہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرغوب ترین چیزوں میں سے تھی حفظان صحت انسانی میں اس کو خاص مقام حاصل ہے اس سے بہت سے آلام وہموم دور ہو جاتے ہیں۔اس لئے کہ قوت طبعی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔

طین (مٹی)

اس سلسلے میں بہت سے موضوع احادیث وارد ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔ جیسے یہ حدیث کہ جس نے مٹی کھائی اس نے اپنے قتل میں مدد کی اسی طرح یہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے اے حمیراء! مٹی نہ کھا اس لئے کہ یہ شکم کو روک دیتی ہے اور زردی پیدا کرتی ہے چہرے کی رونق ختم کر دیتی ہے۔ ۲

مٹی کے سلسلہ میں ساری حدیثیں موضوع ہیں جن کی کوئی اصل نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں البتہ یہ صحیح ہے کہ مٹی نقصان دہ اور اذیت دینے والی ہے رگوں کے منہ کو بند کر دیتی ہے۔

اس کا مزاج سرد خشک ہے قوت تجفیف زیادہ ہوتی ہے۔پاخانہ بستہ کرتی ہے یہ سیلائی خون اور منہ کے زخموں کو پیدا کرتی ہے۔

طلح (خرما یا کیلا کا شگوفہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (واقعہ۔۲۹) اور تہ بہ تہ کیلوں کے شگوفے میں ہوں گے۔

اکثر مفسرین نے اس سے کیلا مراد لیا ہے منضود تہہ بہ تہہ ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی کنگھی کی طرح بعضوں نے طلح کو کانٹے دار درخت کے معنی میں لیا ہے جس کے ہر کانٹے کی جگہ میں ایک پھل دبا ہوتا ہے چنانچہ اس کا پھل ایک دوسرے پر چڑھا ہوا تہہ بہ تہہ ہوتا ہے جس طرح کیلے کا پھل ہوتا ہے یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے اور اسلاف میں سے جن لوگوں نے اس سے کیلا مراد لیا ہے ان کا مقصد تمثیل ہے تخصیص نہیں۔

شگوفہ کیلا کا مزاج گرم تر ہوتا ہے ان میں سے عمدہ شیریں اور پختہ ہوتا ہے یہ سینہ پھیپھڑے، کھانسی، گردوں اور مثانہ کے زخموں میں بے حد مفید ہے پیشاب آور ہوتا ہے منی بڑھاتا ہے جماع کی خواہش کو برانگیختہ کرتا ہے پاخانہ نرم کرتا ہے اگر اس کو کھانے سے پہلے کھایا جائے تو معدہ کے لئے مضر ہے صفراء اور بلغم زیادہ پیدا ہوتا ہے شکر اور شہد کے ذریعہ اس کے ضرر کو دور کیا جاتا ہے۔

طلع (کھجور کا گابھا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ☆ (ق۔۱۰) اور لمبی کھجوریں (پیدا کرتے ہیں) جن کے گابھے تہہ بہ تہہ ہوتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ☆	اور کھجوروں میں جن کے شگوفے
(شعراء۔۱۴۸)	بہت نازک اور تہہ بہ تہہ ہوتے ہیں۔

شگوفہ کھجور جو پھل آنے کے شروع میں کھجور کے درختوں پر پھوٹتا ہے اس کے چھلکے کو کفری کہتے ہیں نضید منضود کے معنی میں ہے کہ کنگھی کی طرح ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی جب تک شگوفہ غلاف میں بند رہے اسے نضید کہیں گے اور جب غلاف سے باہر نکل آیا تو وہ نضید نہ رہا ہضیم اور نضید دونوں ہم معنی ہیں۔

شگوفہ کی دو قسمیں ہیں مذکر اور مونث۔

تلقیح

نر کے مادہ کو جو پسے ہوئے آٹے کی طرح ہوتا ہے مادہ میں داخل کر دینا جسے عرف عام میں تابیر کہتے ہیں اور یہ عمل نر و مادہ کے درمیان جفتی کے حکم میں ہوتا ہے چنانچہ امام مسلم نے صحیح مسلم میں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا۔

مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَخْلٍ فَرَأیٰ قَوْمًا یُلَقِّحُوْنَ فَقَالَ مَایَصْنَعُ ھٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْ ایَاخُذُوْنَ مِنَ الذَّکَرِ فَیَجْعَلُوْنَہُ فِی الْاُنْثٰی قَالَ مَااَظُنُّ ذٰلِکَ یُغْنِی شَیْئًا فَبَلَغَھُمْ فَتَرَکُوْہُ فَلَمْ یَصْلُحْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ھُوَ ظَنٌّ فَاِنْ کَانَ یُغْنِی شَیْئًا فَاصْنَعُوْہُ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ وَاِنَّ الظَّنَّ یُخْطِیُٔ وَیُصِیْبُ وَلٰکِنْ مَاقُلْتُ لَکُمْ عَنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَلَنْ اَکْذِبَ عَلَی اللّٰہِ ☆ ۳

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک کھجور کے درخت کے پاس سے گذرا تو دیکھا کہ لوگ تابیر کر رہے ہیں آپ نے یہ دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ نر کھجور کا مادہ لیکر مادہ میں داخل کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے خیال سے اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے جب یہ خبر لوگوں کو ملی تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا چنانچہ اس سال پھل عمدہ نہیں ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرا ایک خیال تھا۔ اگر اس سے کچھ فائدہ ہو تو اس کو کرو اس لئے میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں اور خیال کبھی غلط اور کبھی صحیح ثابت ہوتا ہے لیکن جو باتیں میں وحی الٰہی سے کہتا ہوں تو میں اس میں ہرگز جھوٹ نہیں بولتا۔

شگوفہ کھجور قوت باہ کے لئے مفید ہے قوت جماع بڑھاتا ہے اور اگر عورت اس کے سفوف کا جماع کرنے سے پہلے حمول کرے تو حاملہ ہونے میں بھرپور مدد ملتی ہے اس کا مزاج دوسرے درجہ میں سرد خشک ہے معدہ کو تقویت پہنچاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اور خون کو گاڑھا کر کے اس کے ہیجان کو روکتا ہے دیر ہضم ہے۔

گرم مزاجوں کے لئے ہی اس کا استعمال مفید ہے اور اگر اس میں زیادتی ہو جائے تو اس صورت میں گرم جوارشات کا استعمال کرنا چاہئے پاخانہ بستہ کرتا ہے احشاء کو مضبوط بناتا ہے اور جمار (صمغ کھجور) اسی کے حکم میں ہے اسی طرح کچی اور

نیم پختہ کھجور کا درجہ ہے اس کا بکثرت استعمال معدہ اور سینے کے لئے ضرر رساں ہے اس کے کھانے سے کچھ قولنج بھی ہو جاتا ہے اس کا ضرر دور کرنے کے لئے گھی یا مذکورہ اصلاح پسند چیزوں میں سے کسی کو اس کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔

۱۔ اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے یہ صحیح ہے۔

۲۔ مولف کی کتاب "المنار المنیف" ص ۶۱ ملاحظہ کیجئے۔

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
اقبال سائبر لائبریری
©2002-2006

ماذکرہ من معایش الدنیا علی سبیل الرای کے تحت یوں بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت کے پاس سے گذرا جو کھجور کے درختوں پر چڑھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ تابیر کر رہے ہیں یعنی نر کھجور کو لے کر مادہ کھجور میں داخل کرتے ہیں اس طرح تلقیح ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہے راوی کا بیان ہے کہ جب لوگوں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اس عمل کو ترک کر دیا پھر آپ کو بتایا گیا کہ معاملہ یوں ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس سے فائدہ ہو تو اس کو تم لوگ انجام دو۔ اس لئے کہ یہ میرا ایک خیال تھا۔ جو صحیح ثابت نہ ہو الہذا میرے خیال کو دلیل نہ بنانا البتہ جب میں خدا کی جانب سے تم سے کوئی بات کہوں تو اسے لازم پکڑ لینا۔ اس لئے کہ میں خدا پر غلط باتیں نہیں باندھتا امام مسلم نے ۲۳۶۲ میں رافع بن خدیج سے بایں الفاظ روایت کی ہے رافع نے بیان کیا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ تابیر کر رہے ہیں آپ نے دریافت کیا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ ہم اسے برابر کرتے آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر تم اسے نہ کرتے تو بہتر تھا لوگوں نے اسے ترک کر دیا تو اس سال پھل نہیں آئے یا اس سال پھل کم آئے۔ چنانچہ لوگوں نے اس کا تذکرہ آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک انسان ہوں جب میں تم کو دین سے متعلق کسی کا حکم دوں تو اسے اختیار کر لو۔ اور اگر رائے وقیاس سے کسی چیز کا حکم دوں تو میں ایک انسان ہوں اور امام مسلم نے ہی ۲۳۶۳ میں عائشہؓ و انسؓ کی حدیث سے اس کو بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے پاس سے گذرے جو تابیر کر رہی تھی آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اسے نہ کرتے تو بہتر ہوتا اس سال خراب پھل آئے آپ پھر یہاں سے گذرے تو دریافت کیا کہ تمہارے کھجور کو کیا ہو گیا لوگوں نے کہا کہ آپ نے ہی ایسا ایسا کہا تھا بس پھل خراب ہو گیا آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے دنیاوی معاملات میں کو بہتر طور پر جانتے ہو امام نوری نے بیان کیا کہ علماء کی رائے یہ ہے کہ دنیاوی باہمی معاملات میں آپ کی رائے دیگر لوگوں کی طرح ہے۔ اس لئے اس طرح کی بات کا ہونا تعجب خیز نہیں اور اس میں کوئی خرابی بھی نہیں ہے۔

حرف عین

عنب (انگور)

غیلانیات میں حبیب بن لیسار کی حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاكُلُ الْعَنَبَ خَرْطًا☆	میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ انگور منہ سے لپک لپک کر کھا رہے تھے۔

ابو جعفر عقیلی نے اس حدیث کو بے بنیاد قرار دیا ہے اس میں ایک راوی داؤد بن عبدالجبار ابو سلیم کوفی ہے جس کو یحییٰ بن معین نے کذاب قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ کو انگور اور تربوز بہت مرغوب تھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں چھ مقامات پر انگور کو ان نعمتوں میں سے شمار کیا ہے جو بندوں پر دنیا اور جنت دونوں جگہ میں انعام کیا ہے۔ انگور سب سے عمدہ پھل ہے اس کے فوائد بھی زیادہ ہیں۔ تازہ اور خشک دونوں طریقے سے کھایا جاتا ہے سبز اور پختہ دونوں کو استعمال کرتے ہیں پھلوں میں پھل روزی میں روزی اور شوربوں میں بہترین سوربہ اور دواؤں میں نفع بخش دوا ہے اور مشروب بھی ہے۔

اس کا مزاج گیہوں کی طرح تر گرم ہے عمدہ انگور رسیلا اور بڑے سائز کا ہوتا ہے اور سفید انگور سیاہ سے عمدہ ہے حالانکہ شیرینی میں دونوں یکساں ہوتے ہیں اور دو یا تین دن کا چنا ہوا انگور ایک دن کے توڑے ہوئے انگور سے عمدہ ہوتا ہے اس لئے کہ اپھارہ پیدا کرتا ہے۔ اور مسہل ہوتا ہے۔

اور درخت پر اتنے وقت تک چھوڑ دیں کہ اس کا چھلکا سکڑ جائے غذا کے لئے یہ عمدہ ہوتا ہے۔ بدن کو تقویت پہنچاتا ہے کشمش اور انجیر کی طرح اس میں غذائیت

ہوتی ہے۔ اور اگر اس کی گٹھلی نکال لی جائے تو پاخانہ نرم کرنے کے لئے بہت مفید ہے اس کو زیادہ کھانے سے سر درد پیدا ہوتا ہے اس کی مضرت کو کھٹے میٹھے انار سے دور کیا جا سکتا ہے۔

انگور مسہل ہوتا ہے فربہ بناتا ہے اور انگور سے عمدہ تغذیہ ہوتا ہے یہ ان تین پھلوں میں سے شمار ہوتا ہے جن کو لوگ پھلوں کا بادشاہ کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں انگور کھجور اور انجیر۔

عسل (شہد)

اس کے فوائد کا بیان پہلے ہو چکا ہے ابن جریج نے بیان کیا کہ زہری کا قول ہے کہ شہد استعمال کرو اس لئے کہ اس سے حافظہ عمدہ ہوتا ہے۔ وہ شہد سب سے عمدہ ہوتا ہے جس میں حدت کم ہو سفید صاف اور شیریں ہو۔ پہاڑوں اور درختوں سے حاصل کیا جانے والا شہد میدانوں سے حاصل کئے جانے والے شہد سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ شہد کی مکھیوں کے رس چوسنے کے مقام اور جگہ کے اعتبار سے عمدہ اور بہتر ہوتا ہے۔

عجوۃ (تازہ کھجور کی ایک عمدہ قسم)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔

مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ ☆ ۲	جس نے صبح کے وقت عجوہ کھجور کے سات دانے کھالیا اس کو اس دن زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

سنن نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت جابر اور ابو سعید خدری کی حدیث مرفوعاً مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْعَجْوَۃُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھِیَ	عجوہ کھجور جنت سے آئی ہے یہ زہر
شِفَاءٌ مِنَ السَّمِّ وَالْکَمْأَۃُ	کے لئے شفاء ہے کماۃ من کا ایک
مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُھَا شِفَاءٌ	حصہ ہے اور اس کا پانی آنکھ کے
لِلْعَیْنِ☆ ۳؎	لئے شفاء ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس عجوہ سے مراد مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور ہے جو وہاں کی کھجور کی ایک عمدہ قسم ہے حجازی کھجوروں میں سب سے عمدہ اور مفید ترین کھجور ہے یہ کھجور کی اعلیٰ قسم ہے انتہائی لذیذ اور مزے دار ہوتی ہے جسم اور قوت کے لئے موزوں ہے تمام کھجوروں سے زیادہ رس دار لذیذ اور عمدہ ہوتی ہے حرف تاء میں کھجور اس کے مزاج اور اس کے فوائد کا تفصیلی بیان ہو چکا ہے اور اس سے جادو اور زہر کے دفاع کا ذکر بھی کر چکے ہے اس لئے اس کے اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

عنبر (ایک بہت بڑی سمندری مچھلی)

صحیحین میں حدیث جابر گذر چکی ہے جس میں ابو عبید کا واقعہ مذکور ہے کہ صحابہ کرام نے عنبر کو ایک مہینہ کھایا اور اس کے گوشت کے کچھ ٹکڑے اپنے ساتھ مدینہ بھی لے گئے تھے اور اس کو بطور ہدیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اسی سے لوگ استدلال کرتے ہیں کہ سمندر کی صرف مچھلی ہی نہیں بلکہ تمام مردار مباح ہیں اس پر یہ اعتراض ہے کہ سمندر کی موجوں نے اس کو ساحل پر زندہ پھینک دیا تھا جب پانی ختم ہو گیا تو وہ مر گئی اور یہ حلال اس لئے ہے کہ اس کی موت پانی سے الگ ہونے کی بنیاد پر ہوئی۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نے ساحل پر اس کو مردہ پاتا تھا اور انہوں نے نہیں دیکھا تھا کہ وہ ساحل پر زندہ آئی اور پھر پانی کے ختم ہونے کے بعد مر گئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتی تو سمندر کی موجیں اسے ساحل پر پھینکتیں اس لئے کہ یہ بالکل واضح ہے کہ سمندر صرف مردار کو ساحل پر پھینکتا ہے زندہ

جانوروں کو نہیں پھینکتا۔

اگر بالفرض یہ بات مان لی جائے پھر بھی اس کو اباحت کے لئے شرط نہیں مانا جاسکتا اس لئے کہ کسی چیز کی اباحت میں شک کرتے ہوئے اسے مباح نہیں قرار دیا جاتا اسی وجہ سے اس شخص کو ایسے شکار کے کھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے جو پانی میں ڈوب کر مر گیا ہو اس لئے کہ اس کی موت کے سبب کے متعلق شک ہے کہ اس کی موت بندوق کی گولی سے ہوئی ہے یا پانی کی وجہ سے۔

عنبر خوشبو میں بھی ایک اعلیٰ قسم ہے مشک کے بعد اس کی خوشبو کا شمار ہوتا ہے جس نے عنبر کو مشک سے بھی عمدہ بتایا اس کا خیال صحیح نہیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے مشک کے بارے میں فرمایا کہ مشک اعلیٰ ترین خوشبو ہے۔[۴]

مشک اس کی خصوصیات اور فوائد کا بیان آگے آئے گا۔ انشاء اللہ کہ مشک جنت کی خوشبو ہے اور جنت میں صدیقین کی نشست گاہیں بھی مشک کی بنی ہونگی نہ کہ عنبر کی۔

یہ قائل صرف اس بات سے فریب کھا گیا کہ عنبر پر مرور ایام کے بعد بھی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا چنانچہ وہ سونے کے حکم میں ہے لہذا یہ مشک سے بھی اعلیٰ ترین ہوئی۔ یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ صرف عنبر کی اس ایک خصوصیت سے مشک کی ہزاروں خوبیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

عنبر کی بہت سی قسمیں ہیں اور اس کے رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں۔ عنبر سفید سیاہی مائل سفید، سرخ، زرد، سبز، نیلگوں، سیاہ اور دورنگا ان میں سب سے عمدہ سیاہ مائل بہ سفید ہوتا ہے پھر نیلگوں اس کے بعد زرد رنگ کا ہوتا ہے اور سب سے خراب سیاہ ہوتا ہے عنبر کے عنصر کے بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے۔

ایک جماعت کا خیال ہے کہ ایک پودا ہے جو سمندر کی گہرائی میں اگتا ہے اسے بعض سمندری جانور نگل جاتے ہیں اور جب کھا کر مست ہو جاتے ہیں تو اسے

جگالی کی شکل میں باہر نکال پھینکتے ہیں اور سمندر اس کو ساحل پر پھینک دیتا ہے۔

بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ یہ ہلکی بارش ہے جو آسمان سے جزائر سمندر میں نازل ہوتی ہے اس کو سمند کی موجیں ساحل پر پھینک دیتی ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ یہ ایک سمندری جانور کا گوبر ہے جو گائے کے مشابہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں نے اس کو سمندری جھاگ کی ایک قسم قرار دی ہے۔

مصنف ''قانون'' شیخ نے لکھا ہے کہ میرے خیال میں یہ سمندری چشموں سے ابلنے والا مادہ ہے جسے سمندر کا جھاگ کہا جاتا ہے۔ یا یہ کسی لکڑی کے کیڑے کا پاخانہ ہے۔

اس کا مزاج گرم خشک ہے دل و دماغ حواس اعضائے بدنی کے لئے تقویت بخش ہے فالج اور لقوہ میں مفید ہے بلغمی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے ٹھنڈک کی وجہ سے ہونے والے معدہ کے دردوں اور ریاح غلیظہ کے لئے بہترین علاج ہے اور اس کے پینے سے سدے کھلتے ہیں اور بیرونی طور پر اس کا ضماد نفع دیتا ہے اس کا بخور زکام سر درد کے لئے نافع ہے اور برودت سے ہونے والے درد آدھا سیسی کے لئے شافی علاج ہے۔ ۵

عود

اگر عود ہندی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو کست ہے جو دواؤں میں استعمال کی جاتی ہے اور عام طور پر اسے قسط کہتے ہیں۔ دوسری قسم کو خوشبو میں استعمال کیا جاتا ہے اس کو الوہ کہا جاتا ہے چنانچہ امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ خشک اگر جلا کر اور اس میں کافور ڈال کر بخور کرتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بخور کرتے تھے۔ ٦

اور اہل جنت کے عیش و عشرت کے بیان میں آپ ہی سے حدیث مروی ہے جس میں مذکور ہے کہ انکی انگیٹھیاں اگر کی ہوں گی۔ ۷

مجامر

مجمر کی جمع ہے جس چیز سے دھونی دی جائے اسے مجمر کہتے ہیں جیسے عود وغیرہ اگر کی کئی قسمیں ہیں ان میں سب سے عمدہ ہندی پھر چینی ہے اس کے بعد قماری اور مندلی کا درجہ ہے۔

سب سے عمدہ سیاہ اور نیلگوں رنگ کی ہوتی ہے جو سخت چکنی اور روزن دار ہو اور سب سے خراب ہلکی پانی پر تیرنے والی ہوتی ہے یہ مشہور ہے کہ عود ایک درخت ہے جس کو کاٹ کر زمین میں ایک سال تک دفن کر دیتے ہیں اس طرح زمین اس کا غیر نفع بخش حصہ کھا جاتی ہے اور عمدہ لکڑی باقی رہ جاتی ہے اس میں زمین کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس کا چھلکا اور وہ حصہ جس میں خوشبو نہیں ہوتی متعین ہو جاتا ہے۔

اس کا مزاج تیسرے درجہ میں گرم خشک ہے سدوں کو کھول دیتا ہے ریاح شکن ہے فضولات رطبی کو ختم کرتا ہے احشاء اور قلب کو مضبوط بناتا ہے اور فرحت بخشتا ہے دماغ کے لئے بے حد نافع ہے جو اس کو تقویت بخشتا ہے اسہال کو روکتا ہے مثانہ کی برودت کی وجہ سے ہونے والے سلس البول میں نافع ہے۔

ابن سمجون ؎۸ نے بیان کیا کہ عود کی مختلف قسمیں ہیں اور لفظ الود سب کو شامل ہے اس کا استعمال داخلی اور خارجی دونوں طرح پر کیا جاتا ہے کبھی اس کا تنہا اور کبھی اس کے ساتھ کچھ ملا کر دھونی دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ کافور ملا کر بخور کرنے میں طبی نکتہ یہ ہے کہ اس سے ایک دوسرے کی اصلاح ہو جاتی ہے بخور کرنے سے فضاء عمدہ اور ہوا درست ہو جاتی ہے اس لئے کہ ہوا ان چھ ضروری چیزوں ہی سے شمار کی جاتی ہے جس کی اصلاح سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے۔

عدس (مسور)

اس بارے میں جتنی بھی احادیث وارد ہیں ان میں سے کسی کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ نے اس کے متعلق کچھ نہیں

فرمایا جیسے یہ حدیث ہے کہ مسور کی پاکیزگی (۷۰) ستر انبیاء کی زبان مبارک سے بیان کی گئی ہے اسی طرح ایک حدیث یہ ہے جس میں مذکور ہے کہ مسور رقت قلب پیدا کرتی ہے۔ اشک آور ہے اور یہ بزرگوں کی غذا ہے جو کچھ اس بارے میں مذکور ہے اس میں سب سے اہم اور صحیح بات یہ ہے کہ یہود کی خواہش مسور کی تھی جس کو انہوں نے من وسلویٰ ترجیح دیا اس کا ذکر لہسن اور پیاز کے ساتھ قرآن میں کیا گیا ہے۔

اس کی طبیعت زنانہ ہے سرد خشک ہے اس میں دو متضاد قوتیں ہیں پہلی یہ کہ پاخانہ کو بستہ کرتا ہے اور دوسری یہ کہ مسہل ہے اس کا چھلکا تیسرے درجہ میں گرم خشک ہے یہ چرپراہٹ لگانے والی اور مسہل ہے اس کا تریاق اس کا چھلکا ہے اسی لئے مسلم مسور پسی ہوئی سے عمدہ ہوتی ہے معدہ پر ہلکی ہوتی ہے زود ہضم ہے نقصان بھی کم کرتی ہے اس لئے کہ اس کا مغز خشک وتر ہونے کی وجہ سے دیر ہضم ہوتا ہے اس کے کھانے سے سوداء بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے مالیخولیا میں تو بہت زیادہ مضر ہے اعصاب اور بصارت کے لئے نقصان دہ ہے۔

خون گاڑھا کرتی ہے سوداوی مزاج والوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے اس کا کثرت استعمال ان کو بہت سی مہلک بیماریوں مثلاً وسواس جذام اور میعادی بخار میں مبتلا کرتا ہے اس کے ضرر کی اصلاح چقندر اور پالک ساگ ۹ سے ہوتی ہے۔

تیل کا زیادہ کھانا بھی اس کے ضرر سے واقع ہے اور نمکسود ۱۰ مسور سب سے زیادہ نقصان دہ ہوتی ہے۔ اس میں شیرینی آمیز کر کے بھی استعمال کرنے سے احتراز کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ جگر میں سدے پیدا کرتی ہے اس میں شدید خشکی ہوتی ہے اس لئے اس کو ہمیشہ استعمال کرنے سے دھندلا پن پیدا ہوتا ہے پیشاب کرنے میں پریشانی ہوتی ہے اور اورام باردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ریاح غلیظہ بھی پیدا کرتی ہے سب سے عمدہ مسور عمدہ دانے والی سفید رنگ کی ہوتی ہے جو جلد ہی پک جاتی ہے۔

لیکن بعض جاہلوں کا یہ خیال کہ مسور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دستر خوان کا خاصہ ہے جس کو وہ اپنے مہمانوں کے سامنے خاص طور پیش کرتے تھے کھلا ہوا جھوٹ ہے اور سراسر افترا پردازی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بھنے ہوئے بچھڑے کے گوشت سے انکی ضیافت کا ذکر قرآن میں کیا ہے۔

بیہقی نے اسحٰق سے نقل کیا انہوں نے بیان کیا عبداللہ بن مبارکؒ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا جس میں مسور کا ذکر ہے کہ مسور کی پاکیزگی ستر انبیاء نے بیان کی ابن مبارک نے فرمایا کہ کسی نبی نے بھی اس کی پاکیزگی نہیں بیان کی ہے البتہ یہ نقصان دہ اور نفاخ ہے پھر فرمایا کہ اس حدیث کو تم سے کس نے بیان کیا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ مسلم بن ۱۱ سالم نے بیان کیا پوچھا کہ انہوں نے کس سے روایت ہے لوگوں نے کہا کہ انہوں نے تو آپ سے روایت کی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اور مجھ سے بھی؟

۱۔ انگور کا ذکر قرآن مجید میں گیارہ جگہ آیا ہے سورہ بقرہ ۔۲۶۶' سورہ انعام ۔۹۹' سورہ رعد ۔۴' سورہ نحل ۔۱۱'۶۷' سورہ اسرا۔۹۱ میں سورہ کہف ۔۳۲ سورۃ المومنون ۱۹ میں اور سورہ یٰس ۳۴' سورہ نبا ۔۳۲' اور سورہ عبس ۲۸ میں آیا ہے۔

۲۔ اس حدیث کی تخریج گذرچکی ہے ملاحظہ کیجئے کتاب کی تعلیق نمبر۲ ص ۱۶۵۔

۳۔ ترمذی نے ۲۰۶۷ میں کتاب الطب کے تحت حدیث سعد بن عامر کو محمد بن عمرو سے انہوں نے ابو مسلم سے اور انہوں نے ابوہریرہ سے اس کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے اور یہ حسن ہی ہے اور امام احمد بن حنبل نے ۳/ ۴۸ میں ابن ماجہ نے ۳۴۵۳ میں شہر بن حوشب سے روایت کیا جسے ابو سعید خدری اور حضرت جابر نے روایت کیا ہے اس باب میں رافع بن عمرو مزنی سے روایت ہے کہ عجوہ پھل اور اس کا درخت دونوں ہی جنت سے ہیں اس کو احمد نے ۳/۴۲۶'۳۱'۶۵' میں اور ابن ماجہ نے ۳۴۵۶ میں ذکر کیا ہے اس کی سند قوی ہے۔ اور امام احمد نے ۳۴۶/۵ میں بریدہ سے روایت کی ہے۔

۴؎ امام مسلم نے ۲۲۵۳ میں اور ترمذی نے حدیث ابوسعید خدری سے اس کو بیان کیا ہے۔

۵؎ ڈاکٹر ازہری نے لکھا ہے کہ فن طب میں عنبر کی افادیت علاجی کی بحث پورے طور پر واضح ہو کر سامنے نہیں آئی اطباء ہمیشہ اس کا استعمال بطور مقوی باہ محرک جماع کراتے رہے ہیں۔یا فالج میں اس کا استعمال کراتے رہے اب اس زمانے میں اس کا استعمال عموماً عطر کی خوشبو بنانے کے فن میں ہوتا ہے۔

۶؎ امام مسلم نے ۲۲۵۴ میں کتاب الالفاظ باب استعمال المسک کے تحت یوں بیان کیا ہے کہ مشک اعلیٰ ترین خوشبو ہے۔

۷؎ امام بخاری نے ۶/۲۶۰ میں کتاب الانبیاء باب خلق آدم کے تحت اور امام مسلم نے ۲۸۳۴ (۱۵) میں کتاب الجنتہ کے باب اول زمرۃ تدخل الجنتہ کے تحت حدیث ابوہریرہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

۸؎ یہ حامد بن سمجون چوتھی صدی کے فاضلین اطباء میں سے ہے فن طباعت میں ماہر تھا اور مفرد دواؤں کی قوت اور اس کے فوائد و اثرات کو معلوم کرنے کی بے پناہ صلاحیت تھی۔عیون الانبیاء ۲/۵۱؎۲۲ ملاحظہ کیجئے۔

۹؎ قاموس میں ہے کہ اسفاناخ یہ ایک مشہور پودا ہے جو عرب میں باہر سے لایا گیا اور اس میں جلاء اور صفا کرنے کی قوت ہوتی ہے سینے اور پشت کے لئے مفید ہے پاخانہ نرم کرتی ہے اسے ہندی میں پالک کہتے ہیں۔

۱۰؎ نمکسود ایسے گوشت کا ٹکڑا جسے کاٹ کر نمک اور مسالہ اس میں ملاتے ہیں دیکھئے۔ ''معتمد''ص ۵۲۵۔

۱۱؎ یہ سلم بن سالم بلخی زاہد ہے ابن معین احمد ابوزرعہ ابوحاتم اور نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے دیکھئے مولف کی کتاب ''المنار المنیف'' ص ۵۱'۵۲ ''الفوائد المجموعتہ''ص ۱۶۱۔

حرف غین

غیث (بارش)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے اس کا نام کان کے لیے لذت بخش ہے روح اور بدن کو بارش بھلی لگتی ہے اس کے ذکر سے کانوں میں زندگی آجاتی ہے اور اس کے نازل ہونے سے دل شاداب ہوجاتا ہے بارش کا پانی اعلیٰ ترین بہت زیادہ لطیف نفع بخش اور سب سے زیادہ بابرکت ہوجاتا ہے بالخصوص اگر گرجتی بدلی کا پانی لایا ہوا ہو اور پہاڑوں کی بلندیوں سے میدانوں میں جمع ہو جائے تو تمام پانیوں سے زیادہ مرطوب ہوتا ہے۔

اس لئے کہ وہ زمین پر زیادہ مدت تک باقی نہیں رہتا کہ زمین کی خشکی سے حصہ لے سکے اور اس میں خشک جوہر ارضی کی آمیزش نہیں ہوتی اسی لئے اس میں جلد ہی تغیر و تعفن پیدا ہوجاتا ہے کیونکہ اس میں غایت درجہ کی لطافت اور اثر پذیری ہوتی ہے اس میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ موسم ربیع کی بارش موسم سرما کی بارش موسم کی بارش سے زیادہ لطیف ہوتی ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول منقول ہیں۔

جن لوگوں نے موسم سرما کی بارش کو ترجیح دیا ہے اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ اس وقت سورج کی تمازت کم ہوتی ہے اس لئے سمندر سے پانی کا وہی حصہ جذب کرتی ہے جو بہت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور فضا صاف اور دخانی بخارات سے خالی ہوتی ہے۔ نیز فضا میں گرد و غبار بھی نہیں ہوتا کہ پانی میں مل جائے اس لئے ان سب اسباب کی بنیاد پر اس زمانے کی بارش لطیف و صاف ہوتی ہے اور اس میں کوئی آمیزش نہیں ہوتی۔

اور جس نے ربیع کی بارش کو ترجیح دی ہے اس کا خیال یہ ہے کہ آفتاب کی تمازت سے بخارات غلیظہ تحلیل ہوجاتے ہیں۔ جس سے ہوا میں رقت و لطافت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس وجہ سے پانی ہلکا ہوجاتا ہے۔ اور اس کے اجزاء ارضی کی مقدار کم تر ہوجاتی ہے اور پودوں اور درختوں اور خوش کن فضا کے مصارف ہوجاتی ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

کی ہے انس کا بیان ہے۔

کُنَّامَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	ہم لوگ پیغمبر خداؐ کے ساتھ تھے کہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَصَابَنَا مَطَرٌ	ہم کو بارش پہنچی تو رسول اللہ صلی
فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا اتار دیا
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَوْبَہٗ وَقَالَ اِنَّہٗ	اور فرمایا کہ یہ اپنے رب کے قریبی
حَدِیْثُ عَھْدٍ بِرَبِّہٖ☆[1]	وعدہ کا ایفاء ہے۔

استسقاء کے بارے میں ہدایات نبوی کی بحث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارش طلب کرنے اور بارش کے پانی کے ابتدائی قطروں کو متبرک سمجھنے کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

---

[1] امام مسلم نے صحیح مسلم ۸۹۸ میں کتاب الصلوۃ الاستسقاء کے باب الدعا فی الاستسقاء کے تحت اس کو نقل کیا ہے۔

حرف فاء

فاتحۃ الکتاب (سورۃ فاتحہ)

اس کو ام القرآن سبع مثانی شفاء تام نافع دوا کامل جھاڑ پھونک کامرانی اور بے نیازی کی کلید حافظ قوت قرار دیا گیا ہے اور جس نے اس کی قدر ومنزلت پہچان کر اس کا حق ادا کیا اور اپنی بیماری پر عمدہ طور سے اس کی قرات کی تو یہ اس کے لئے رنج وغم حزن و ملال اور خوف و ڈر کے لئے دافع ثابت ہوگی اور اس نے شفاء حاصل کرنے اور اس کے ذریعہ علاج کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا اور وہ راز سربستہ حاصل کر لیا جو اسی کے لئے خاص طور پر چھپا کر رکھا گیا تھا۔

بعض صحابہ کرام کو جب اس کی وقعت ومنزلت کا علم ہوا اور ڈنک زدہ پر اس کو پڑھ کر دم کیا تو اسے فوری شفا ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تم کو

کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ کے ذریعہ دم کیا جاتا ہے۔؟

توفیق ایزدی نے جس کی یاوری کی اور جسے نور بصیرت عطا کیا گیا وہ اس سورہ کے اسرار و رموز سے واقف ہو گیا اور اسے یہ معلوم ہو گیا کہ توحید الٰہی کے کن خزانوں پر یہ مشتمل ہے ذات وصفات و اسماء و افعال خداوندی کی معرفت حاصل ہو گی اور شریعت تقدیر و معاد کے دلائل اس پر واضح ہو گئے اور خالص توحید ربوبیت کا عرفان ہوا۔ اور اس نے توکل و تفویض کی حقیقت بھی کامل طور پر معلوم کر لی کہ خدا ہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور ہر طرح کی بھلائی اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور تمام امور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ہدایت کی طلب میں جو کہ سعادت دارین کا ذریعہ ہے اسی خدا کی ضرورت ہے اور دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے حصول اور دونوں جگہوں کی خرابیوں کی مدافعت سے سورہ کے معانی کا جو تعلق ہے اس کو بھی اس نے معلوم کر لیا ہو گا اور اس حقیقت سے بھی آشنا ہو گیا کہ عافیت تام اور نعمت کامل اسی کے ساتھ مربوط ہے اور اسی سورہ کے تحقق پر اس کا دارو مدار ہے ساتھ ہی بہت سی دواؤں اور دم سے اس کو بے نیاز کر دیا اور اسی کے ذریعہ خیر کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے گئے اور مفاسد کے شر اور اس کے اسباب کو اسی کے ذریعہ دفع کیا گیا۔

یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو سمجھنے کے لئے ایک عجیب فطرت بڑی سمجھ اور ایمان کامل کی ضرورت ہے۔

خدا کی قسم کوئی فاسد بات یا باطل بدعت ایسی نہ ہو گی کہ سورہ فاتحہ نے اس کی تردید آسان تر نہایت واضح اور صحیح ترین راستوں سے نہ کی ہو اور معارف الٰہی کا کوئی دروازہ دلوں کے اعمال ان کی بیماریوں کی دواؤں کا کوئی ذکر ایسا نہ ہو گا کہ سورہ فاتحہ نے اسے نہ کھولا ہو اور اسی نے ان خزانوں کی طرف رہنمائی کی۔

اور اللہ رب العالمین کی سیر کرنے والوں کی کوئی منزل ایسی نہ ملے گے جس

کی ابتداء اور انتہا سورہ فاتحہ میں نہ ہو۔

خدا کی قسم سورہ فاتحہ کی شان وعظمت تو اس سے بھی بالاتر ہے اور اس سے بھی کہیں بلند ہے جب بھی کسی بندے نے اس کے ساتھ پوری وابستگی اور دل بستگی کا اظہار کیا اسے فلاح نصیب ہوئی اور جس پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ اس کا املاء کرانے والا کون ہے اور کس نے اس کو کامل شفاء مضبوط بچاؤ اور کھلی روشنی بنا کر نازل کیا ہے اس نے گویا اس کے حقیقت اور اس کے لوازم کو کماحقہٗ سمجھ لیا وہ کبھی کسی بدعت وشرک کا شکار نہیں ہوگا اور نہ کوئی قلبی بیماری اسے لاحق ہوگی اگر ہوئی بھی تو تھوڑی دیر کے لئے چند ے آئی چند ے گئی کی مصداق ہوگئی۔

بہر حال سورۃ فاتحہ زمین کے خزانوں کے لئے کلید ہے اسی طرح جنت کے خزانوں کی بھی کلید ہے لیکن ہر شخص کو اس کلید کے استعمال کرنے کا صحیح طریقہ معلوم نہیں اگر خزانوں کے متلاشی اس سورہ کے نکتہ کو جان لیتے اور اس کے حقائق سے آشنا ہو جاتے اور اس کلید کے لئے سالوں سال کوشش کرتے اور اس کے استعمال کا صحیح طریقہ معلوم کر لیتے تو پھر وہ ان خزانوں تک پہنچنے میں کوئی دقت ومزاحمت محسوس نہ کرتے۔

ہم نے جو کچھ اوپر بیان کیا ہے سخن سازی یا استعارہ کے طور پر نہیں بلکہ حقیقت کی روشنی میں بیان کیا ہے لیکن دنیا کے اکثر لوگوں سے اس راز کو پوشیدہ رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی زبردست حکمت ہے جس طرح کہ روئے زمین کے خزانوں سے لوگوں کو ناواقف رکھنے میں اس کی حکمت ہے آنکھوں سے پوشیدہ خزانوں پر ارواح خبیثہ متعین رہتے ہیں جو انسان اور ان خزانوں کے درمیان حائل رہتے ہیں۔

اور ان پر ارواح عالیہ کا غلبہ ہوتا ہے جو اپنی قوت ایمانی سے بھرپور ہوتی ہیں ان ارواح عالیہ کے پاس ایسے ہتھیار ہوتے ہیں جن کا مقابلہ شیاطین نہیں کر سکتے اور نہ ان پر ان کا غلبہ ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کو ان کے سامان سے کچھ نہیں مل پاتا کیونکہ

جب یہ قتل کیا جائے گا تب ہی مقتول سپاہی کا سامان حاصل ہوگا اور یہاں یہ صورت ہی نہیں پائی جاتی۔

فاغیۃ (حنا کی کلی)

مہندی کی کلی کو کہتے ہیں اس کی خوشبو نہایت عمدہ ہوتی ہے چنانچہ بیہقی نے اپنی کتاب ”شعب الایمان“ میں عبداللہ بن بریدہ کی حدیث کو مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَیِّدُ الرِّیَاحِیْنِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ الْفَاغِیَۃُ ☆[2]	دنیا اور آخرت میں خوشبوؤں کی سردار حنا کی کلی ہے۔

اور شعب الایمان میں ہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ خوشبو حنا کی کلی تھی ان دونوں حدیثوں کے بارے میں خدا ہی بہتر جانتا ہے ہم اس کی صحت یا عدم صحت کی شہادت نہیں دے سکتے۔

اس کا مزاج معتدل حرارت اور معتدل یبوست ہے اس میں معمولی طور پر قبض پایا جاتا ہے اگر اونی کپڑوں کی تہہ کے درمیان اس کو رکھ دیا جائے تو دیمک لگنے سے محفوظ رہیں گے فالج اور نمدو کراز کے مرہم میں اسے ڈالتے ہیں اور اس کا روغن ورم اعضاء کو تحلیل کرتا ہے اور اعصاب کو نرم بناتا ہے۔

فضۃ (چاندی)

یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا[3] اور آپ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا[4] اور احادیث نبویہ میں چاندی کے زیور بنانے اور اس کو استعمال کرنے سے ممانعت صحیح طور پر منقول نہیں ہے البتہ چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے منع کیا گیا ہے اور برتنوں کا باب زیورات بنوانے سے زیادہ تنگ ہے۔ اسی لئے عورتوں کو نقرئی لباس و زیور کی

اجازت دی گئی ہے اور نقرئی برتنوں کو حرام قرار دیا گیا لہذا برتنوں کی حرمت سے لباس و زیور کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

"سنن" میں مرفوعاً روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لیکن چاندی سے کھیل کود کرو۔ ۵ اس لئے اب اس کی تحریم کے لئے کھلی دلیل ضروری ہے خواہ نص ہو یا اس پر اجماع ہو اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی ثابت ہو تو خیر حرمت کا ثبوت مل جائے گا ورنہ مردوں پر اس کی تحریم والی بات پر دل مطمئن نہیں حدیث میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے ہاتھ میں ریشم لیا اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ ۶

اس روئے زمین پر چاندی خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور ضرورتوں کے لئے طلسم ہے اور دنیا والوں کا باہم احسان بھی ہے چاندی کا مالک دنیا والوں کی نگاہوں میں قابل رشک ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت ہوتی ہے مجالس کا صدر نشین بنایا جاتا ہے۔ اور اپنے دروازوں پر اس کا گرم جوشی کے ساتھ استقبال کرتے ہیں اس کی ہم نشینی اور صحبت سے تکان نہیں ہوتی اور نہ کسی طرح دل پر بار محسوس کیا جاتا ہے لوگوں کی انگلیاں اس کی طرف اٹھتی ہیں اور لوگ اس کے چشم براہ رہتے ہیں اگر کوئی بات کہتا ہے تو لوگ سنتے ہیں اگر کسی کی سفارش کر دے تو سفارش قبول ہوتی ہے اگر گواہی دیتا ہے تو اس کی شہادت تسلیم کر لی جاتی ہے اگر لوگوں کو خطاب کرتا ہے تو لوگ اس پر نکتہ چینی نہیں کرتے اگر چہ یہ بہت زیادہ بوڑھا ہو اور اس کے سارے بال سفید ہو گئے ہوں پھر بھی وہ لوگوں کو جوانوں سے زیادہ حسین و جمیل نظر آتا ہے۔

چاندی کا شمار فرحت بخش دواؤں میں ہوتا ہے یہ رنج و غم حزن و ملال کو دور کرتی ہے دل کی کمزوری اور خفقان کو ختم کرتی ہے اور بڑے بوڑھوں کے استعمال کئے

بنی آدم کوٹھیس پہنچے گی دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ اس کی حرمت کا سبب تکبر اور فخر ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ تحریم کی حقیقی علت یہ ہے کہ جب فقراء و مساکین دوسرے لوگوں کو اس کا استعمال کرتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کی دل شکنی ہوگی اور ان کو تکلیف پہنچے گی۔

تحریم کے اسباب جو اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ قابل تسلیم نہیں ہیں اس لئے کہ نقود کی کمی اور تنگی کے سبب سے نقرئی زیوروں کا بنانا اور چاندی کو پگھلا کر اس کے ڈلے تیار کرنا بھی حرام ہونا چاہیے یا اسی طرح کی تمام چیزوں کو جن کا شمار اوانی وظروف میں نہیں ہوتا حرام قرار دینا چاہئے۔ تکبر اور فخر وغرور یہ تو ہمہ وقت حرام ہے خواہ جس چیز میں بھی کیا جائے رہ گیا فقراء و مساکین کی دل شکنی کا مسلہ تو اس کا کوئی ضابطہ نہیں ہے کیونکہ لوگوں کی بلند و بالا بلڈنگوں اور عمارتوں عمدہ باغات لہلہاتی کھیتیاں تیز رفتار عمدہ سواریاں اور ملبوسات فاخرہ اور لذیذ و مزیدار کھانے اور اسی طرح کی دیگر مباح چیزوں کو دیکھ کر ان کی دل شکنی ہوتی ہے اور یہ ملول خاطر ہوتے ہیں جبکہ ان تمام علتوں کا اعتبار نہیں اس لیے کہ علت جب موجود ہوگی تو معلوم کا بھی وجود بہر حال ہوگا لہذا صحیح بات یہی سمجھ میں آتی ہے کہ تحریم کی حقیقی علت وہ دلی کیفیت ہے جو اس کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے اور ایسی حالت ہے جو عبودیت کی پورے طور پر منافی ہے اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تحریم کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دنیا میں کافروں کے لئے ہے اس لئے کہ ان کے لئے عبودیت کا کوئی حصہ نہیں حاصل ہوتا جس سے وہ آخرت میں اس کی نعمتوں کو پاسکیں لہذا کسی خدا کے پرستار بندے کے لئے دنیا میں اس کا استعمال کرنا درست نہیں ہے دنیا میں اس کا استعمال صرف وہی شخص کرتا ہے جو عبودیت الٰہی سے خارج ہے اور آخرت کے بجائے دنیا اور اس کی موجودہ حالت پر رضامند ہو گیا۔

....

۱ے یہ حدیث صحیح بخاری میں مذکور ہے اس کی تخریج گذر چکی ہے۔

۲ے ابونعیم نے کتاب "الطب" میں اور طبرانی نے "الاوسط" میں اسی طرح "المجمع" ۳۵/۵ میں اس کو بیان کیا اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

۳ے امام بخاری نے ۲۷۱/۱۰، ۲۷۲ میں ترمذی نے الشمائل نمبر ۸۴ میں حدیث انسؓ سے اس کوذکر کیا ہے۔

۴ے ترمذی نے شمائل (۹۹) میں اور جامع ترمذی ۱۶۹۱ میں ابوداوٗد نے ۲۵۸۳ میں نسائی نے ۲۱۹/۸ میں اس کونقل کیا ہے اس کی سند صحیح ہے قبیعہ تلوار کے قبضہ کے کنارے پر چاندی یا لوہے وغیرہ کا ڈاکٹر ہوتا ہے اسے کہتے ہیں۔

۵ے امام احمد نے ۳۴۴/۲، ۳۷۸ ابوداوٗد نے ۴۲۳۶ میں کتاب الخاتَم کے باب ماجاء فی الذھب للنساء کے تحت اس کی تخریج کی ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

۶ے یہ حدیث صحیح ہے متعدد صحابہ سے مروی ہے جیسے علیؓ ابوموسیٰ اشعری عمر عبداللہ ابن عمروٗ عبداللہ بن عباسؓ زید بن ارقمؓ واثلہ بن اسقع عقبہ بن عامر اور حافظ زیلعی نے "نصیب الرایۃ" ۲۲۲/۴، ۲۲۵ میں اس کی تخریج مکمل طور پر کی ہے۔

۷ے امام بخاری نے ۸۴/۱۰ میں کتاب الاشربتہ باب الشرب فی آنیۃ الذھب کے تحت اور امام مسلم نے ۲۰۶۵ میں کتاب اللباس والزینتہ کے باب تحریم استعمال آوانی الذھب والفضتہ فی الشرب وغیرہ کے تحت اس کونقل کیا ہے۔

۸ے امام بخاری نے صحیح بخاری ۴۸۱/۹ میں کتاب الاطعمتہ کے باب الاکل فی اناء مفضض کے تحت حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کو بیان کیا ہے۔

حرف قاف

قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ☆ (اسراء۔۸۲)	ہم قرآن سے ایسی چیز نازل کرتے ہیں جو یقین کرنے والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔

اس آیت میں لفظ ''من'' راجح قول کی بنیاد پر بیان جنس کے لئے ہے تبعیض کے لئے نہیں ہے دوسری جگہ ارشاد باری ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ تْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِه☆ (یونس۔ ۵۷)	اے لوگو! تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس وعظ (اور نصیحت) اور سینوں کی بیماریوں کے لئے شفا پہنچ چکی ہے۔

قرآن مجید بدنی اور قلبی بیماریوں کے لئے شفاء کامل ہے اور دنیا و آخرت کے تمام امراض کے لئے شافی علاج ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ ہر ایک کو اس سے شفا حاصل کرنے کی اہلیت نہ ہو اور نہ شفا لینے کی توفیق ہو اگر مریض علاج قرآنی کا صحیح طریقہ جانتا ہو۔ اور صداقت و ایمان کامل جذبہ خالص اور پختہ اعتقاد کے ساتھ کسی بیماری کا شکار نہیں ہو سکتا۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ بیماریوں کی کیا مجال ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کے رب کا مقابلہ کریں اور اس کو توڑ دیں جبکہ خدا اس کلام کو اگر پہاڑوں پر نازل کر دیتا تو اسے چکنا چور کر دیتا اور اگر زمین پر اس کو نازل کر دیتا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے اس لئے دنیا میں کوئی ایسی قلبی وجسمانی بیماری نہیں ہے جس کے سبب وعلاج کی طرف قرآن نے رہنمائی نہ کی ہو اور اس سے پرہیز واحتیاط کی راہ وہی اختیار کر سکتا ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب کی سمجھ عطا فرمائی ہے۔ شروع ہی میں ہم نے قرآن کے ان رہنما اصولوں اور رہبر دستوروں کا ذکر کر دیا ہے جن سے حفظان صحت پرہیز

ایذا دینے والے مواد کا استفراغ کرنا ممکن ہے اور انھیں رہبر اصولوں کی روشنی میں ان تمام انواع صحت واذیت کی طرف رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

قلبی بیماریوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور اس کے اسباب وعلاج کا بھی تفصیلی بیان قرآن نے کیا ہے جیسا کہ فرمایا۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ☆ (عنکبوت۔۵۱)	کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر اپنی کتاب نازل کی جوان پر تلاوت کی جاتی ہے۔

جس کو قرآن سے شفا حاصل نہ ہوئی اس کو خدا شفا کی کوئی راہ نہیں دکھا سکتا اور جس کے لئے قرآن کافی نہ ہو اس کی کفایت خدا کے یہاں ممکن نہیں۔

قثاء (ککڑی)

سنن میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے تھے اس حدیث کو امام ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

ککڑی دوسرے درجہ میں سرد تر ہے معدہ کی شدت حرارت کو بجھاتی ہے یہ فاسد نہیں ہوتی اگر ہوتی بھی ہے تو بتدریج ہوتی ہے مثانہ کے درد کے لئے نافع ہے اس کی بو سے بیہوشی ختم ہو جاتی ہے اس کا تخم پیشاب آور ہے اگر کتے کے کاٹے ہوئے مقام پر اس کے پتے کا ضماد کریں تو مفید ہے دیر ہضم ہے اس کی برودت سے معدہ کو کبھی ضرر بھی پہنچتا ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کے وقت مصلح کا لحاظ رکھنا چاہئے تاکہ وہ اس کی برودت و رطوبت کو معتدل کردے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تر کھجور کے ساتھ استعمال کیا اگر اس کو چھوہارے کشمش یا شہد کے ہمراہ استعمال کریں تو اس میں اعتدال پیدا ہو جائے گا۔

قسط (کست)

یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں۔

صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔

خَیْرُ مَاتَدَ اوَیْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِیْ ☆۲	جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں سب سے بہترین دوا پچھنا لگوانا اور قسط سمندری ہے۔

مسند میں ام قیس کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔

عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِیِّ فَاِنَّ فِیْهِ سَبْعَةَ اَشْفِیَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ ☆۳	تم اس عود ہندی کو بطور دوا استعمال کرو اس لئے کہ اس میں سات بیماریوں کے لئے شفاء ہے ذات الجنب ان ہی میں سے ایک بیماری ہے۔

قسط دو طرح کی ہوتی ہے ایک سفید رنگ کی ہوتی ہے جس کو قسط سمندری کہتے ہیں اور دوسری قسم کو ھندی کہتے ہیں اور جو سفید رنگ کی قسط سے گرم تر ہوتی ہے اور سفید رنگ کی قسط اس سے کمتر ہوتی ہے ان کے فوائد بے شمار ہیں دونوں قسم کی قسط تیسرے درجہ میں گرم خشک ہوتی ہیں بلغم کو خارج کرتی ہیں زکام کے لئے دافع ہیں اور ان دونوں کی برودت کے لئے مفید ہیں۔ نیز بادی اور میعادی بخار کے لئے مفید ہیں پہلو کے درد کو ختم کرتی ہیں ہر قسم کے زہر کے لئے تریاق کا کام کرتی ہیں اگر اس کو پانی اور شہد کے ساتھ ملا کر چہرے کی مالش کی جائے تو جھائیں جاتی رہتی ہے۔ حکیم جالینوس نے لکھا ہے کہ قسط ٹیٹنس اور دردوزہ میں مفید ہے اور کدو دانے کے لئے قاتل ہے۔

چونکہ فن طب سے نا آشنا اطباء کو اس کا علم نہ تھا کہ قسط ذات الجب میں مفید ہے اس لئے انہوں نے اس کا انکار کیا ہے اگر یہ بات کہیں حکیم جالینوس سے ان کو ملتی تو اسے نص کا مقام دیتے۔ حالانکہ بہت سے متقدمین اطباء نے اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ قسط بلغم سے ہونے والے ذات الجب کے درد میں مفید ہے اس کو خطابی نے محمد بن جہم کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔

ہم اس سے پہلے بھی یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ انبیاء ورسل کی طب کے سامنے اطباء کی موجودہ طب کی حیثیت اس سے کمتر ہے۔ جو فسوں کاروں اور کاھنوں کا طریقہ علاج اطباء کے اس مکمل فن طب کے مقابلہ میں ہے۔

اور قابل غور بات یہ ہے کہ جو علاج وحی الٰہی کے ذریعہ تجویز کیا گیا ہو اس کا مقابلہ اس علاج سے کیسے کیا جا سکتا ہے جو صرف تجربہ اور قیاس کا رہین منت ہو ان دونوں کے درمیان ایڑی چوٹی سے بھی زیادہ کا فرق ہے یہ نادان تو ایسے بے عقل ہیں کہ اگر ان کو یہود و نصاریٰ اور مشرک اطباء سے کوئی دوا مل جائے تو اسے آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہیں اور تجربہ کی کوئی شرط اس کی قبولیت کے لئے نہیں پیش کرتے۔

ہم بھی اس بات کے منکر نہیں ہیں کہ عادت کا دواؤں کے اثر میں خاص مقام ہوتا ہے۔ اور اس کی تاثیرات کے نافع وضرر رساں ہونے میں یہ چیز مانع بن سکتی ہے چنانچہ جو شخص کسی خاص دوا یا غذا کا عادی ہو۔ اس کے لئے یہ دوا زیادہ نفع بخش اور موزوں ثابت ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس شخص کے جو کہ اس کا عادی نہیں ہوتا اس کو اتنا فائدہ نہیں ہوتا یا کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔

اگرچہ فاضل اطباء کسی بات کو مطلقاً بیان کرتے ہیں مگر اس میں باطن مزاج موسم مقامات اور عادات کی رعایت ہوتی ہے اور جب یہ قید اس کے کسی علاج یا تشخیص کے سلسلہ میں بڑھا دی جائے تو ان کے کلام اور ان کی عملی دسترس پر کوئی حرف نہیں آتا پھر کیسے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر حرف آ سکتا ہے۔ چونکہ اکثر انسان

جہالت وگمراہی کا پتلا ہوتا ہے اس لئے وہ اس سے باز نہیں آتے ہاں وہ شخص اس زمرہ سے خارج ہے جس کو اللہ تعالیٰ روح ایمانی اور نور بصیرت عطا کر کے ہدایت کرے اور اس کی مدد کرے۔

قصب السکر (گنا)

بعض صحیح احادیث میں سکر کا استعمال ہوا ہے چنانچہ حوض کوثر کے بارے میں ہے کہ اس کا پانی شکر سے بھی زیادہ شیریں ہے۔[۴] سکر کا لفظ اس حدیث کے علاوہ کہیں اور نہیں ملتا۔

شکر ایک نو ایجاد چیز ہے اس بارے میں قدیم اطباء نے بحث نہیں کی ہے نہ اسے جانتے ہی تھے اور نہ ہی مشروبات میں اس کا ذکر کرتے تھے بلکہ ان کو صرف شہد سے واقفیت تھی اور اسی کو دواؤں کے ہمراہ استعمال کرتے تھے۔

اس کا مزاج گرم تر ہے کھانسی کے لئے مفید ہے رطوبت و مثانہ کو جلاء دیتی ہے۔ سانس کی نالی کو صاف کرتی ہے اس میں شکر سے زیادہ تلیین پائی جاتی ہے قے پر ابھارتی ہے پیشاب آور ہے قوت باہ میں اضافہ کرتی ہے۔

چنانچہ عفان بن مسلم نے بیان کیا کہ جو کھانے کے بعد گنا چوس لے تو وہ پورے دن جماع کا سرور ولطف لے سکے گا۔ اگر اس کو گرم کر کے استعمال کیا جائے تو سینے اور حلق کی خشونت کو دور کرتا ہے۔ اس سے ریاح پیدا ہوتی ہے اس لئے ریاح کو روکنے کے لئے اس کو چھیل کر کھانا چاہئے اور اس کے بعد گرم پانی سے اس کو دھولیں تو اور زیادہ مفید ہے شکر صحیح قول کی بنیاد پر گرم تر ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بارد ہے سب سے عمدہ شکر سفید صاف وشفاف دانے دار ہوتی ہے۔[۵]

پرانی شکر تازہ سے زیادہ لطیف ہوتی ہے اگر اس کو پکا کر اس کا جھاگ نکال لیا جائے تو تشنگی اور کھانسی میں مفید ہے۔

معدہ میں صفراء پیدا کرنے کی وجہ سے معدہ کے لئے مضر ہے لیموں یا عرق

سنترہ یا انار ترش کے عرق سے اس کی مضرت دور کی جا سکتی ہے۔

چونکہ شکر میں حرارت اور تلیین کم پائی جاتی ہے اس لئے بعض لوگ اس کو شہد پر ترجیح دیتے ہیں اور اسی چیز نے ان کو شہد کے بجائے شکر کے استعمال پر آمادہ کیا شہد کے فوائد شکر کے بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے شہد کو شفا اور دواء کے ساتھ ہی سالن اور شیرینی قرار دیا ہے پھر شہد کے منافع کے مقابل شکر کا ذکر کیا؟

شہد میں تقویت معدہ پائی جاتی ہے پاخانہ نرم کرتی ہے نگاہ تیز کرتی ہے اس کا دھندلا پن ختم کرتی ہے اس کا غرغرہ کرنے سے خناق (سانس لینے میں دشواری ہونے والی بیماری) دور ہو جاتی ہے۔ فالج ولقوہ سے نجات ملتی ہے اور وہ تمام بیماریوں جو برودت کی بنیاد پر جسم میں رطوبات پیدا کرتی ہیں سب کو شفا بخشتی ہے اور رطوبات کو بدن کی گہرائیوں سے بلکہ تمام بدن سے ہی باہر نکال پھینکتی ہے صحت کی حفاظت کرتی ہے اسے فربہ بناتی ہے اور گرم کرتی ہے قوت باہ میں اضافہ کرتی ہے مواد فاسدہ کو تحلیل کے جلاء بخشتی ہے رگوں کے منہ کھول دیتی ہے۔ آنتوں کی صفائی کرتی ہے کیڑے کو خارج کرتی ہے عفونت سے ہونے والی بدہضمی کے لئے قاطع ہے ساتھ ہی یہ مفید سالن بھی ہے بارد اور بلغمی مزاج والوں اور بوڑھوں کے لئے موزوں ترین دوا ہے الغرض شہد سے زیادہ کوئی مفید دوا ہو ہی نہیں سکتی علاج کے لئے اور دواؤں سے مایوسی کے وقت یہی ایک چیز ہے جو نافع ہوتی ہے اعضائے انسانی کی محافظ ہے اور معدہ کی تقویت چند در چند کرتی ہے پھر اس کے منافع خصوصیات کے سامنے شکر کا کہاں ذکر اور کیا مقام ہے۔

....

ا؎ ابوداؤد نے سنن ابوداؤد ۳۸۳۵ میں کتاب الاطعمۃ باب الجمع بین لونین کے تحت اور ترمذی نے ۱۸۴۵ میں کتاب الاطعمۃ کے باب ماجاء فی اکل القثاء بالرطب کے ذیل میں اس کو بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے ۳۳۲۵ میں کتاب الاطعمۃ کے باب القثاء والرطب یجتمعان کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے اس کی سند صحیح ہے اور امام بخاری نے ۹/۹۴۵ میں کتاب الاطعمۃ باب القثاء کے تحت اور امام مسلم نے ۲۰۴۳ میں کتاب الاشربۃ باب اکل القثاء بالرطب کے ذیل میں عبد اللہ بن جعفر سے بایں طور روایت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ککڑی کھجور کے ساتھ تناول فرمارہے تھے۔

۲؎ اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے۔

۳؎ اس حدیث کو امام احمد نے ۶/۳۵۶ میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ صحیح بخاری ۱۰/۱۲۴، ۱۲۵ میں کتاب الطب کے باب السعوط بالقسط الهندی والبحری کے تحت مذکور ہے۔

۴؎ ہمارے سامنے جو مصادر و مراجع موجود ہیں اس میں کہیں بھی یہ لفظ حوض کی صفت کے بیان مذکور نہیں ملتا بلکہ احلی من العسل شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے کہ لفظ کے ساتھ صحیح مسلم ۲۴۷ میں حدیث ابوہریرہ کے ذیل میں مذکور ہے اسی طرح ترمذی ۲۴۴۷ میں اور مسلم نے ۲۳۰۰ میں "مسند" ۵/ ۱۴۹ میں حدیث ابوذر کے تحت موجود ہے اور ترمذی ۲۵۴۵ میں حدیث انس بن مالک سے منقول ہے اور ترمذی ۳۳۵۸ میں بھی یہ روایت موجود ہے اور مسند ۲/ ۶۷ میں حدیث ابن عمر سے اور مسند ۲/ ۱۹۹ میں حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاص سے منقول ہے اور اسی مسند ۱/ ۳۹۹ ہی میں حدیث ابن مسعود سے اور مسند کے ۵/ ۲۷۵، ۲۸۱، ۲۸۳ میں اور مسلم ۲۳۰۱ میں حدیث ثوبان سے مذکور ہے اور مسند ۵/ ۳۹۰، ۳۹۴، ۴۰۶ میں حدیث حذیفہ سے اور مسند ۵/ ۲۵۰ میں حدیث ابوامامہ سے منقول ہے شکر کا لفظ ابوہریرہ کی اس حدیث میں مذکور ہے جس کو امام ترمذی نے جامع ترمذی ۲۴۰۶ میں کتاب الزہد کے تحت مرفوعاً ذکر کیا ہے جس کے الفاظ یوں ہیں کہ آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دنیا کو دین کے ساتھ گڈمڈ کردیں گے بھیڑ کی نرم کھال پہن کر لوگوں کے سامنے نکلیں گے ان کی زبان اور گفتگو شکر سے بھی زیادہ شیریں ہوگی اور ان کے دل بھیڑیئے سے زیادہ خونخوار ہوں گے خدا تعالیٰ نے فرمایا کیا یہ میرے ساتھ دھوکا بازی سے کام لینا چاہتے ہیں یا مجھ پر جسارت کردکھاتے ہیں میں نے بھی قسم کھائی ہے کہ میں ان پر ایسے فتنے برپا کروں گا جو ان میں حلیم و بردبار کو حیران چھوڑ دے گا اس کی سند میں یحییٰ بن عبیداللہ بن عبد بن موہب متروک راوی ہے۔

۵؎ طبرزد فارسی معرب ہے اصلی میں تبرزد ہے یعنی وہ سخت ہے نہ تو نرم اور نہ لچکدار تبر پھاوڑے کو کہتے ہیں یعنی اس کا ابھار ارد گرد سے پھاوڑی کی طرح ہوتا ہے۔

حرف کاف

کتاب الحمی (تعویذ بخار)

مروزی نے بیان کیا کہ عبداللہ کو یہ معلوم ہوا کہ میں بخار میں مبتلا ہوں تو

انہوں نے میرے بخار کے لئے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جس میں یہ مذکور تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ قُلْنَا يَانَارُ كُوْنِی بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاَرَادُوْبِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ. اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ اِشْفِ صَاحِبَ هٰذَا الْكِتَابِ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ وَجَبَرُوْتِكَ اِلٰهَ الْحَقِّ ☆ آمین	اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اللہ کے نام سے اور اللہ کے ساتھ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ہم نے کہا اے آگ ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا ابراہیم کے ساتھ ان (کافروں) نے فریب کرنے کا ارادہ کیا تھا تو ہم نے ان کو نا کام بنا دیا اے اللہ جبرئیل میکائیل اور اسرافیل کے رب تو اپنی قوت وطاقت تصرف اور جبروت سے اس تعویذ والے کو شفا عطا کر اے حقیقی معبود۔ آمین

مروزی نے بیان کیا کہ ابو المنذر عمرو بن مجمع نے ابو عبداللہ یہ رقعہ پڑھ کر سنایا اور میں اسے سن رہا تھا انہوں نے حدیث بیان کی کہ ہم سے یونس بن حبان نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے تعویذ لکانے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اگر تعویذ میں کتاب الٰہی قرآن یا کلام رسول لکھا ہو تو اس کو لکاؤ اور اس سے شفا حاصل کرو میں نے کہا کہ میں چار روزہ بخار کے لئے ''بسم اللہ و باللہ و محمد رسول اللہ الخ ''تعویذ میں لکھتا ہوں آپ نے کہا بہتر ہے۔

امام احمدؒ نے عائشہؓ وغیرھا سے نقل کیا ہے کہ عرب لوگ اس بارے میں نرم رویہ اختیار کرتے تھے۔

حرب کا قول ہے کہ امام احمد بن حنبل اس بارے میں متشدد نہ تھے اور عبداللہ بن مسعود اس کو نہایت درجہ ناپسند کرتے تھے امام احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ مجھ سے

تمائم کے بارے میں دریافت کیا گیا جو نزول بلا کے وقت عموماً گردن میں لٹکائی جاتی آپ نے فرمایا کہ میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خلال نے بیان کیا کہ ہم سے عبد اللہ بن احمد نے حدیث بیان کی فرمایا کہ میرے والد خوفزدہ شخص کے لئے تعویذ لکھتے تھے اور نزول بلاء کے وقت ہونے والے بخار کے لئے بھی تعویذ لکھا کرتے تھے۔ کتاب عسرة ولادت (ولادت کی پریشانی کی تعویذ)

خلال نے بیان کیا کہ ہم سے عبد اللہ بن احمد نے حدیث بیان کی فرمایا کہ جب کسی عورت کو دردزہ ہوتا اور ولادت کی پریشانی ہوتی تو میرے والد ایک سفید برتن یا کسی صاف پاک چیز میں عبد اللہ بن عباس کی یہ حدیث لکھتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعَالَمِيْنَ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ
مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْآ اِلَّا
سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلَاغٌ☆
(احقاف۔۳۵)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلیم کریم ہے عرش عظیم کا رب اللہ تعالیٰ ہے تمام تعریف اللہ رب العلمین ہی کے لائق ہے جس روز وہ عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے یہ (قرآن) تبلیغ ہے۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْآ
اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا☆
(نازعات۔۴۶)

جس روز وہ اس کو دیکھیں گے تو وہ ایسے ہو جائیں گے گویا وہ دنیا میں دن کے آخری وقت یا ناشتہ کے وقت تک رہے ہوں۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

يَمْحُوْا اللّٰهُ مَايَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ☆ (رعد۔ ۳۹)

اللہ ہی جس (حکم) کو چاہتا ہے موقوف کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔

کتاب للحزاز (بالخورہ کا تعویذ)

مریض کے سر پر یہ آیت لکھی جائے۔

فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ☆ (بقرہ۔۲۶۶)

تو اس باغ کو تو آگ کا ایک جھونکا لگ جائے جس میں آگ ہو پھر وہ باغ جل جائے خدا کے تصرف اور قوت کے ذریعہ۔

اس کا دوسرا تعویذ غروب آفتاب کے وقت لکھا جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ☆ (حدید۔۲۸)

اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دوہرا (ثواب) عطا کرے گا۔ اور تم کو ایسا نور عطا کرے گا جس کے ذریعہ تم چلتے پھرتے رہو گے اور وہ تم کو بخش دے گا اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

کتاب اخر للحمی المثلثۃ (سہ روزہ بخار کا دوسرا تعویذ)

تین عمدہ پتیوں پر اس کو لکھا جائے اور ہر روز ایک پتی لے کر بخار زدہ اپنے منہ میں رکھے اور پانی سے نگل جائے تو بخار ختم ہو جائے گا دعا یہ ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ	خدائے کبیر کے نام سے اور
الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ	خدائے برتر سے میں ہر رگ فتنہ
نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ☆ ۱	انگیز سے اور جہنم کی آگ کی گرمی
	کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

كتاب وجع الضرس (تعویذ برائے درد دنداں)

اس رخسار پر جس کی طرف کی داڑھ میں درد ہو یہ لکھنا چاہئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا
وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ	مہربان نہایت رحم والا ہے (خدا)
وَ الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِيْلًا	ایسا (قادر و منعم) ہے جس نے
مَّا تَشْكُرُوْنَ ☆ (مومنون۔	تمہارے لئے کان آنکھیں اور
۷۸)	دل بنائے (لیکن) تم لوگ بہت
	ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔

اور اگر کوئی چاہے تو یہ آیت بھی لکھ سکتا ہے۔

وَلَهٗ مَاسَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ	اور اسی (اللہ) ہی کی سب
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ☆	(ملک) ہے جو کچھ رات اور دن
(انعام۔۱۳)	میں رہتے ہیں اور وہی بڑا سننے والا
	اور جاننے والا ہے۔

كتاب الخراج (پھوڑے کے لئے تعویذ)

پھوڑے کے اوپر یہ آیت لکھی جائے۔

وَيَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَاتَرٰی فِيْهَا عِوَجًاوَّ لَآ اَمْتًا☆	اور لوگ تجھ سے پہاڑوں کے متعلق پوچھتے ہیں تو تو کہدے کہ ان کو میرا رب بالکل اڑا دے گا پھر اس کو ایک ہموار میدان کر دے گا جس میں (اے مخاطب) تو کوئی ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی دیکھے گا۔

(طہ۔۱۰۵'۱۰۷)

کماۃ (سانپ کی چھتری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا۔

اَلْکَمْأَۃُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُھَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ☆	کھمبی من کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

امام بخاری امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ۲

ابن اعرابی نے کماۃ کو کمہ کی جمع خلاف قیاس بتایا ہے اس لئے کہ جمع اور واحد کے درمیان صرف تاء کا فرق ہے اور اس کا واحد بھی تاء کے ساتھ ہے جب اسے خدف کر دیا تو جمع کے لئے ہو گیا اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کماۃ جمع ہے یا اسم جمع ہے؟ اس بارے میں دو قول مشہور ہیں چنانچہ اھل لغت کا قول ہے کہ اس سے صرف دو لفظ کماۃ و کما نکلتے ہیں جیسے جباۃ و جب ہے ابن اعرابی کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ کماۃ قیاس اس کے مطابق ہے کماۃ واحد کے لئے اور کم کثیر کے لئے استعمال ہوتا ہے بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ کماۃ واحد جمع دونوں کے لئے یکساں طور پر مستعمل ہے۔

جو لوگ پہلی لغت کے قائل ہیں وہ شاعر کے اس کلام سے استدلال کرتے ہیں کہ کم ءاکموء کی طرح جمع ہے۔

وَلَقَدْ جَنَيْتُکَ اَکْمُؤًا وَعَسَا قِلًا	وَلَقَدْ نَهَيْتُکَ عَنْ بَنَاتِ الْاَوْبَـــــــرِ۔ ۳

اور میں تمہارے لئے عمدہ کھمبی اور سانپ کی چھتری چن کر لایا کہ تم کھاؤ اور میں نے تم کو بری قسم کی کھمبی کے کھانے سے روک دیا۔

اس شعر سے کم کے مفرد اور کماۃ کے جمع ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

کھمبی زمین پر خودرو ہوتی ہے اس کے چھتری دار ہونے کی وجہ سے کماۃ کہتے ہیں اور محاورہ میں کما الشہادۃ گواہی چھپانے کے معنی میں مستعمل ہے کھمبی زیر زمین مستور رہوتی ہے اس میں پتے اور ڈنٹھل نہیں ہوتے اس کا مادہ جوہر ارضی بخاری ہے جو زمین میں اس کی سطح کے برابر موسم سرما کی ٹھنڈک کے باعث تحقن ہوتا ہے۔ ربیع کی بارش میں یہ بڑھ جاتی ہے پھر یہ زمین پر اگ آتی ہے اور سطح زمین پر جسم و شکل کے ساتھ ابھرتی ہے اسی وجہ سے اس کو زمین کی چیچک کہتے ہیں کیونکہ وہ صورت اور مادہ میں چیچک کے بالکل مشابہ ہوتی ہے کیونکہ اس کا مادہ رطوبت دموی ہوتی ہے جو عموماً جوانی اور نمو کے وقت ہی جلد پر ابھر آتی ہے جبکہ حرارت کا پورے طور غلبہ ہوتا ہے اور قوت اس کو مزید بڑھا دیتی ہے۔

یہ موسم بہار میں عام طور پر پائی جاتی ہے اس کا خام و پختہ دونوں طریقے سے کھایا جاتا ہے عرب اسے گرج کا پودا کہتے ہیں اس لئے کہ گرج کی کثرت سے یہ زیادہ پائی جاتی ہے اور کڑک ہی کی وجہ سے زمین پھٹتی ہے دیہات کے باشندوں کی یہ غذا ہے اور عرب کی زمین پر اس کی پیداوار زیادہ ہے عمدہ قسم کی کھمبی وہی ہوتی ہے جو ریتلی زمین کی ہو جہاں پانی کم ہو۔

اس کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک قسم مہلک ہوتی ہے جس کا رنگ سرخی مائل ہوتا ہے اس سے دمہ کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

یہ تیسرے درجہ میں بارد رطب ہے معدہ کے لئے مضر ہے اور دیر ہضم ہے اگر اس کو بطور سالن استعمال کیا جائے تو اس سے قولنج سکتہ اور فالج پیدا ہوتا ہے معدہ میں درد ہوتا ہے اور پیشاب میں پریشانی لاحق ہوتی ہے تازہ خشک کے مقابل کم ضرر رساں

ہے جو اس کو کھانا چاہے اسے چاہئے کہ تر مٹی میں دفن کر دے اور اس کو نمک پانی اور پہاڑی پودینہ کے ساتھ جوش دے اور روغن زیتون اور گرم مصالحہ کے ساتھ کھائے کیونکہ اس کا جوہر ارضی غلیظ ہوتا ہے جس کو غذا بنانا مضر ہے لیکن اس میں پانی کا ایک لطیف جوہر بھی پایا جاتا ہے جو اس کی لطافت پر دلالت کرتا ہے اس کا بطور سرمہ استعمال آنکھوں کے دھندلا پن اور گرم آشوب چشم کے لئے بے حد مفید ہے مختلف فاضل اطباء نے اس کا اعتراض کیا ہے کہ کھمبی کا پانی آنکھ کو جلا بخشتا ہے اس کا ذکر مسیحی اور مصنف ''القانون'' وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

آپ کے اس قول الکماۃ مِنَ الْمَنِّ کے بارے میں دو قول منقول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر جو من نازل کیا گیا تھا بلکہ بہت سی چیزیں ان پودوں میں سے تھیں جو بلا کاشت وصنعت اور بغیر سیرابی کے خودرو تھے ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا تھا۔

من مفعول کے معنی میں مصدر کا صیغہ ہے یعنی ممنون کے معنی میں ہے خدا نے ہر ایسی چیز جو بندے کو عطا کی جس میں بندے کی کوئی کاشت ومحنت نہ ہو وہ محض من ہے اگرچہ اس کی ساری نعمتیں ہی بندے پر من ہوں مگر جس میں کسب انسانی کا دخل نہ تھا اس کو خاص طور پر من قرار دیا اس لئے کہ وہ بندے کے واسطے کے بغیر من ہے اور خدا تعالیٰ نے میدان تہیہ میں ان کی غذا کماۃ (کھمبی) بنائی جو روٹی کے قائم مقام تھی اور ان کا سالن سلوی بنایا جو گوشت کے قائم مقام تھا اور ان کا حلوا اس شبنم کو بنایا جو درختوں پر نازل ہوتی تھی چنانچہ یہ حلواء کے قائم مقام ہوا۔ اس طرح سے بنی اسرائیل کی معیشت کی تکمیل فرمائی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر غور فرمایئے آپ نے فرمایا کھمبی من کی ایک قسم ہے جس کو خدا نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا گویا کہ کھمبی کو من میں از فرمایا اور اس کا ایک جزء قرار دیا۔ اور ترنجبین ؎ جو درختوں پر گرتی ہے وہ

بھی من ہی کی ایک قسم ہے پھر نئی اصطلاح میں اس کو من پر بولا جانے لگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کماۃ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس من کے مشابہ قرار دیا جو آسمان سے نازل ہوا تھا وجہ شبہ یہ ہے کہ یہ بغیر کسی محنت و مشقت اور بغیر کاشت اور آبیاری کے پیدا ہوتا ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ کھمبی کی یہ حیثیت ہونے کے باوجود اس میں ضرر کا کیا سوال ہوتا ہے اور یہ اس میں کس طرح پیدا ہوا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس پر غور نہیں کیا کہ باری تعالیٰ نے اپنی تمام مصنوعات کو جانچ پڑتال کر کے اور پوری طرح پرکھنے کے بعد پیدا فرمایا۔ اور ممکن حد تک اس میں عمدگی و بہتری کا عنصر شامل رہا اور وہ اپنی پیدائش کے ابتدائی مرحلہ میں تمام آفات و علل سے خالی تھی اور اس سے وہ منفعت پوری ہوتی رہی جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا تھا اب اس کی تخلیق کے بعد اس میں آفات و علل دوسرے امور کی وجہ سے جو ان سے ملے ہوئے تھے یا ماحول کے اثرات کی بنا پر یا اختلاط و امتزاج کی بنیاد پر یا کسی دوسرے سبب سے پیدا ہو گئے جو اس کے فساد کے مقتضی تھے اگر وہ اپنی اصلی تخلیق پر برقرار رہ جاتی اور اس سے فساد اور اسباب فساد کا کوئی تعلق نہ رہتا تو پھر وہ عمدہ اور بہتر ہوتی اس میں فساد کا کوئی عنصر موجود ہی نہ ہوتا۔

جسے دنیا اور اس کی ابتداء کے حالات سے ذرا بھی واقفیت ہو گی اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ فضائے عالم نباتات و حیوانات عالم میں تمام فسادات اس کی تخلیق کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں اور باشندگان عالم کے ان احوال میں بھی تخلیق کے بعد فسادات رونما ہوئے جہاں جس قسم کے مواد و مفاسد ظہور پذیر ہوئے اسباب سامنے آئے وہ مفاسد پیدا ہوتے گئے انسانوں کی بداعمالی اور انبیاء و رسل کی مخالفت پر ان کی آمادگی ہمیشہ فساد عام و خاص کی وجہ سے ہوتی رہی۔ ان کی بنا پر اہل دنیا پر مصائب و آلام کا نزول ہوا امراض و اسقام پیدا ہوئے طاعون رونما ہوئے اور قحط پڑے خشک سالی سے

اعمال کی سزا کے لئے متعین رہیں یہ خدا کا قانون عدل و انصاف ہے اسی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا جب آپ نے طاعون کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس عذاب اور گرفت کا ایک بقیہ حصہ ہے جسے خدا نے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک قوم پر ہوا کو سات رات اور آٹھ دن مسلط کر دیا تھا اسی باد و باراں کا ایک حصہ آج بھی باقی رہ گیا ہے جو رہ رہ کر دنیا کو بے چین کرتی ہے اس مثال میں خدا کی جانب سے درس و عبرت و نصیحت ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس دنیا میں نیک و بد اعمال کے آثار کے لئے ایسے مقتضیات نازل کیے ہیں جن سے کسی کو مفر نہیں چنانچہ اس نے احسان زکوٰۃ اور صدقہ روکنے سے بارش روک دی قحط اور خشک سالی مسلط کر دی۔[۶] اور مسکینوں پر ظلم و ستم ناپ تول میں کمی اور توانا کا کمزور پر ظلم و زیادتی ایسے سلاطین و حکام کے جبر و استبداد کا سبب بنتا ہے جن سے اگر رحم کی درخواست کی جائے تو رحم نہیں کھاتے اور اگر انہیں متوجہ کیا جائے تو متوجہ نہیں ہوتے یہ عوام و رعایا کی بد اعمالی کی پاداش میں امراء کی صورتوں میں سامنے آتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور عدل و انصاف کے پیش نظر لوگوں کے اعمال کو مختلف اور مناسب صورت و قالب میں ظاہر کرتا رہتا ہے کبھی قحط و خشک سالی کی صورت میں کبھی سخت گیر دشمن کی شکل میں کبھی جابر و سرکش حکام کے انداز میں اور کبھی عام بیماریوں کی صورت میں کبھی مصائب و آلام رنج و غم کی شکل میں ظاہر کرتا ہے جو انسانوں کا ایسا تعاقب کرتے ہیں کہ کبھی اس سے جدا ہی نہیں ہوتے کبھی آسمان و زمین کی برکتوں سے مخلوق کو محروم کر دیتا ہے کبھی ان پر شیاطین کو مسلط کر دیتا ہے جو ان کو طرح طرح کے عذاب میں پھانستے رہتے ہیں تاکہ کلمہ حق ثابت ہو جائے اور ہر ایک شخص جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ ثابت ہو جائے اور ایک باہوش شخص اطراف عالم کی سیر اپنی بصیرت کے ساتھ کرتا ہے اور اس کا بغور

مشاہدہ کرتا ہے اور باری تعالیٰ کے عدل و انصاف اور اس کی حکمت بالغہ کے مواقع کو دیکھتا ہے تو اس وقت اس پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ رسل و انبیاء اور ان کے متبعین ہی خاص طور پر راہ نجات پر ہیں اور دنیا کے سارے لوگ ہلاکت و بربادی کے راستے پر رواں دواں ہیں اور ہلاکت کے گھر کی طرف جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا ہی کر کے رہے گا اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں اس کے آرڈر کو کوئی پھیرنے والا نہیں اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے" میں تین اقوال ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ اس کا پانی آنکھ میں استعمال کی جانے والی دواؤں میں ملا لیا جائے اس کو تنہا استعمال نہ کیا جائے اس کو ابوعبید نے بیان کیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے اس کے خالص پانی کو نچوڑ کر پکا لیا جائے پھر اسے لگایا جائے اس لئے کہ آگ اس کو نضج کرنے کے بعد اس میں لطافت پیدا کرتی ہے اور اس کے فضلات اور تکلیف دہ رطوبات کو باہر کر دیتی ہے اور اس میں صرف نفع بخش اجزاء باقی رہ جاتے ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ کھمبی کے پانی سے مراد وہ پانی ہے جو بارش کے بعد حاصل ہوتا ہے اور وہ بارش کا پہلا قطرہ ہے جو زمین کی جانب آتا ہے اس کے بعد اضافات ہوتے ہیں جو اضافت اقترانی کہلاتے ہیں نہ کہ اضافہ جزئی۔ اس کو ابن جوزی نے بیان کیا ہے یہ بعید از قیاس اور بہت کمزور قول ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کھمبی کا پانی صرف آشوب چشم کی برودت کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا پانی ہی شفا ہے اور اگر کسی دوسری بیماری میں استعمال کرنا ہو تو مرکب بہتر ہے۔

غافقی نے بیان کیا کہ اگر کھمبی کے پانی میں اثمد گوندھ کر اس کو بطور سرمہ استعمال کیا جائے تو آنکھ کی تمام دواؤں میں سب سے بہتر دوا ہے پلکوں کو قوت دیتا ہے روح باصرہ کو قوی کرتا ہے اور بیدار کرتا ہے اور نزلہ کے لئے دفاع کا کام کرتا ہے
۔

کباث (پیلو کا پھل)

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حدیث مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیلو کے پھل چن رہے تھے آپ نے فرمایا کہ سیاہ رنگ کا پھل چن لو اس لئے کہ یہ سب سے عمدہ ہوتا ہے۔ ے

کباث

کاف کا فتحہ اور باء موحدہ مخففہ اور ثاء مثلثہ پڑھا گیا ہے درخت پیلو کے پھل کو کہتے ہیں یہ حجاز میں پایا جاتا ہے اس کا مزاج گرم خشک ہے اس کے فوائد درخت کے منافع کی طرح ہی ہیں معدہ کے لئے مقوی ہے ہاضمہ درست کرتا ہے بلغم کو خارج کرتا ہے پشت کے درد کو دور کرتا ہے اس کے علاوہ بہت سی بیماریوں میں نافع ہے۔

ابن جلجل نے بیان کیا کہ اگر اس کو پیس کر پیا جائے تو پیشاب لاتا ہے مثانہ صاف کرتا ہے اور ابن رضوان نے لکھا ہے کہ یہ معدہ کو مضبوط بناتا ہے پاخانہ بستہ کرتا ہے۔

کتم (نیل)

امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت کی انہوں نے بیان کیا۔

دَخَلْنَا عَلٰی اُمِّ سَلْمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فَاَخْرَجَتْ اِلَیْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ مَخْضُوْبٌ بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ☆۸

ہم لوگ ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمیں پیغمبر علیہ والصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک میں ایک بال دکھایا تو وہ مہندی اور نیل سے رنگا ہوا تھا۔

سنن اربعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت مذکور ہے آپ نے فرمایا کہ سب سے عمدہ چیز جس سے تم سفید بالوں کو رنگین بناؤ مہندی اور نیل ہے۔۹

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حناء اور نیل کا خضاب لگایا۔۱۰

سنن ابو داؤد میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ:

مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدِ اخْتَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا اَحْسَنَ ھٰذَا؟ فَمَرَّ اٰخَرُ قَدِ اخْتَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ فَقَالَ ھٰذَا اَحْسَنُ مِنْ ھٰذَا فَمَرَّ اٰخَرُ بِالصُّفْرَۃِ فَقَالَ ھٰذَا اَحْسَنُ مِنْ ھٰذَا کُلِّہٖ☆ ا۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک شخص گذرا جس نے مہندی کا خضاب لگا رکھا تھا آپ نے فرمایا یہ کتنا عمدہ ہے؟ پھر دوسرا شخص گذرا جس نے مہندی اور نیل کا خضاب لگایا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس سے بھی عمدہ ہے پھر ایک تیسرا شخص گذرا جس نے زرد رنگ کا خضاب لگا رکھا تھا تو آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ سب سے عمدہ ہے۔

غافقی نے بیان کیا کہ نیل ایک پودا ہے جو میدانی علاقوں میں پیدا ہوتا ہے اس کا پتہ زیتون کے پتے کی طرح ہوتا ہے اس کی لمبائی قد آدم کے برابر ہوتی ہے پھل سیاہ مرچ کی طرح ہوتے ہیں جن کے بیچ میں گٹھلی ہوتی ہے جب اس کو توڑا جائے تو سیاہ ہوتا ہے۔ اگر اس کے پتے کا رس نچوڑ کر دو تولہ کی مقدار پی لیا جائے تو شدید قسم کی قے آتی ہے کتے کے کاٹنے پر مفید ہے اور اس کی جڑیں پانی میں ابال دی جائیں تو روشنائی بن جاتی ہے۔

کندی کا بیان ہے کہ تخم نیل کو بطور سرمہ استعمال کریں تو آنکھ کے نزول الماء کو تحلیل کر دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے آنکھ نزول الماء سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کتم نیل کے پتے کو کہتے ہیں یہ ایک واہمہ ہے اس لئے کہ برگ نیل کتم کے علاوہ دوسری چیز ہے صاحب صحاح نے لکھا ہے کہ کتم بالتحریک ایک پودا ہے جس کو نیل کے ساتھ ملا کر خضاب کے طور پر استعمال کرتے

All rights reserved ©2002-2006

ہیں۔

بعضوں نے یہ کہا کہ نیل ایک پودا ہے جس کے پتے لمبے ہوتے ہیں رنگ مائل بہ نیلگوں ہوتا ہے یہ درخت بید کی پتیوں سے بڑا ہوتا ہے لوبیا (سیم) کے پتے کی طرح ہوتا ہے مگراس سے ذرا بڑا ہوتا ہے حجاز و یمن میں پیدا ہوتا ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ صحیح بخاری میں حضرت انس سے ثابت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب استعمال نہیں کیا۔ ۱۲

اس کا جواب امام احمد بن حنبلؒ نے دیا ہے فرمایا کہ حضرت انسؓ کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خضاب استعمال کرتے ہوئے دیکھا ہے اور دیکھنے والے نہ دیکھنے والے کے برابر نہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل اور ان کے ساتھ محدثین کرام کی ایک جماعت نے خضاب نبوی کو ثابت کیا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحیح مسلم میں ابو قحافہ کے واقعہ میں سیاہ خضاب لگانے سے ممانعت موجود ہے کہ جب ابو قحافہ کو آپ کے پاس لایا گیا تو ان کے سر اور داڑھی کے بال بیلے کے پھول کی طرح سفید تھے تو آپ نے فرمایا کہ سفید بالوں کو بدلوا البتہ سیاہ کرنے سے اس کو بچانا۔ ۱۳

اور کتم بال کو سیاہ کرتا ہے لہٰذا اس سے بھی ممانعت حدیث کی روشنی میں ہونی چاہیے۔ تو اس کا جواب دو طریقہ سے دیا گیا ہے۔

پہلا جواب یہ ہے کہ حدیث میں خالص سیاہی سے ممانعت کی گئی ہے لیکن اگر مہندی میں کتم وغیرہ ملا کر استعمال کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ کتم اور مہندی کے خضاب سے بال سرخ و سیاہ کے مابین ہوتے ہیں نیل کے برخلاف اس لئے کہ نیل سے بال گہرا سیاہ ہو جاتا ہے یہ سب سے عمدہ جواب ہے۔

دوسرے جواب یہ ہے کہ جس سیاہ خضاب سے ممانعت حدیث میں وارد ہے

وہ فریب دینے والا خضاب ہے جیسے کوئی باندی اپنے آقا کو فریب دینے کے لئے خضاب کرے یا کوئی سن رسیدہ عورت بال میں خضاب لگائے تاکہ اس کا شوہر فریب میں مبتلا ہو جائے یا کوئی بوڑھا اپنی عورت کو دھوکہ دینے کے لئے سیاہ خضاب بالوں میں لگائے تو یہ سب فریب اور دھوکا ہے لیکن جہاں فریب اور دھوکا کا شائبہ نہ ہو وہاں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں صحیح طور پر ثابت ہے کہ یہ دونوں سیاہ خضاب استعمال فرماتے تھے اس کو ابن جریر نے اپنی کتاب ''تہذیب الآثار'' میں بیان کیا ہے اور اس میں سیاہ خضاب کے استعمال کا ذکر عثمان بن عفان' عبداللہ بن جعفر سعد بن ابی وقاص' عقبہ بن عامر' مغیرہ بن شعبہ' جریر بن عبد اللہ' عمرو بن عاص کے بارے میں کیا ہے اور اس کو تابعین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جن میں عمر بن عثمان' علی بن عبداللہ بن عباس' ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن' عبدالرحمٰن بن اسود موسیٰ بن طلحہ' زہری ایوب اسماعیل بن معدیکرب وغیرہ ہیں اسی طرح علامہ ابن جوزی نے بھی اس کو محارب بن دثار' یزید' ابن جریج' ابو یوسف' ابواسحٰق' ابن ابی لیلیٰ' زیاد بن علاقہ' غیلان بن جامع' نافع بن جبیر' عمرو بن علی المقدمی اور قاسم بن سلام وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ سارے رواۃ بھی خود استعمال کرتے تھے۔

کرم (انگور کا درخت)

یہ انگور کے درخت کی بیل ہوتی ہے اب اس کو کرم کہنا مکروہ ہے چنانچہ امام مسلم نے صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُ کُمْ لِلْعِنَبِ	تم میں سے کوئی انگور کو کرم نہ کہے
اَلْکَرْمَ اَلْکَرْمُ الرَّجُلُ	کرم تو مسلمان مرد ہے اور ایک
الْمُسْلِمُ وَفِیْ رَوَایَۃٍ اِنَّمَا	دوسری روایت میں ہے کہ کرم تو
الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ☆ ۱۴	مومن کا دل ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا کہ کرم نہ کہو بلکہ حبلتہ وعنب کہا کرو۔ ۱۵

اس میں دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ عرب درخت انگور کو کرم کہا کرتے تھے اس لئے کہ اس کے منافع بے شمار تھے اور خیر کا پہلو بھی غیر معمولی تھا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کے درخت کو ایسا نام قرار دینا ناپسند کیا جس سے لوگوں کے دلوں میں غیر معمولی محبت پیدا ہو جائے اور اس سے بنائی جانے والی شراب سے بھی ان کو محبت ہو جائے جبکہ یہ ام الخبائث ہے اس لئے جس سے شراب تیار کی جاتی ہے اس کا ایسا عمدہ نام جس میں خیر ہی خیر ہو رکھنا درست نہیں۔

دوسرے جواب یہ ہے کہ یہ جملہ ''لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَۃِ''[16] اور ''لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ بِالطَّوَّافِ''[17] کے قبیل سے ہے یعنی تم لوگ درخت انگور کے منافع کی کثرت کو دیکھ کر اس کا نام کرم رکھتے ہو۔ جبکہ قلب مومن یا مرد مسلم اس نام کا زیادہ حقدار ہے اس لئے کہ مومن سراپا نفع و خیر ہوا کرتا ہے لہٰذا یہ قلب مومن کی تقویت و تنبیہ کے لئے ہے کہ مومن کے دل میں خیر ہی خیر جود و سخاوت اور ایمان روشنی ہدایت و تقویٰ اور ایسی خوبیاں ہوتی ہیں جو درخت انگور سے بھی زیادہ اس بات کی مستحق ہیں کہ اسے کرم کہا جائے۔

شاخ انگور سرد خشک ہے اور اس کی پتیاں' ٹہنیاں اور عرموش پہلے درجہ کے آخر میں بارد ہوتی ہیں اگر اس کو پیس کر سر درد کے مریض کو ضماد کیا جائے تو سکون ہوتا ہے۔ اسی طرح گرم اورام اور معدہ کی سوزش کو ختم کرتا ہے اور اس کی شاخوں کا شیرہ اگر پیا جائے تو قے رک جاتی ہے۔ اور پاخانہ بستہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کا تازہ گودہ اور اس کی پتیوں کا مشروب پیا جائے تو آنتوں کے زخموں نفث الدم اور قے دم کو دور کرتا ہے اور درد معدہ کے لئے نافع ہے اور درخت انگور کا رستا ہوا مادہ جو شاخوں پر پایا جاتا ہے بالکل گوند کی طرح ہوتا ہے اگر اس کو پیا جائے تو پتھریوں کو نکالتا ہے اور اگر اس کو داد کھجلی تر کے زخموں پر لگائیں تو اچھا ہوتا ہے اس کو استعمال کرنے سے پہلے پانی اور نطرون سے عضو کو دھو لینا چاہئے اگر اس کو روغن زیتون کے ہمراہ استعمال کیا

جائے تو بال صفا کا کام دیتا ہے اور سوختہ شاخوں کی راکھ کو سرکہ روغن گل اور عرق سداب کے ساتھ ملا کر ضماد کیا جائے تو طحال کے ورم کے لئے نافع ہوتا ہے اور انگور کی کلیوں کا روغن قابض ہوتا ہے اور روغن گل جیسی تاثیر وقوت اس میں بھی ہوتی ہے اس کے فوائد کھجور کی طرح بے شمار ہیں۔

کرفس (احمود)

ایک بالکل غلط حدیث روایت کی گئی ہے جس کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا صحیح نہیں اس میں مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا۔

مَنْ اَكَلَهُ ثُمَّ نَامَ عَلَيْهِ نَامَ وَنَكْهَتُهُ طَيِّبَةٌ وَيَنَامُ اٰمِنًا مِنْ وَجَعِ الْاَضْرَاسِ وَالْاَسْنَانِ ☆

جو شخص احمود کھا کر کے سو جائے تو سونے کی حالت میں اس کے منہ کی بو خوشگوار ہوگی اور دانتوں اور داڑھوں کے درد سے محفوظ ہو کر سوئے گا۔

اس حدیث کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا باطل ہے یہ سراسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء پردازی ہے احمود بستانی کے استعمال سے منہ خوشبودار اور خوشگوار رہتا ہے اور اگر اس کی جڑ گردن میں لٹکائی جائے تو درد دنداں میں مفید ہوتی ہے۔

اس کا مزاج گرم خشک ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ تر ہوتی ہے جگر اور طحال کے سدوں کو کھولتی ہے اور اس کا پتہ بارد معدہ اور جگر کے لئے مفید ہے پیشاب آور ہوتا ہے اور حیض جاری ہوتا ہے پتھریوں کو توڑ کر خارج کر دیتا ہے اس کا تخم قوت میں اس سے زیادہ ہوتا ہے قوت باہ بڑھاتا ہے گندہ ذہنی کو دور کرتا ہے امام رازی نے بیان کیا ہے کہ اگر بچھو کے ڈنک مارنے کا اندیشہ ہو تو اس کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۲۔ امام بخاری نے ۱۰/۱۳۷، ۱۳۸ میں کتاب الطب باب المن شفاء للعین کے تحت اور امام مسلم نے ۲۰۴۹ میں کتاب الاشربتہ باب فضل الکماۃ کے ذیل میں حدیث سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اس کو بیان کیا ہے۔

۳۔ یہ حدیث "مجالس ثعلب" ص ۶۲۴ "خصائص" ۳/۵۸، "الکامل" ص ۱۲۶۴ "مجمع الامثال" ۱۰/۱۶۹، "المقتضب" ۴/۴۸، "المنصف" ۳/۱۳۴، اور المحتسب ۲/۱۲۴ مذکور ہے اس سے لغت یا نحو کی کوئی کتاب خالی نہ ہونے کے باوجود اس کے قائل کا پتہ نہیں۔ اس شعر میں استدلال کی خاص جگہ الاوبر کے الف لام کی زیادتی ہے۔جنیک کا معنی ہے کہ کھمبی میں نے تمہارے لئے چن کر تمہارے پاس لایا۔ نبات الاوبر بری قسم کی کھمبی شاعر کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کے پاس موسم ربیع کی عمدہ کھمبی کھانے کے لئے لایا اور اس کو بری کھمبی کھانے سے روک دیا۔ اس لئے کہ اس میں کچھ بھی فائدہ نہیں ہے۔

۴۔ ترنجیان معتمد کے صفحہ ۵۰ پر مذکور ہے کہ یہ شہد کی طرح جمی ہوئی دانے دار تر ہوتی ہے جو آسمان سے گرتی ہے اس کی تاویل شیریں تر اوٹ اور شبنم سے کی جاتی ہے یہ اکثر خراسان میں درخت حاج پر گرتی ہے جس کو درخت قتاد بھی کہتے ہیں یہ شبنم کافور کی طرح جمی ہوئی ہوتی ہے۔

۵۔ ۲/۲۹۲۔

۶۔ ابن عمر کی مرفوع حدیث میں مذکور ہے کہ کسی قوم میں جب تک برائی کھل کر سامنے نہیں آتی اس وقت تک ان میں طاعون اور ایسے مصائب و امراض نہیں پھیلتے جن کا تجربہ ان کے اسلاف کو نہ تھا اور جب وہ ناپ وتول میں کم کرنے لگیں تو ان کو قحط سالی تنگدستی اور بادشاہوں کے مظالم سے دو چار ہونا پڑتا ہے اور جب انہوں نے زکوۃ روک دی تو آسمان سے بارش بھی روک دی گئی اگر چوپاتے نہ ہوتے تو بارش بالکل نہ ہوتی اور جب کسی قوم نے اللہ اور اس کے رسول سے کیے ہوئے وعدہ کو توڑا تو خدا نے ان پر ایسے دشمن مسلط کیے جو غیر قوم کے تھے تو انہوں نے ان کے قبضہ سے تمام چیزیں چھین لیں اور جب ان کے ائمہ نے کتاب اللہ سے فیصلہ کرنا چھوڑ دیا تو باہمی جنگ و جدال ان کے درمیان پیدا کر دی اس حدیث کو ابن ماجہ نے ۴۰۱۹ میں بیان کیا اس کی سند میں خالد بن یزید راوی ضعیف ہے لیکن اس کو حاکم نے ۴/۵۴۰ میں دوسری سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس کی سند حسن ہے اور اسی سے اس حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے باب میں ابن عباس کا اپنا قول مذکور ہے جس کو بیہقی نے ۳/۳۴۶ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۷۔ امام بخاری نے ۹/۴۹۸ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الکباث وھو ورق الاراک کے تحت اور امام مسلم نے ۲۰۵۰ میں کتاب الاشربۃ کے باب فضیلۃ الاسود من الکباث کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۸۔ امام بخاری نے ۱۰/۲۹۸، ۲۹۹ میں کتاب اللباس کے باب مایذکر فی الشیب کے تحت اس کو ذکر کیا ہے۔

۹۔ امام احمد نے ۵/۱۴۷ میں ترمذی نے ۱۷۵۳ میں ابوداؤد نے ۴۲۰۵ میں نسائی نے ۸/۱۳۹ میں اور ابن ماجہ نے ۳۶۲۲ میں اس کو ذکر کیا ہے اس کی سند صحیح ہے اس کی تصحیح ابن حبان نے ۱۴۷۵ میں کی ہے اور یہ المصنف ۴ ۲۰۱۷ میں بھی مذکور ہے۔

۱۰۔ امام بخاری نے ۷/۲۰۰، ۲۰۱ میں کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت اور امام مسل نے ۲۳۴۱ میں کتاب الفضائل باب شیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت اس کو ذکر کیا ہے۔

۱۱ـ ابوداؤد نے ۴۲۱۱ میں ابن ماجہ نے ۳۶۲۷ میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں حمید بن وہب لین الحدیث ہے اور ان سے روایت کرنے والا راوی محمد بن طلحہ الیامی صدوق ہے مگر وہمہ زدہ ہے۔

۱۲ـ امام بخاری نے صحیح بخاری ۲۹۷/۱۰ میں اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۳۴۱ میں اس کی تخریج کی ہے۔

۱۳ـ امام مسلم نے ۲۱۰۲ میں کتاب اللباس باب استحباب خضاب الشیب بصفرۃ او حمرۃ وتحریمہ بالسواد کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۱۴ـ امام مسلم نے ۲۲۴۷ میں کتاب الالفاظ کے باب کراھتہ الغب کرما کے تحت حدیث ابوہریرہ سے اس کو بیان کیا ہے اور یہ حدیث اسی طرح بخاری ۴۶۵/۱۰، ۴۶۷ میں مذکور ہے۔

۱۵ـ امام مسلم نے ۲۲۴۸ میں کتاب الالفاظ کے تحت حدیث وائلؓ سے اس کو ذکر کیا ہے۔

۱۶ـ بخاری نے ۴۳۱/۱۰ میں کتاب الادب کے باب الحذر من الغضب کے تحت اور امام مسلم نے ۲۶۰۹ میں کتاب البر باب فضل من یملک نفسہ عند الغضب کے ذیل میں حدیث ابوہریرہ سے بیان کیا ہے حدیث یہ ہے۔ ''اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یملک نفسہ عِنْدَ الغضب مرعہ ''صاد کے ضمہ راء کے فتحہ کے ساتھ زبردست پہلوان کو کہتے ہیں۔ حمزۃ عزۃ خدعۃ کی طرح لفظ ہے۔

۱۷ـ امام مسلم نے ۱۰۳۹ میں کتاب الزکوۃ باب المسکین الذی لا یجد غنی کے تحت حدیث ابوہریرہ سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مسکین وہ نہیں جو در بدر پھیرے لگائے اور لوگ اسے ایک یا دو لقمہ یا ایک دو کھجور دے دیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسکین وہ ہے جو آسودگی کا کوئی راستہ نہیں رکھتا اور لوگوں کو محسوس بھی نہیں ہوتا کہ اس کو صدقہ دیں اور لوگوں سے کچھ سوال نہیں کرتا اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسکین پاکدامن ہے اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ کر معلوم کر سکتے ہو۔ ''لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا'' وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

All rights reserved ©2002-2006

۱۸؎ یہ ایک طویل موضوع حدیث کا ٹکڑا ہے اس کو امام سیوطی نے ''ذیل الموضوعات'' صفحہ ۱۴۱، ۲۴۲ میں بیان کیا ہے اور علامہ سیوطی سے اس حدیث کو ابن عراق نے ''تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ'' ۲/۲۶۶ میں نقل کیا ہے۔

حرف لام

لحم (گوشت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَمْدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ☆ (طور۔۲۲)	اور ہر طرح کے پھل پھول اور ہر قسم کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو وافر دے رکھا ہے۔
دوسری جگہ فرمایا۔	
وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ☆ (واقعہ۔۲۲)	اور پرندوں کے گوشت جس کی خواہش کریں گے (وہ لے کر آئیں گے)

اور سنن ابن ماجہ میں ابو الدرداء کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا۔

سَيِّدُ طَعَامِ اَهْلِ الدُّنْيَا وَ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَللَّحْمُ☆ ۱؎	دنیا والوں اور جنتیوں کے کھانے کا سردار گوشت ہے۔

اور بریدہؓ سے ایک مرفوع حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت کا بہترین سالن گوشت ہے ۲؎ اور صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔

فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ	عائشہؓ کو تمام عورتوں پر ویسی ہی
كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ	فضیلت حاصل ہے جیسے کہ ثرید کی
الطَّعَامِ☆ ۳	فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

ثرید گوشت اور روٹی کا آمیز ہوتا ہے جیسا کہ ایک شاعر نے بیان کیا۔

اِذَا مَاالْخُبْزُ تَادِمُهُ بِلَحْمٍ فَذَاکَ اَمَانَةَ اللّٰهِ الثَّرِيْدُ ۴

جب تم روٹی کو گوشت کے سالن کے ساتھ استعمال کرو تو امانت الٰہی کی قسم یہی ثرید ہے۔

زہری نے بیان کیا کہ گوشت خوری سے ستر قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے محمد بن واسع کا خیال ہے کہ گوشت خوری سے بصارت زیادہ ہوتی ہے چنانچہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ گوشت کھاؤ اس لئے کہ گوشت بدن کے رنگ کو نکھارتا ہے۔ پیٹ کو بڑھنے نہیں دیتا اخلاق و عادات کو بہتر بناتا ہے نافع کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رمضان میں بلا ناغہ گوشت کھاتے تھے۔ اور سفر میں بھی گوشت کھانا نہ چھوڑتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جس نے چالیس رات گوشت کھانا چھوڑ دیا اس کا اخلاق برا ہو جائے گا اس میں بد خلقی آجائے گی۔

لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ حدیث جس کو ابو داؤد نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ اس کو نوچ کر کھاؤ اس لئے کہ یہی زیادہ عمدہ اور بہتر ہے۔ ۵

اس کو امام احمد بن حنبل نے باطل قرار دیا ہے کیونکہ دو حدیثوں سے جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طور پر گوشت کا چھری سے کاٹ کر کھانے کا ثبوت ملتا ہے۔

گوشت کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں جو اپنے اصول وطبیعت کے اعتبار سے

مختلف ہوتی ہیں۔ ہم یہاں پر ہر قسم کے حکم اس کی طبیعت منفعت و مضرت کو بیان کریں گے۔

بھیڑ کا گوشت دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں تر ہوتا ہے یک سالہ بچہ کا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے جس کا ہاضمہ اچھا ہو اس میں صالح خون پیدا کرتا ہے۔ اور قوت بخشتا ہے سرد اور معتدل مزاج والوں کے لئے عمدہ غذا ہے اسی طرح جو لوگ ٹھنڈے مقامات اور موسم سرما میں پوری ریاضت و محنت کرتے ہیں ان کے لئے نافع ہے اور سوداوی مزاج والوں کے لئے بھی مفید ہے ذہن اور حافظہ کو قوی بناتا ہے لاغر اور بوڑھے بھیڑ کا گوشت خراب اور مضر ہوتا ہے اسی طرح بھیڑ مادہ کا گوشت ضرر رساں ہوتا ہے۔ ان میں سب سے عمدہ گوشت سیاہ رنگ کے بھیڑ کا ہوتا ہے اس لئے کہ وہ معدہ پر گراں نہیں ہوتا اور زیادہ نفع بخش اور لذیذ ہوتا ہے اور خصی کا گوشت اور بھی عمدہ اور منفعت بخش ہوتا ہے سرخ رنگ کے فربہ جانور کا گوشت ہلکا ہوتا ہے اور غذائیت عمدہ ہوتی ہے اور بکری کے چھوٹے بچے کے گوشت میں غذائیت معمولی ہوتی ہے اور معدہ میں تیرتا رہتا ہے اور بہترین گوشت جو ہڈی سے چپکا ہوا ہوتا ہے دائیں طرف کا گوشت بائیں طرف سے اور اگلا حصہ پچھلے حصہ سے عمدہ ہوتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلا حصہ اور سر کو چھوڑ کر بالائی حصہ کا گوشت بہت زیادہ مرغوب تھا اس لئے کہ یہ زیریں حصہ کے مقابل زیادہ ہلکا اور عمدہ ہوتا ہے فرزدق نے ایک شخص کو گوشت خریدنے کے لئے بھیجا تو اس سے کہا کہ اگلا حصہ لینا اور خبردار سر اور شکم کا گوشت نہ خریدنا اس لئے کہ ان دونوں میں بیماریاں ہوتی ہیں اور گردن کا گوشت عمدہ لذیذ ہوتا ہے زود ہضم اور ہلکا ہوتا ہے دست کا گوشت سب سے ہلکا لذیذ ترین زود ہضم اور بیماری سے خالی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پشت کا گوشت مرغوب تھا۔ کہ اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے اور صالح خون پیدا کرتا ہے سنن ابن

ماجہ میں مرفوعاً روایت ہے کہ سب سے لذیذ اور عمدہ گوشت پشت کا ہوتا ہے۔ ۷

بکری کا گوشت اس میں حرارت معمولی ہوتی ہے خشک ہے اس سے پیدا ہونے والی خلط نہ بہت عمدہ ہوتی ہے نہ عمدہ ہضم ہوتی ہے اور غذائیت بھی بہتر ہوتی ہے۔ بکرے کا گوشت تو عام طور پر خراب ہوتا ہے خشکی بے حد دیر ہضم اور خلط سوداوی پیدا کرتا ہے۔

جاحظ نے بیان کیا کہ مجھے ایک فاضل طبیب نے بتایا کہ اے ابوعثمان خبر دار بکری کا گوشت نہ کھانا اس لئے کہ اس سے غم پیدا ہوتا ہے سوداء میں جان آ جاتی ہے نسیان لاتا ہے اور خون خراب کرتا ہے اور بخدا اس میں سے بے عقل اولاد پیدا ہوتی ہے۔

بعض طبیبوں نے لکھا ہے کہ بوڑھی بکری کا گوشت برا ہے بالخصوص بوڑھوں کے لئے تو اور زیادہ مضر ہے لیکن جو اس کے کھانے کا عادی ہو اس کے لئے کوئی خرابی نہیں اور حکیم جالینوس نے یک سالہ بکری کے بچہ کے گوشت کو کیموس محمود کے لئے معتدل غذاؤں میں سے شمار کیا ہے اور مادہ بچہ نر سے زیادہ بہتر ہوتا ہے نسائی نے اپنی سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا۔

اَحْسِنُوْا اِلَی الْمَاعِزِ وَاَمِیْطُوْا	بکرے کی نگہداشت اچھی طرح
عَنْهَا الْاَذٰی فَاِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ	کرو اور اس سے تکلیف دور
الْجَنَّةِ ☆ ۸	کرتے رہو اس لئے کہ جنت کے
	چوپایوں میں سے ہے۔

اس حدیث کا ثبوت محل نظر ہے اور اطباء نے اس کی مضرت کا جزئی حکم لگایا ہے کلی عام حکم نہیں ہے اور یہ مفرت معدہ کی قوت وضعف پر منحصر ہے اور ضعیف مزاج والوں کی حیثیت سے ہے جو اس کے عادی نہیں ہوتے بلکہ صرف ہلکی غذا استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور یہ شہر میں رہنے والے خوش حال لوگ ہیں جن کی

تعداد مختصر ہوتی ہے۔

بکری کے یک سالہ بچہ کا گوشت تقریباً معتدل ہوتا ہے بالخصوص جب تک وہ دودھ پیتا رہے اور ابھی جلدی کا پیدا نہ ہو وہ زود ہضم ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں ابھی دودھ کی قوت موجود ہوتی ہے پاخانہ نرم کرتا ہے اکثر حالات میں اکثر لوگوں کے لئے موزوں ہوتا ہے اونٹ کے گوشت سے بھی زیادہ لطیف ہوتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والا خون معتدل ہوتا ہے۔

گائے کا گوشت سرد خشک ہوتا ہے دیر ہضم ہوتا ہے معدہ سے دیر میں نیچے کی طرف اترتا ہے سوداوی خون پیدا کرتا ہے بڑے جفاکش اور محنتی لوگوں کے لئے مناسب ہوتا ہے اس کو ہمیشہ استعمال کرنے سے سوداوی امراض جیسے برص' خارش' داد' جذام' فیل پا' کینسر' وسواس' چار روزہ بخار اور بہت زیادہ ورم پیدا ہوتا ہے یہ سب بیماریاں اس شخص کو لاحق ہوتی ہیں جو اس کا عادی نہ ہو اور نہ اس کی مضرت کو مرچ سیاہ' لہسن' دارچینی اور سونٹھ وغیرہ سے دور کرے سانڈ کے گوشت میں برودت کمتر ہوتی ہے اور گائے میں خشکی کمتر ہوتی ہے بچھڑے کا گوشت بالخصوص جبکہ بچھڑا فربہ ہو نہایت معتدل لذیذ عمدہ اور پسندیدہ ہوتا ہے وہ گرم تر ہوتا ہے اور عمدہ طریقہ سے جب ہضم ہو جائے تو اس کا شمار قوت بخش غذا میں ہوتا ہے۔

گھوڑے کا گوشت صحیح بخاری میں اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہم نے گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ ۹

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے گھوڑے کے گوشت کھانے کی اجازت دی اور گدھوں کے گوشت سے روکا ان دونوں روایتوں کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔ ۱۰

مقدام بن معدیکرب کی یہ حدیث پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ آپ نے اس کا

گوشت کھانے سے روکا ہے امام ابوداؤد اور دیگر محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔ ۱۱

قرآن مجید میں گھوڑے کے ساتھ خچر اور گدھے کے ذکر سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ گدھے کے گوشت کا بھی اسی طرح حکم ہے جس طرح سے کہ مال غنیمت میں گدھے کے حصے کا وہ حکم نہیں ہے جو گھوڑے کا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی دو متماثل چیزوں کو ساتھ ساتھ بیان کرتا ہے۔ اور کبھی دو مختلف چیزوں کو ایک جگہ ذکر کرتا ہے یہی اسلوب الٰہی ہے اور ارشاد باری "لتر کبوھا" کہ اس کو بطور سواری استعمال کرو اس میں اس کے گوشت کھانے سے ممانعت کا کوئی ثبوت نہیں اس لئے کہ سواری کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ منفعت سے روکنے کا بھی تو ذکر نہیں ہے بلکہ یہ محض اس کی منفعت کا ایک طریقہ سواری کرنے کا ذکر ہے نیز دونوں حدیثیں اس کے گوشت کو حلال قرار دینے کے لئے صحیح طور پر ثابت ہیں جن کا کوئی معارض نہیں۔

گھوڑے کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے سودائے غلیظہ پیدا کرتا ہے لطیف المزاج لوگوں کے لئے اس کا استعمال ضرر رساں ہے ان کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

اونٹ کا گوشت اس بارے میں روافض اور اہل سنت کے درمیان اسی طرح کا اختلاف ہے جیسا یہود اور اہل اسلام کے درمیان ہے چنانچہ یہود و روافض اس کی مذمت کرتے ہیں اور اس کو استعمال کرنا حرام سمجھتے ہیں اور دین اسلام میں اس کے گوشت کی حلت معلوم ہے اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سفر اور حضر میں اس کو استعمال کیا ہے۔

اونٹ کے بچہ کا گوشت تمام گوشتوں میں لذیذ ترین پاکیزہ تر اور مقوی ہے بھیڑ کے گوشت کی طرح جو اس کا عادی ہو اس کو کبھی بھی کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا اور اس کے استعمال سے کوئی بیماری بھی نہیں ہوتی اور جن اطباء نے اس کی مذمت کی ہے وہ صرف شہر میں رہنے والے ان خوشحال لوگوں کو مد نظر رکھ کر کہتے ہیں جو اس کے عادی نہیں ہوتے اس لئے کہ اس میں حرارت و یبوست ہوتی ہے سوداء پیدا کرتا ہے دیر ہضم

ہے اس میں ناپسندیدہ قوت موجود ہوتی ہے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحیح حدیثوں میں اس کے کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور ان حدیثوں کا کوئی معارض نہیں اور نہ صرف ہاتھ دھونے سے اس کی تاویل بیان کرنی درست ہے۔

اس لئے کہ کلام رسول میں وضو کے لفظ کے استعمال کا جو انداز ہے اس کے یہ خلاف ہے کیونکہ آپ نے بکری اور اونٹ کے گوشت کے استعمال کے حکم کو جدا جدا بیان کیا ہے کہ بکری کے گوشت میں وضو اختیاری ہے کیجئے یا نہ کیجئے مگر اونٹ کے گوشت کو استعمال کرنے کے بعد وضو کرنا حتمی ہے اگر لفظ کو صرف ہاتھ دھونے پر محمول کیا جائے تو پھر "مَنْ مَسَّ فَرْجَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ" ۱۲؎ کہ جو اپنی شرمگاہ چھوئے اسے وضو کر لینا چاہئے اس حدیث میں بھی لفظ وضو کو اسی پر محمول کرنا چاہئے حالانکہ معاملہ یوں نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ اونٹ کا گوشت کھانے والا صرف ہاتھ ہی استعمال نہیں کرتا بلکہ ہاتھ سے اٹھا کر اس کو منہ میں رکھتا ہے اس لئے وضو سے صرف ہاتھ دھونا مراد لینا بیکار ہے بلکہ شارع علیہ السلام کے کلام کا ایسا معنی نکالنا ہے جو اس کے معہود و مفہوم کے مخالف ہے نیز اس کا معارضہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو حکموں میں سے آخری حکم آگ پر پکائی چیزوں کے استعمال سے وضو نہ کرنا تھا۔

اس کی چند وجہیں ہیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے اور وضو کا حکم ان میں سے خاص ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ سبب مختلف ہے چنانچہ اونٹ کا گوشت استعمال کرنے سے یہاں وضو کا حکم دیا گیا ہے گوشت خواہ تازہ یا پختہ یا خشک ہو اور وضو میں آگ کی تاثیر کا کوئی دخل نہیں اور آگ پر پکے ہوئے گوشت کے استعمال سے وضو نہ کرنے کا جو حکم ہے اس میں یہ وضاحت کرنی مقصود ہے کہ آگ وضو کا سبب نہیں ہے پھر ان دونوں

کے درمیان کیا مطابقت؟ یہاں تو ایک طرف وضو کے سبب کو ثابت کیا جارہا ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت کا استعمال کرنا ہے اور دوسری طرف وضو کے سبب کی نفی کی جارہی ہے کہ آگ پر پکا ہوا ہونا وضو کا سبب نہیں ہوسکتا لہذا اس وضاحت سے ثابت ہوگیا کہ ان دونوں کے درمیان کسی طرح سے بھی کوئی تعارض نہیں ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے لفظ عام کی حکایت نہیں کی ہے بلکہ دو حکموں میں سے ایک پر عمل کرنے کی خبر دی ہے۔

اور دونوں میں سے ایک دوسرے پر مقدم ہے جس کی صراحت خود حدیث میں کی گئی ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونٹ کا گوشت پیش کیا آپ نے اسے کھایا پھر نماز کا وقت آگیا تو آپ نے وضو کرکے نماز ادا فرمائی پھر آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے کھایا اور وضو کیے بغیر نماز ادا کی تو یہاں دو حکموں میں سے آخری حکم پکے ہوئے گوشت سے وضو نہ کرنا ثابت ہوا اسی طرح حدیث مروی ہے مگر راوی نے مقام استدلال کی رعایت سے اس کو مختصر بیان کیا اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اونٹ کے گوشت سے وضو کے حکم کو منسوخ کردیا یہاں تک کہ اگر لفظ وضو عام متاخر اور مقادم ہوتا پھر بھی اس کو منسوخ قرار دینا درست نہیں اور خاص کو عام پر مقدم کرنا ضروری ہوتا اور یہاں یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے۔

گوہ کا گوشت اس کے گوشت کے حلال ہونے کے بارے میں حدیث پہلے گذر چکی ہے اس کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے. جماع کی خواہش کو ابھارتا ہے۔

ہرن کا گوشت ہرن عمدہ قسم کا شکار ہے اس کا گوشت بھی بہتر اور پسندیدہ ہوتا ہے یہ گرم خشک ہوتا ہے بعضوں نے اس کو بہت معتدل قرار دیا ہے معتدل تندرست بدن والوں کے لئے نفع بخش ہے ہرنی کے نوزائیدہ بچہ کا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے۔

جوان ہرنی کا گوشت پہلے درجہ میں گرم خشک ہوتا ہے بدن میں خشکی پیدا کرتا ہے تر بدن والوں کے لئے موزوں ہے مصنف ''قانون'' شیخ نے بیان کیا کہ وحشی جانوروں میں سب سے عمدہ جواں سال ہرنی کا گوشت ہوتا ہے اگرچہ اس کا میلان سوداء کی طرف ہوتا ہے۔

خرگوش کا گوشت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا۔

أَلْفَجْنَا اَرْنَبًا فَسَعَوْا فِیْ طَلَبِهَا	ہم نے ایک خرگوش کو بھڑ کا کر نکالا
فَاَخَذُوْهَا فَبَعَثَ اَبُوْ طَلْحَةَ	لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کو
بِوَرِكِهَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ	پکڑ کر لائے تو طلحہ نے اس کی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	سرین کا حصہ رسول اللہ صلی اللہ
فَقَبِلَهٗ☆ ۱۳	علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا آپ
	نے اسے قبول فرمالیا۔

خرگوش کا گوشت معتدل ہوتا ہے یبوست و حرارت کی طرف اس کا میلان معمولی طور پر ہوتا ہے اس کے سرین کا گوشت سب سے عمدہ ہوتا ہے اس کو بھون کر کھانا سب سے عمدہ طریقہ ہے دست بستہ کرتا ہے پیشاب آور ہے پتھری کو توڑ کر خارج کرتا ہے اس کے سر کو کھانا رعشہ کے لئے مفید ہے۔

گورخر کا گوشت صحیحین میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ اور دیگر صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے کسی عمرہ میں تھے انہوں نے ایک نیل گائے کا شکار کیا تو آپ نے صحابہ کرام کو اس کے کھانے کا حکم دیا حالانکہ سبھی لوگ حالت احرام میں تھے صرف ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا تھا۔ ۱۴

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے غزوہ خیبر کے موقع پر گھوڑے اور نیل گائے کا گوشت کھایا۔ ۱۵

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved.
©2002-2006

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

جس طرح کہ جانور کے ذبح سے اس کا ہر جز ذبح ہو جایا کرتا ہے اگر اس کے گوشت کے کھانے کے بارے میں کوئی صریح حدیث وارد نہ ہوتی پھر بھی صحیح قیاس اس کے حلال ہونے کا مقتضی ہوتا۔

خشک گوشت سنن ابو داؤد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ۔

ذَبَحْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً وَنَحْنُ مُسَافِرُوْنَ فَقَالَ اَصْلِحْ لَحْمَهَا فَلَمْ اَزَلْ اَطْعِمُهُ مِنْهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ☆ ۱۷	ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری ذبح کی ہم مسافر تھے آپ نے فرمایا کہ اس کے گوشت کو درست کرلو چنانچہ گوشت خشک کر لیا گیا اور ہم مدینہ تک برابر کھاتے رہے۔

خشک گوشت نمک سود گوشت سے زیادہ نفع بخش ہوتا ہے بدن کو تقویت بخشتا ہے خارش پیدا کرتا ہے ٹھنڈے تر مسالوں سے اس کا ضرر دور کیا جاتا ہے گرم مزاج کے لوگوں کے لئے موزوں ہے اور نمک ۱۸ سود گوشت گرم خشک ہوتا ہے خشکی پیدا کرتا ہے۔ فربہ اور تازہ جانور کے گوشت کا نمک سود سب سے عمدہ ہوتا ہے درد قولنج کے لئے مضر ہے دودھ اور روغن میں ملا کر اس کو پکانے سے اس کی مضرت ختم ہو جاتی ہے گرم تر مزاج والوں کے لئے عمدہ ہوتا ہے۔

۱۔ ابن ماجہ نے ۳۳۰۵ میں کتاب الاطعمۃ کے باب اللحم کے تحت اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں دو راوی مجہول اور ایک ضعیف ہے۔

۲۔ اس کو بیہقی نے بیان کیا ہے اس کی سند میں عباس بن بکار کذاب اور وضاع ہے دیکھئے ''الفوائد المجموعۃ'' ص ۱۶۸۔

۳؎ اس کو امام بخاری نے ۶/ ۳۲۰'۳۲۱'۷/ ۹'۸۳/ ۴۷۹ میں اور امام مسلم نے ۲۴۳۱ میں حدیث ابوموسیٰ اشعری سے بیان کیا ہے۔

۴؎ اس شعر کے قائل کا کچھ پتہ نہیں کہ کون ہے اس کو سیبویہ نے ''الکتاب'' ۱/ ۳۴۴ اور ۲/ ۱۴۴ میں نقل کیا ہے اور یہی شعر شرح ''المفصل'' ۹/ ۹۲'۱۰۲' اور ۱۰۴ میں موجود ہے اور ''اللسان'' میں ادم کا لفظ موجود ہے تادم کا معنی ہے ملانا خلط ملط کرنا اور ''امانۃ اللہ'' پر نصب حرف جر کے حذف ہونے کی وجہ سے ہے اصل عبارت یہ ہے ''احلف بامانۃ اللہ'' زمخشری نے بیان کیا کہ باء کو حذف کرنے کے بعد مقسم بفعل مضمر کو منسوب کر دیتے ہیں اور استشہاد میں یہی شعر نقل کیا۔

۵؎ امام ابوداؤد نے ۳۷۷۸ میں کتاب الاطعمۃ باب فی اکل اللحم کے تحت اس کو نقل کیا ہے اس کی سند میں ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندراوی ضعیف ہے۔

۶؎ امام بخاری نے ۶/ ۲۶۵ میں کتاب الانبیاء کے باب قول اللہ عزوجل ''ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ'' کے تحت اور مسلم نے ۱۹۴ میں کتاب الایمان کے باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا کے تحت اور ابن ماجہ نے ۳۳۰۷ میں کتاب الاطعمۃ باب اطایب اللحم کے ذیل میں اس کو حدیث ابوہریرہ سے نقل کیا ہے۔

۷؎ ابن ماجہ نے ۳۳۰۸ میں کتاب الاطعمۃ کے باب اطایب اللحم کے تحت اور احمد نے ۱/ ۲۰۴ میں حاکم نے ۴/ ۱۱۱ میں اور ابوشیخ نے ''اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' ص ۲۰۰ میں اس کو بیان کیا اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

۸؎ اس حدیث کے بارے میں معلومات نہ ہوسکی شاید اس کو اپنی سنن ''الکبریٰ'' میں ذکر کیا ہے۔

۹؎ امام بخاری نے صحیح بخاری ۹/ ۵۵۹ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الخیل کے تحت اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۱۹۴۲ میں کتاب الصید کے باب فی اکل لحوم الخیل کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۱۰؎ امام بخاری نے ۹/ ۵۵۹ میں اور امام مسلم نے ۱۹۴۱ میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے اس کو بیان کیا ہے۔

۱۱؎ ابو داوٗد نے ۳۷۹۰ میں کتاب الاطعمتہ کے باب فی اکل لحوم الخیل کے تحت اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں بقیہ بن ولید ایک راوی ہے جو ضعفاء سے مدلس حدیثیں روایت کرتا ہے اس کے علاوہ اس میں صالح بن یحییٰ بن مقدام بن معدی کرب لین الحدیث راوی ہے یہ معنعن روایت کرتا ہے۔

۱۲؎ اس کی تخریج گذر چکی ہے۔

۱۳؎ امام مالک نے ۴۲/۱ میں احمد نے ۴۰۶/۶ میں ابو داوٗد نے ۱۸۱ میں نسائی نے ۱۰۰/۱ میں اور ابن ماجہ نے ۴۷۹ میں ترمذی ۸۲ میں حدیث بصرہ بنت صفوان سے اس کو روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے بیان کیا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ ایسی ہی ہے بہت سے حفاظ حدیث نے اس کو صحیح قرار دیا ہے لیکن اس حدیث کے حکم کو مندوب پر محمول کیا جائے گا یہی حنفیہ کا مذہب ہے اس لئے کہ وجوب سے ندب کی طرف پھیرنے والا سبب حدیث طلحہ بن علی میں موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی جسم کا ایک حصہ ہے اس حدیث کو امام احمد نے ۲۲/۴، ۲۳ میں ابو داوٗد نے ۱۸۲ میں ترمذی نے ۸۵ میں نسائی نے ۳۸/۱ میں ابن ماجہ نے ۴۸۳ میں بیان کیا ہے اس کا اسناد صحیح ہے اس کو عمرو بن علی فلاس ابن مدینی طحاوی اور ابن حبان نے ۲۰۷ میں اور ابن حزم نے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۴؎ امام بخاری نے صحیح بخاری ۵۷۰/۹ میں کتاب الصید کے باب الارنب کے تحت اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۱۹۵۳ میں کتاب الصید کے باب اباحتہ الارنب کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۱۵؎ اس کی تخریج حج کے بارے میں ہدایات نبوی کے بیان میں گذر چکی ہے۔

۱۶؎ ابن ماجہ نے ۳۱۹۱ میں کتاب الذبائح کے باب لحوم الخیل کے تحت اس کو بیان کیا ہے اس کی سند قوی ہے۔

۱۷۔ یہ حدیث اپنے مختلف طرق وشواہد کی بنیاد پر صحیح ہے اس کو حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد نے ۲۸۲۷ میں احمد نے ۳/۳۱، ۳۹، ۴۵، ۵۳ میں اور ابن ماجہ نے ۳۱۹۹ میں ترمذی نے ۱۴۷۶ میں روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور ابن حبان نے ۱۰۷۷ میں اس کو حسن کہا ہے اس باب میں حضرت جابرؓ ابوہریرہؓ ابن عمرؓ ابوایوبؓ ابن مسعودؓ ابن عباسؓ کعب بن مالک ابودرداءؓ اور ابوامامہ سے روایت ہے ان تمام روایتوں کو حافظ زیلعی نے ''نصب الرایۃ'' ۴/۱۸۹، ۱۹۱ میں بیان کیا ہے۔

۱۸۔ امام ابوداؤد نے ۲۸۱۴ میں کتاب الاضاحی کے باب فی المسافر یضحی کے تحت اور امام مسلم نے ۱۹۷۵ میں کتاب الاضاحی کے باب بیان ما کان من النھی عن لحوم الاضاحی کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

فصل (۱۱۶)

پرندوں کے گوشت کا بیان

اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا۔

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ☆ (واقعہ۔۲۱)	اور چڑیا کا گوشت جس کو وہ پسند کریں گے (لائیں گے)۔

اورمسند بزار وغیرہ میں مرفوعاً روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّکَ لَتَنْظُرُ اِلَی الطَّيْرِ فِی الْجَنَّةِ فَتَشْتَهِيْهُ فَيَخِرُّ مَشْوِيًّا بَيْنَ يَدَيْکَ☆[۱]	بیشک تم جنت میں چڑیوں کی طرف دیکھو گے تو اس کی خواہش ہوگی اتنے میں وہ بھنی ہوئی تمہارے سامنے پڑی ہوگی۔

پرندوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں حرام اور حلال۔

حرام پنجے والی ہوتی ہیں جو پنجے سے شکار کرتی ہیں جیسے باز شاھین اور شکرا

حرام چڑیوں میں سے بعض مردار کھاتی ہیں۔ جیسے گدھ کرگس لقلق چیل کوا سفید و سیاہ اور کوا سیاہ ان میں سے بعض کو مارنا ممنوع ہے جیسے ہدہد، لٹورا اور ان میں سے بعض کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے زاغ وزغن۔

حلال پرندے بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک مرغی ہے چنانچہ اس کے بارے میں صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث ابوموسیٰ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کا گوشت تناول فرمایا۔[۲]

مرغ کا گوشت پہلے درجہ میں گرم تر ہوتا ہے معدہ میں ہلکا ہوتا ہے زود ہضم ہے اس سے عمدہ خلط پیدا ہوتی ہے دماغ اور منی میں اضافہ ہوتا ہے آواز صاف کرتا ہے خوبصورتی پیدا کرتا ہے عقل کو تقویت بخشتا ہے صالح خون پیدا کرتا ہے رطوبت کی طرف مائل ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کو ہمیشہ کھانے سے نقرس کی بیماری ہوتی ہے حالانکہ یہ خیال باطل ہے اس کا کوئی بھی ثبوت نہیں۔

مرغ کا گوشت مزاج کے اعتبار سے بہت زیادہ گرم ہوتا ہے اور نسبتاً رطوبت اس میں کم ہوتی ہے پرانے مرغ کا گوشت ایک مفید دوا کا کام کرتا ہے اگر اس کو تخم معصفر اور سوئے کے ساگ کے پانی کے ساتھ پکا کر استعمال کریں تو قولنج شکم کی سوجن اور ریاح غلیظ کے لئے بے حد مفید ہوتا ہے اور اس کا خصیہ غذا کے اعتبار سے عمدہ اور زود ہضم ہوتا ہے چوزے کا گوشت تو بہت زیادہ زود ہضم ہوتا ہے پاخانہ نرم کرتا ہے اور اس سے پیدا ہونے والا خون عمدہ لطیف ہوتا ہے۔

تیتر کا گوشت دوسرے درجہ میں گرم خشک ہوتا ہے ہلکا اور زود ہضم ہوتا ہے معتدل خون پیدا کرتا ہے اس کا بکثرت استعمال نگاہ کو تیز کرتا ہے۔

چکور کا گوشت عمدہ خون پیدا کرتا ہے زود ہضم ہوتا ہے۔

مرغابی کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے اس کا عادی بننا برا ہے اس سے خراب تغذیہ ہوتا ہے البتہ اس میں بہت زیادہ فضولات نہیں ہوتے۔

بطخ کا گوشت گرم تر ہوتا ہے اس کے کھانے سے فضلات دیر ہضم ہے اور معدہ کے لئے بھی مناسب نہیں۔

سرخاب کا گوشت سنن ابو داؤد میں حدیث بریہ بن عمر بن سفینہ ہے مذکور ہے اس کو انہوں نے اپنے باپ عمر سے اور ان کے باپ نے ان کے دادا سفینہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا ہے۔ ۳

سرخاب کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے دیر ہضم ہوتا ہے جفاکش اور محنتی لوگوں کے لئے نفع بخش ہے۔

سارس کا گوشت خشک اور معدہ پر ہلکا ہوتا ہے اس کی برودت وحرارت کے بارے میں اطباء مختلف ہیں سوداوی خون پیدا کرتا ہے محنت و مشقت کرنے والے جفاکش لوگوں کے لئے موزوں ہوتا ہے بہتر ہے کہ اس کو ذبح کر کے یا دو دن تک چھوڑ دیا جائے پھر کھایا جائے۔

گورے اور چنڈال کا گوشت اس بارے میں نسائی نے اپنی سنن میں عبداللہ ابن عمرو سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اِنْسَان یَقْتُلُ
عُصْفُوْرًا فِمَا فَوْقَہٗ بِغَیْرِ حَقِّہٖ
اِلَّاسَاَلَہُ عَزَّوَجَلَّ عَنْھَا قِیْل یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا حَقُّہٗ؟ قَالَ
تَذْبَحُہُ فَتَا کُلُہٗ وَلَا تَقْطَعَ
رَاسَہٗ وَتَرْمِیْ بِہٖ☆۴

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو شخص کسی گورے یا اس سے بڑی
کوئی چیز یا ناحق مارے گا تو اللہ
تعالیٰ اس کے بارے میں سوال
کرے گا آپ سے دریافت کیا
گیا کہ اے رسول خدا اس کا حق
کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس
کو ذبح کر کے کھاؤ۔ اور اس کا
سر کاٹ کے پھینکا نہ کرو۔

سنن نسائی میں عمرو بن شرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ
قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ اِلَی
اللّٰہِ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّ فُلَانًا
قَتَلَنِیْ عَبَثًا وَلَمْ یَقْتُلْنِیْ
لِمَنْفَعَۃٍ☆۵

میں نے رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے
کسی گورے کو بلا ضرورت مارا تو
وہ دربار الٰہی میں فریاد کرے گا اور
کہے گا اے میرے رب فلاں نے
مجھے بلا ضرورت قتل کیا تھا کسی نفع
کے لئے مجھے نہیں مارا۔

اس کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے دست بستہ کرتا ہے قوت باہ کو بڑھاتا ہے اس کا شوربہ پاخانہ نرم کرتا ہے جوڑوں کے لئے مفید ہے اگر اس کا مغز دماغ سونٹھ اور پیاز کے ساتھ پکا کر استعمال کیا جائے تو جماع کی خواہش کو ابھارتا ہے اور اس سے خراب خلط پیدا ہوتی ہے۔

کبوتر کا گوشت گرم تر ہوتا ہے جنگلی کبوتر میں رطوبت کمتر ہوتی ہے اس کے چوزوں میں بہت زیادہ رطوبت ہوتی ہے گھریلو اڑنے کے قابل چوزوں کا گوشت بہت ہلکا ہوتا ہے اس میں غذائیت عمدہ ہوتی ہے۔ نر کبوتر کا گوشت فالج عضو کے بے حسی سکتہ اور رعشہ کے لئے شفا ہے اسی طرح اس کے سانسوں کی بو سونگھنے سے فائدہ ہوتا ہے اور اس کے چوزوں کے کھانے سے عورتوں کو جلد حمل قرار پاتا ہے۔

گردہ کے لئے مفید ہے خون زیادہ کرتا ہے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک باطل حدیث روایت کی گئی ہے جس کی کوئی اصل نہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہا ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ کبوتری کو ساتھی بنا لو۔٦

اس حدیث سے بہتر تو یہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک کبوتری کا پیچھا کر رہا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک شیطان شیطانہ کا پیچھا کر رہا ہے۔٧

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ اپنے خطبہ میں کتوں کو مارنے اور کبوتر کے ذبح کرنے کا حکم فرماتے تھے۔

تیتر کا گوشت خشک ہوتا ہے اس کے کھانے سے سوداء پیدا ہوتا ہے اسہال روکتا ہے بدترین غذا ہے صرف استسقاء کی بیماری کے لئے مفید ہے۔

بٹیر کا گوشت گرم خشک ہوتا ہے جوڑوں کے درد کے لئے نافع ہے حرارت جگر کے لئے مضر ہے سرکہ اور دھنیا کے استعمال کرنے سے اس کی مضرت جاتی رہتی ہے۔

ایسی چڑیوں کے گوشت کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے جو گندے مقامات پر رہتی ہیں اور کھنڈرات میں اپنا بسیرا کرتی ہیں تمام پرندوں کا گوشت چوپایوں کے مقابل زود ہضم ہوتا ہے اور گردن اور بازو کا گوشت تو زود ہضم ہوتا ہے مگر اس میں غذائیت کم تر ہوتی ہے اور پرندوں کا مغز دماغ چوپایوں کے مقابل زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔

ٹڈی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ۔

غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَاكُلُ الْجَرَادَ☆	ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی اور ٹڈی کھائی۔

۸ے

مسند میں عبداللہ بن ابی اوفی ہی سے روایت ہے۔

أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ☆	ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ٹڈی مچھلی اور جگر اور طحال۔

اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا گیا اور عبداللہ بن عمر پر موقوفاً بھی مروی ہے۹ ٹڈی گرم خشک ہے اس میں غذائیت کم ہوتی ہے ہمیشہ اس کو کھانے سے لاغری پیدا ہوتی ہے اگر اس کی دھونی دی جائے تو سلس البول اور پیشاب کی پریشانی کو ختم کرتی ہے بالخصوص عورتوں کے لئے یہ بہت زیادہ مفید ہے بواسیر میں بھی اس کی دھونی دی جاتی ہے اور بچھو کے ڈنک مارنے پر فربہ ٹڈیوں کو بھون کر کھایا جاتا ہے مرگی کے مریضوں کے لئے نقصان دہ ہے خراب خلط پیدا کرتی ہے بلاوجہ اس کے مردار کے حلال ہونے میں دو قول ہیں جمہور اس کو حلال قرار دیتے ہیں اور امام مالک نے اس کو حرام بتایا ہے اگر یہ کسی سبب سے جیسے اچانک جھپٹنے یا جلانے وغیرہ سے مرجائے تو اس کے مردار کے مباح ہونے میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ ے۱۰

۱ے صفحہ ۵۸۸ میں ثملکسو دکی تشریح گذر چکی ہے ملاحظہ کیجئے۔

۲ـ مولف نے "حادی الارواح" ص۱۱۹ میں ابن کثیر نے ۴/ ۲۸۷ میں حسن بن عرفہ کی سند سے اس کی تخریج کی ہے جو یوں ہے "حدثنا خلف بن خلیفة عن حمید الاعرج عن عبد الله بن الحارث ابن مسعود اور حمید بن اعرج کو بہت سے ناقدین حدیث نے ضعیف قرار دیا اور ابن حبان نے بیان کیا کہ وہ ابن حارث کے واسطہ ابن مسعود سے ایک نسخہ روایت کرتے جو سب کی سب موضوع ہیں۔

۳ـ امام بخاری نے ۹/ ۵۵۶، ۵۵۷ میں کتاب الذبائح کے باب الدجاج کے تحت اور امام مسلم نے ۱۶۴۹ (۹) میں کتاب الایمان باب من ندب حلف یمینا فرای غیرھا خیرا منہا کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۴ـ ابوداؤد نے سنن ابوداؤد ۳۷۹۷ میں اور امام ترمذی نے جامع ترمذی ۱۸۲۹ میں اس کو بیان کیا اس کی سند ضعیف ہے۔

۵ـ نسائی نے ۷/ ۲۰۷ میں کتاب الصید کے باب اباحتہ اکل العصافیر کے تحت اور ۷/ ۲۳۹ میں باب من قتل عصفورا بغیر حقھا کے تحت اور شافعی نے ۲/ ۲۳۹، ۲۴۰ میں امام احمد نے ۶۵۵۰، ۶۵۵۱ میں دارمی نے ۲/ ۸۴ میں طیالسی نے ۲۲۷۹ میں حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے اس کی سند میں صہیب مولیٰ ابن عامر کو ابن حبان کے علاوہ کسی نے بھی ثقہ نہیں کیا بقیہ راوی ثقہ ہیں لیکن اس کی شاہد حدیث ابن شرید عن ابیہ ہے جو آگے آرہی ہے اس سے یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

۶ـ امام احمد نے ۴/ ۳۸۹ میں نسائی نے ۷/ ۲۳۹ میں اس کو بیان کیا ہے صالح بن دینار کے علاوہ تمام راوی ثقہ ہیں کیونکہ ابن حبان کے علاوہ صالح کو کسی نے بھی ثقہ نہیں کہا لیکن حدیث اپنی پہلی والی حدیث کی تائید سے حسن ہو جاتا ہے۔

۷ـ مولف کی کتاب المنار المنیف ص۱۰۶ ملاحظہ کیجئے۔

۸۔ امام ابوداؤد نے ۴۹۴۰ میں کتاب الادب باب اللعب بالحمام کے تحت اور ابن ماجہ نے ۳۷۶۵ میں احمد نے ۲/۳۶۵ اور امام بخاری نے الادب المفرد نمبر ۱۳۰۰ میں حدیث ابوہریرہ سے اس کو نقل کیا ہے اس کی سند حسن ہے ابن حبان نے ۲۰۰۶ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

۹۔ اس حدیث کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

۱۰۔ اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے اس کا موقوف ہونا صحیح ہے مگر یہ مرفوع کے حکم میں ہے اس لئے کہ اس جیسی رائے اور قیاس سے نہیں کہی جاسکتی۔

۱۱۔ ملاحظہ کیجئے ابن قدامہ مقدسی کی کتاب "المغنی" ۸/۵۷۲٬۵۷۳۔

فصل (۱۱۷)

مناسب ہے کہ ہمیشہ گوشت خوری کی عادت نہ ڈالی جائے اس لئے کہ اس سے دموی امراض اور امتلائی بیماریوں اور تیز قسم کے بخار ہوتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گوشت کا استعمال ذرا سنبھل کر کرو اس لئے کہ اس کی خواہش شراب کی طرح ہوتی ہے اس کو امام مالک نے موطا میں حضرت عمر سے نقل کیا ہے[۱] بقراط نے لکھا ہے کہ اپنے شکم کو جانوروں کا قبرستان نہ بناؤ۔

دودھ

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کے متعلق فرمایا۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّافِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ☆ (نحل۔۶۶)

ان جانوروں میں تمہارے لئے عبرت ہے ان کے شکم میں جو گوبر اور خون ہے اس کے درمیان میں سے خالص اور پینے والوں کے لئے خوشگوار دودھ ہم تم کو پلاتے ہیں۔

اور جنت کے متعلق فرمایا۔

فِیْھَآ اَنْھَارٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ
وَاَنْھٰـارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّـمْ یَتَغَیَّرْ
طَعْمُہٗ ☆ (محمد۔۱۵)

اس (جنت) میں بہت سی نہریں
ایسے پانی کی ہوں گی جن میں ذرا
تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں
ایسے دودھ کی ہوں گی جنکا ذائقہ
بھی نہ بدلے گا۔

سنن میں مرفوع سند سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَـنْ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ طَعَامًا فَلْیَقُلْ
اَلـلّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَارْزُقْنَا
خَیْـرًا مِنْہُ وَمَنْ سَقَاہُ اللّٰہُ لَبَنًا
فَـلْیَـقُـلْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ
وَزِدْنَـا مِـنْـہُ فَـاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ
مَـایُـــــجْـزِیُٔ مِـنَ الطَّعَـامِ
وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنُ ☆ ۲؎

جس کو خدا کھانا کھلائے اسے کہنا
چاہئے کہ اے اللہ ہمارے لئے
اس میں برکت عطا فرما اور اس
میں سے بہتر رزق ہمیں دے اور
جس کو خدا دودھ پلائے اسے کہنا
چاہئے کہ اے اللہ ہمارے لئے
اس میں برکت عطا کر اور اس کو
زیادہ کر اس لئے کہ میں دودھ
کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں جانتا
جو کھانے پینے دونوں کے لئے
کافی ہوتی ہے۔

دودھ اگر چہ دیکھنے میں بسیط معلوم ہوتا ہے مگر وہ درحقیقت تین جوہروں سے طبعی طور پر مرکب ہے۔

پنیر، گھی اور پانی پنیر بارد رطب ہوتا ہے بدن کو غذائیت بخشتا ہے اور گھی حرارت ورطوبت میں معتدل ہے تندرست انسانی جسم کے لئے موزوں ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں اور پانی گرم اور تر ہوتا ہے اسہال لاتا ہے بدن کو تازگی بخشتا ہے اور

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

دماغ اور کمزور سر کے لئے تکلیف دہ ہے اس کو ہمیشہ استعمال کرنے سے کورچشمی اور شب کوری پیدا ہوتی ہے جوڑوں میں درد اور جگر کے سدے پیدا ہوتے ہیں معدہ اور احشاء میں بھی اپھارہ ہوتا ہے شہد اور سونٹھ کے مربہ سے اس کی اصلاح کی جاتی ہے یہ تمام بیماریاں اس کو لاحق ہوتی ہیں جو اس کا عادی نہ ہو۔

بھیڑ کا دودھ سب سے گاڑھا اور مرطوب ہوتا ہے اس میں ایسی چکنائی اور بو ہوتی ہے جو بکری اور گائے کے دودھ میں نہیں ہوتی یہ فضولات بلغمی پیدا کرتا ہے اس کو ہمیشہ استعمال کرنے سے جلد میں سفیدی پیدا ہوتی ہے اس لئے اس میں پانی ملا کر پینا چاہئے تا کہ جسم کو اس کا کمتر حصہ ملے تشنگی کے لئے تسکین بخش ہے اس میں برودت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

بکری کا دودھ لطیف معتدل ہوتا ہے اور مسہل ہوتا ہے خشک بدن کو شاداب بناتا ہے حلق کے زخموں اور خشک کھانسی کے لئے بے حد مفید ہے اور نفث الدم کو ختم کرتا ہے۔

دودھ عمومی طور پر جسم انسانی کے لئے نفع بخش مشروب ہے اس لئے کہ اس میں غذائیت اور خون کی افزائش ہوتی ہے اور بچپن ہی سے انسان اس کا خوگر ہوتا ہے اور یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ لَيْلَةَ اُسْرِىَ بِهٖ بِقَدَحٍ مِّنْ خَمْرٍ وَقَدَحٍ مِّنْ لَبَنٍ فَـنَـظَـرَ اِلَيْهِـمَـا ثُمَّ اَخَذَ الـلَّبَـنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَـذْتَ الْـخَـمْـرَ غَـوَتْ اُمَّتُكَ ☆ ۴ے	شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شراب کا ایک پیالہ اور دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا آپ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے جس نے آپ کی رہنمائی فطرت کی جانب فرمائی اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

ترش دودھ دیر میں آنتوں کو چھوڑتا ہے خلط خام پیدا کرتا ہے اس کو گرم معدہ ہی ہضم کرتا ہے اور اسی کے لئے یہ مفید بھی ہے۔

گائے کا دودھ بدن کو غذا دیتا ہے اور اس کو شاداب بناتا ہے اعتدال کے ساتھ اسہال لاتا ہے۔

گائے کا دودھ سب سے معتدل ہوتا ہے اور اس میں رقت و غلظت اور چکنائی بکری اور بھیڑ کے دودھ کے مقابل عمدہ ہوتی ہے سنن میں عبداللہ بن مسعود سے مرفوعاً مذکور ہے کہ تم لوگ گائے کا دودھ استعمال کرو اس لئے کہ یہ ہر درخت سے غذا حاصل کرتی ہے۔ ۵ے

اونٹنی کا دودھ فصل کے شروع ہی میں اس کے فوائد کا ذکر ہو چکا ہے یہاں پر دوبارہ اس کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

لبان (کندر)

KitaboSunnat / All rights reserved. ©2002-2006

اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث وارد ہے جس میں آپ نے فرمایا۔

بَخِّرُوْا بُيُوْتَكُمْ بِاللُّبَانِ	اپنے گھروں کو کندر اور صعتر
وَالصَّعْتَرِ ☆	(پہاڑی پودینہ) کی دھونی دو۔

لیکن یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت نہیں ہے البتہ حضرت علی سے روایت کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے نسیان کی شکایت کی آپ نے اس سے فرمایا کہ کندر استعمال کیا کرو۔ اس لئے کہ اس سے دل مضبوط ہوتا ہے اور نسیان ختم ہو جاتا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک اثر ہے کہ اس کو شکر کے ساتھ نہار منہ استعمال کرنا پیشاب اور نسیان کے لئے مفید ہے حضرت انسؓ سے بھی مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے نسیان کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ کندر استعمال کیا کرو۔ اس کو رات میں بھگو دو۔ اور صبح بیدار ہو کر نہار منہ اس کا شروب پیو اس لئے کہ یہ نسیان کے لئے بہت عمدہ ہوتا ہے۔

اس کا طبعی سبب ظاہر ہے اس لئے کہ نسیان اگر کسی سوء مزاج بارد رطب کو لاحق ہو تو وہ اس کے دفاع پر غالب رہتا ہے چنانچہ مریض جو کچھ دیکھتا ہے محفوظ نہیں رکھ پاتا لہٰذا کندر اس کے لئے بے حد مفید ہوگا لیکن اگر نسیان کسی عارضی چیز کے غلبہ کے سبب سے ہو تو اس کو مرطبات کے استعمال کے ذریعہ دور کرنا آسان ہوتا ہے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ خشکی کی وجہ سے نسیان ہوگا تو نیند نہ آئے گی ماضی کی باتیں یاد ہوں گی مگر حالیہ باتیں یاد نہ رہیں گی اور اگر نسیان رطوبت کے سبب سے ہو تو اس کے برعکس ہوگا۔

بعض چیزیں خاص طور پر نسیان پیدا کرتی ہیں جیسے گدی کے گڈھے پر پچھنا لگوانا سبز دھنیا کا بکثرت استعمال ترش سیب کھانا رنج و غم کی کثرت ٹھہرے ہوئے پانی میں دیکھنا اور اس میں پیشاب کرنا سولی دیتے ہوئے شخص کی طرف دیکھنا قبروں کی

تختیوں کو بار بار پڑھنا اونٹ کی دو قطاروں کے درمیان چلنا حوض میں جوں ڈالنا اور اسی طرح چوہے کا پسماندہ کھانا یہ ساری باتیں تجربہ کی بنیاد پر بیان کی گئی ہیں ۔ ۶

الغرض کندر دوسرے درجہ میں گرم اور پہلے درجہ میں خشک ہوتا ہے اس میں معمولی قبض ہے ۔ اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں مضرت کم ہے کندر خون بہنے اور خون آنے سے روکتا ہے درد معدہ کو دور کرتا ہے غذا ہضم کرتا ہے دست آور ہے ریاح کو دور کرتا ہے ۔ آنکھ کے زخموں کو جلا بخشتا ہے ہر قسم کے زخموں میں گوشت دوڑتا ہے ۔ کمزور معدہ کو تقویت بخشتا ہے اور اس میں گرمی پیدا کرتا ہے بلغم کو خشک کرتا ہے سینے کی رطوبات کو صاف کرتا ہے کور چشمی کو دور کرتا ہے خراب قسم پھیلنے سے روکتا ہے اگر اس کو تنہا یا صعتر فارسی (پہاڑی پودینہ) جائے تو بلغم کو خارج کرتا ہے زبان کی بندش کو ختم کرتا ہے ذہن کو تیز کرتا ہے اگر اس کی بھاپ کی دھونی دی جائے تو وباء میں مفید کو آلائش سے صاف کر کے خوشگوار کرتا ہے ۔

ا ۔ امام مالک نے موطا ۲/۹۳۵ میں کتاب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب ماجا فی اکل اللحم کے تحت اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں انقطاع ہے ۔

۲ ۔ اس حدیث کی تخریج پہلے گذر چکی ہے یہ حسن ہے امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اس کو بیان کیا ہے ۔

۳ ۔ امام بخاری نے صحیح بخاری ۱/۲۷۰ میں کتاب الوضوء کے باب ھل یمضمض من اللبن کے تحت اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۳۵۸ میں کتاب الحیض کے باب نسخ الوضوء مما مست النار کے تحت حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔

۴ ۔ اس کی تخریج پہلے گذر چکی ہے ۔

۵ ۔ اس کو اصحاب سنن میں سے کسی نے بھی روایت نہیں کیا ہے یہ محض مولف رحمتہ اللہ کا وہم ہے البتہ یہ حدیث مستدرک ۷/۱۹۷ میں مذکور ہے یہ حدیث حسن ہے ۔

۶۔ یہ مسمریزم کا طریقہ علاج ہے جو عوام میں مروج ہے اور وہم کی بنیاد پر لوگ اسے تجربہ قرار دیتے ہیں خدا تعالیٰ مولف پر رحم فرمائے کہ بہت مدار ان جیسی چیزوں سے بچے رہے۔

حرف میم

ماء (پانی) یہ زندگی کا مادہ اور مشروبات کا سردار ہے عناصر اربعہ میں سے ایک بلکہ اس کا اصلی رکن ہے اس لئے کہ آسمان اس کے بخار سے پیدا کئے گئے اور زمین کی تخلیق اس کے جھاگ سے عمل میں آئی اور ہر جاندار چیزوں کو اللہ نے پانی ہی سے بنایا۔

پانی کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ غذا کا کام کرتا ہے یا صرف غذا کے نفوذ کا ذریعہ ہے؟ اس سلسلے میں دو قول ہیں جس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور ہم اس کی دلیل اور اس سے راجح قول کا ذکر بھی کر چکے ہیں پانی سرد تر ہوتا ہے حرارت کو ختم کرتا ہے بدن کی رطوبات کا محافظ ہے اور جو رطوبات تحلیل ہو جاتی ہیں اس کی تلافی کرتا ہے غذا کو لطیف بناتا ہے اور اس کو بدن کی رگوں میں پہنچاتا ہے۔ پانی کی خوبی دس طریقوں سے معلوم کی جاتی ہے۔

۱۔ رنگ دیکھ کر معلوم کی جاتی ہے کہ وہ صاف ستھرا ہے۔

۲۔ بو سے معلوم ہوتی ہے کہ اس میں کوئی دوسری بو نہیں ہونی چاہئے۔

۳۔ ذائقہ سے معلوم پڑتی ہے کہ وہ شیریں اور لذیذ ہو جیسے نیل اور فرات کا پانی ہوتا ہے۔

۴۔ اس کے وزن سے جان لی جاتی ہے کہ وہ ہلکا ہو اور اس کا قوام لطیف ہو۔

۵۔ اس کی خوبی اس کی گذرگارہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اس کا راستہ اور گذرگاہ عمدہ ہے۔

۶۔ منبع سے کہ اس کے پانی نکلنے کی جگہ دور ہے۔

۷۔ دھوپ اور ہوا کے اس پر گذرنے سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ زمین دوز نہ ہو جہاں دھوپ اور ہوا کا گذر نہ ہو سکے۔

۸۔ اس کی حرکت سے کہ وہ تیزی کے ساتھ بہتا ہے۔

۹۔ اس کی کثرت سے معلوم کی جاتی ہے کہ وہ اتنا زیادہ ہو کہ جو فضلات اس سے ملے ہوئے ہوں ان کو دور کر سکے۔

۱۰۔ اس کے بہاؤ کے رخ سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ شمال سے جنوب کی طرف یا مغرب سے مشرق کی جانب جاری ہو۔

اگر ان خوبیوں کو دیکھا جائے تو یہ پورے طور پر صرف چار ہی دریاؤں میں پائی جاتی ہیں دریائے نیل، دریائے فرات، سیحون اور جیحون۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث مروی ہے انہوں نے بیان کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ كُلٌّ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ☆۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیحون جیحون نیل اور فرات سب جنت کی نہروں میں سے ہیں۔

پانی کے ہلکے ہونے کا اندازہ تین طریقے سے کیا جاتا ہے۔

۱۔ پانی سردی اور گرمی سے بہت جلد متاثر ہو اور ان کو بہت جلد قبول کر لے چنانچہ بقراط حکیم کا بیان ہے کہ جو پانی جلد گرم ہو جائے اور جلد ہی ٹھنڈا بھی ہو جائے وہی سب سے ہلکا ہوتا ہے۔

۲۔ میزان سے اس کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

۳۔ دو مختلف قسم کے پانی میں دو ہموزن روئی کے پھائے بھگوئے جائیں پھر
ان کو پورے طور پر خشک کر کے وزن کیا جائے تو جو سب سے ہلکا ہو گا
اس کا پانی بھی اسی طرح ہلکا ہو گا۔

پانی اگر چہ حقیقتاً سرد تر ہے مگر اس کی قوت کسی ایسے عارضی سبب سے متغیر و منتقل ہوتی رہتی ہے جو اس کے تغیر کا موجب بنتا ہے اس لئے کہ جس پانی کا شمالی حصہ کھلا ہو اور دوسرے حصہ پر چھپا ہوا ہو وہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور اس میں معمولی خشکی ہوتی ہے جو شمالی ہوا کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح دوسری سمتوں کے پانی کا حکم ہے۔

اور کان سے نکلنے والا پانی اسی کان کی طبیعت کے مطابق ہو گا اور اسی انداز کا اثر بدن پر نمایاں ہو گا شیریں پانی مریضوں اور تندرست لوگوں کے لئے مفید ہے ٹھنڈا پانی اور بھی زیادہ مفید لذیذ ہوتا ہے اس کو نہار منھ اور جماع کرنے کے بعد پینا مناسب نہیں اسی طرح نیند سے بیدار ہونے کے بعد جماع کے بعد اور تازہ پھل کھانے کے بعد اس کو پینا نہیں چاہئے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

لیکن اگر کھانے کے بعد پانی کی ضرورت محسوس ہو تو متعین مقدار میں پینا چاہئے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ زیادہ پینا مضر ہے اگر پانی کی چسکی لے تو یہ کبھی بھی نقصان نہیں کرے گا بلکہ معدہ کو تقویت بخشے گا اور شہوت کو ابھارے گا اور تشنگی ختم کرے گا۔

نیم گرم پانی اپھارہ پیدا کرتا ہے اور مذکورہ فوائد کے برخلاف اثرات دکھلاتا ہے باسی نیم گرم پانی تازہ سے عمدہ ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور آب سرد اندرونی طور پر خارجی طور پر استعمال کرنے کے مقابل زیادہ نافع ہے اور گرم اس کے برعکس ہوتا ہے ٹھنڈا پانی عفونت دم میں زیادہ نافع ہے اسی طرح بخارات کو سر کی طرف جانے سے روکتا ہے اور عفونت سے بچاتا ہے یہ گرم مزاج گرم مقام و موسم اور جوان العمر لوگوں کے لئے موزوں ہوتا ہے اور نضج اور تحلیل کی ضرورت میں بہر صورت

نقصان دہ ہوتا ہے جیسے زکام ورم وغیرہ اور بہت زیادہ ٹھنڈا پانی دانتوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور ایسے پانی کا بکثرت استعمال خون کو پھاڑتا ہے اور نزلے کو حرکت دیتا ہے۔

بہت زیادہ ٹھنڈا یا گرم پانی دونوں اعصاب اور اکثر اعضا جسمانی کو نقصان پہنچاتا ہے اس لئے کہ ان میں سے ایک محلل ہے اور دوسرا کثافت پیدا کرتا ہے گرم پانی سے اخلاط حادہ کی سوزش ختم ہو جاتی ہے نضج و تحلیل کا کام کرتا ہے رطوبات ردیہ کو نکال پھینکتا ہے بدن کو شاداب بناتا ہے اور اس میں گرمی پیدا کرتا ہے اس کے پینے سے ہاضمہ خراب ہوتا ہے غذا کے ساتھ استعمال کرنے سے یہ معدہ کی بالائی سطح تیرتا رہتا ہے اور اسے ڈھیلا کرتا ہے تشنگی دور کرنے میں بھی زیادہ عمدہ نہیں ہے بدن کو لاغر بناتا ہے امراض ردیہ کا نقیب ہے اکثر امراض میں مضر ہے البتہ بوڑھوں کے لئے موزوں ہے اسی طرح مرگی سردی کی وجہ سے سر درد کے مریضوں اور آشوب چشم کے بیماروں کے لئے گرم پانی مناسب ہے خارجی طور پر اس کا استعمال بہت زیادہ مفید ہے۔

آفتاب کی تمازت سے گرم شدہ پانی کے بارے میں کوئی حدیث یا اثر صحیح طور پر ثابت نہیں ہے اور نہ اس کو معیوب قرار دیا بہت زیادہ گرم گردے کی چربی کو پگھلا دیتا ہے حرف عین کے تحت بارش کے پانی کا بیان ہو چکا ہے اس لئے یہاں اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

برف اور اولے کا پانی

صحیح بخاری اور مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت مذکور ہے کہ آپ نماز کے استفتاح میں یہ دعا فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ☆ ۲

اے خدا مجھے گناہوں سے برف اور اولے کے پانی کے ذریعہ دھل دے۔

برف میں ایک دخانی کیفیت و مادہ موجود ہے اور اس کا پانی بھی اسی کیفیت کا ہوتا ہے برف کے پانی سے گناہوں کو دھونے کی درخواست کرنے میں جو حکمت مضمر ہے اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے کہ اس سے دل میں ٹھنڈک مضبوطی اور تقویت تینوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں اور اسی سے دلوں اور جسموں کے علاج بالغہ کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور بخوبی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بیماریوں کا علاج اس کے اضداد سے کس طرح کرنا چاہئے۔

اولے کا پانی برف کے مقابل زیادہ لذیذ اور لطیف ہوتا ہے لیکن بستہ اور منجمد پانی تو وہ جیسا ہوگا اسی حساب سے اس کی خوبیاں ہوں گی اور برف جن پہاڑوں یا زمینوں پر گرتی ہے ان کی ہی کیفیت سے ان میں اچھائی اور خرابی پیدا ہوتی ہے حمام و جماع اور ورزش اور گرم کھانا کھانے کے بعد برف کا پانی پینے سے سختی سے پرہیز کرنا چاہئے اسی طرح کھانسی کے مریضوں سینے کے درد سے متاثر اور ضعیف جگر کے مریض اور سرد مزاج کے لوگوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

کنویں اور نالوں کا پانی کنویں کا پانی بہت کم لطیف ہوتا ہے اور زمین دوز نالوں کا پانی ثقیل ہوتا ہے اس لئے کہ کنویں کا پانی گھرا ہوا ہوتا ہے جس میں تعفن کا امکان ہوتا ہے اور نالوں کے پانی پر ہوا کا گذر نہیں ہوتا اس کو نکال کر فوراً نہیں پینا چاہئے بلکہ تھوڑی دیر رکھ دیا جائے تاکہ ہوا اپنا کام کر جائے اور اگر ایک رات گذرنے کے بعد اس کو استعمال کریں تو اور بہتر ہے اور جس پانی کا گذر سخت زمین سے ہو یا غیر مستعمل کنویں کا پانی ہو سب سے خراب ہوتا ہے بالخصوص جبکہ اس کی مٹی بھی خراب ہو تو اور بھی زیادہ خراب اور دیر ہضم ہوتا ہے۔

آب زمزم

تمام پانیوں کا سردار سب سے اعلیٰ سب سے بہتر اور قابل احترام ہے لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور سب سے زیادہ بیش بہا ہے۔ اور لوگوں کے نزدیک سب سے نفیس پانی ہے یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پیر مارنے سے پیدا ہوا اور یہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سیرابی کا ذریعہ بنا۔ ۳

صحیح بخاری میں مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان چالیس دن تک رہے اور ان کے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ یہ (آب زمزم) مزیدار کھانا ہے۔ ۴ اور امام مسلم کے علاوہ دوسروں نے اپنی سند سے اس میں اتنا اضافہ کیا کہ یہ پانی بیماری کے لئے شفا ہے۔ ۵

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ☆ آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے اسی کے لئے مفید ہے۔ ۶

اس حدیث کو عبد اللہ بن مؤمل کی وجہ سے ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے اس کو عبد اللہ نے محمد بن منکدر سے روایت کی ہے اور ہم نے اس حدیث کو عبد اللہ بن مبارک سے بایں طور روایت کی ہے کہ جب وہ حج کے موقعہ پر آب زمزم پر پہنچے تو کہا کہ ابن ابی اموالی نے محمد بن منکدر عن جابر عن النبی کی سند سے اس کو روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے اسی کے لئے مفید ہے اور میں اس کو قیامت کے دن کی تشنگی دور کرنے کے لئے پیتا ہوں ابن ابی موالی ثقہ ہے لہٰذا یہ حدیث حسن ہے اور بعض ائمہ حدیث نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو موضوع بتلایا ہے حالانکہ یہ دونوں قول بے بنیاد ہیں۔

میں نے اور دوسرے لوگوں نے بھی شفاء امراض کے بارے میں عجیب تجربہ کیا ہے اور خود مجھے متعدد امراض میں اس سے شفا حاصل ہوئی اور خدا نے اس پانی کے ذریعہ مجھے شفاء عطا فرمائی اور میں نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ بہت سے لوگوں نے پندرہ دنوں تک صرف اسی پانی کو نوش کیا اور یہ ان کو تغذیہ دیتا رہا اور انھیں بھوک کا احساس نہیں ہوتا اور عام لوگوں کی طرح طواف کعبہ کرتے رہے مجھے بعض لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ چالیس روز تک اس پر گذارہ کیا اس کے باوجود اس میں بیوی سے جماع کرنے کی قوت پورے طور پر موجود رہی وہ مباشرت کرتے تھے اور روزہ رکھتے اور باربار طواف کعبہ بھی کرتے تھے۔

دریائے نیل کا پانی

نیل جنت کی ایک نہر ہے یہ بلاد حبشہ کی وادی کے کنارہ میں واقع جبال قمر کے پیچھے سے نکلی ہے جہاں کہ بارش کا پانی ٹھہرتا ہے اور سیلاب آتے رہتے ہیں پھر وہ سیلاب ایسے چٹیل میدانوں کی طرف رخ کرتے ہیں جہاں روئیدگی کا دور دور تک پتہ نہیں ہوتا اس سے وہاں پر کھیتیاں لہلہا اٹھتی ہیں ان کھیتیوں سے جانور اور انسان دونوں فیضیاب ہوتے ہیں چونکہ وہ زمین جہاں سے اس پانی کا گذر ہوتا ہے بہت سخت ہوتی ہے۔ اگر عادت کے مطابق معمولی بارش ہوتی ہے تو نباتات کے اگنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اور ذرائع معیشت و مصالح معطل ہو کر رہ جاتے ہیں اس لئے بارش دور دراز علاقوں میں ہوتی ہے پھر یہ بارش ان زمینوں کی طرف ایک بڑی نہر کی شکل میں آجاتی ہے اور ان میں زیادتی بحکم الٰہی معلوم وقتوں میں اتنی ہی ہوا کرتی ہے جس سے ان علاقوں میں شادابی آجائے اور روئیدگی کے لئے کافی ہو پھر جب یہ علاقے پورے طور پر سیراب ہو جاتے ہیں اور شادابی آجاتی ہے تو آہستہ آہستہ پانی کم ہو جاتا ہے اور نیچے چلا جاتا ہے کہ کھیتی پورے طور پر ہو سکے مصلحت و معیشت کی تکمیل ہو۔ اس میں دس خصوصیات موجود ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے

چنانچہ نیل کا پانی بہت زیادہ لطیف ہلکا شیریں اور لذیذ ہوتا ہے۔

سمندر کا پانی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث ثابت ہے جس میں آپ نے سمندر کے بارے میں فرمایا۔

هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ اَلْحِلُّ مَيْتَتُهُ☆۸ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

اللہ نے اس کا پانی نمکین شور تلخ کھاری بنایا تاکہ روئے زمین پر بسنے والے انسانوں اور چوپایوں کی ضرورت کی تکمیل ہو سکے اس لئے کہ یہ ہمیشہ ٹھہرا ہوا رہتا ہے اس میں بکثرت حیوانات پائے جاتے ہیں جو اسی میں مرتے ہیں اور ان کی قبریں نہیں تیار کی جاتیں اگر سمندر کا پانی شیریں ہوتا تو ان جانوروں کے رہنے اور اس میں مرنے کی وجہ سے متعفن ہو جاتا اور دنیا کی ہوائیں اس علاقے سے گذرتیں ہیں وہ بھی ان سمندری فضا سے متاثر ہو کر متعفن ہو جاتیں اور ساری دنیا میں فساد عام ہو جاتا اور بیماریاں پھیلتیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تقاضا کے تحت اس کو اتنا نمکین بنایا کہ اگر ساری دنیا کے مردار آلائش اور مردے ڈالے جائیں پھر بھی اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوگا اور ابتدائے آفرینش سے آج تک اس کے ٹھہراؤ نے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہونے دیا اور قیامت تک یہ اسی طرح رہے گا۔

سمندر کو نمکین و شور بنانے کی یہی حقیقی علت غائی ہے اور اس کا فاعلی سبب یہ ہے کہ زمین شور اور نمکین ہو جائے۔

بایں ہمہ سمندر کے پانی سے غسل کرنا ظاہر جلد کی مختلف بیماریوں کے لئے سود مند ہے اور اس کا پانی پینا جلد کے ظاہر و باطن دونوں کے لئے ضرر رساں ہے اس لئے کہ یہ مسہل ہوتا ہے اور لاغر بناتا ہے اس کے پینے سے جلد پر خارش داد پیدا ہوتی ہے اس سے اپھارہ پیدا ہوتا ہے نیز تشنگی مزید بڑھتی ہے اور جس کے لئے اس کو پینا ناگزیر

ہوتو اس کو اس کی مضرت کو دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقے اختیار کرنا چاہئے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ پانی کو ہانڈی میں رکھا جائے اور ہانڈی کے اوپر نے رکھی جائے جس پر نیا دھنا ہوا اون ہو اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا کر اسے پکایا جائے یہاں تک کہ بخارات اٹھ کر اون تک پہنچ جائیں جب زیادہ ہو جائیں تو اون کو نچوڑ لیں اس کو گرنے نہ دیں یہاں تک کہ پانی کا صاف ستھرا حصہ نکل کر باہر آجائے اور نمکین شور پانی ہانڈی کی سطح زیریں میں باقی رہ جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے سمندر کے کنارے ایک بڑا گڈھا کھودا جائے جس کی طرف سمندر کا پانی بہایا جائے پھر اسی کے قریب دوسرا گڈھا بنا کر اس کی طرف پانی ڈالا جائے پھر ایک تیسرا گڈھا بنائیں اور اس کی طرف پانی بہایا جائے غرض اسی طرح یہ عمل کیا جائے گا جب تک کہ پانی شیریں نہ ہو جائے جب اس گدلے پانی کا پینا ناگزیر ہو تو اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں سنگ ریزے یا دیوار کی لکڑی کا ایک ٹکڑا یا شعلہ زن انگارہ اس میں ڈال دیں کہ اسی میں بجھ جائے یا اس میں گل ارمنی یا گیہوں کا ستو آمیز کرلیں تو اس کی کدورت وغلاظت نیچے بیٹھ جائے گی۔

مشک

صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا یہ حدیث منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَطْیَبُ الطِّیْبِ الْمِسْکُ☆ سب سے بہترین خوشبو مشک ہے۔ ۹

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔

كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُحْرِمَ وَیَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْهِ مِسْكٌ ☆۱۰	میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے اور یوم نحر کو خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے ایسی خوشبو لگاتی تھی جس میں مشک کی آمیزش ہوتی تھی۔

مشک تمام خوشبوؤں کی سرتاج ہے سب سے بہتر اور خوشگوار ہوتی ہے اس کو ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہے اسی سے دوسری خوشبو کو تشبیہ دیتے ہیں لیکن اس جیسی کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جنت کے ٹیلے مشک کے ہوں گے اس کا مزاج دوسرے درجہ میں گرم خشک ہے نفس کو فرحت بخشتی ہے اور قوی کرتی ہے۔اس کے پینے اور سونگھنے سے تمام باطنی اعضاء کو تقویت ملتی ہے اور ظاہری اعضاء پر جب اس کو لگایا جائے تو بوڑھوں اور سرد مزاج کے لوگوں کے لئے نافع ہے بالخصوص موسم سرما میں تو اور ہی مفید ہے بیہوشی اور خفقان کے لئے بہترین دوا ہے۔

اور ضعیف القوۃ میں حرارت غریزی کو ابھارتی ہے آنکھ کی سفیدی کو جلاء بخشتی ہے اور رطوبات چشم کو نکال پھینکتی ہے جسم کے تمام اعضاء سے ریاح کو خارج کرتی ہے زہر کے اثر کے لئے تریاق ہے سانپ کے ڈسنے پر مفید ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں مفرحات میں اسے اعلیٰ ترین مفرح کا درجہ حاصل ہے۔

مرزنجوش۔۱۱ (ایک قسم کی بوٹی کا نام ہے) اس کے متعلق ایک حدیث وارد ہے مگر اس کی صحت کی ہمیں واقفیت نہیں حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عَلَیْكُمْ بِالْمَرْزَ نْجُوْشِ فَاِنَّهٗ جَیِّدٌ لِلْخُشَامِ ☆۱۲	تم لوگ مرزنجوش استعمال کیا کرو اس لئے کہ یہ زکام کے لئے مفید ہے۔

یہ تیسرے درجہ میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے اس کو سونگھنا بارد

سر درد کے لئے مفید ہے اسی طرح بلغمی اور سوداوی سر درد کے لئے نافع ہے زکام اور ریاح غلیظہ میں سود مند ہے دماغ اور نتھنوں میں پیدا ہونے والے سدوں کو کھولتا ہے اور اکثر اورام باردہ کو تحلیل کرتا ہے اکثر مرطوب بارد درد اور ورم میں مفید ہے اس کا حمول حیض آور ہے اور عورتوں کو حاملہ کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے اور اس کے خشک پتوں کو پیس کر خون جمی آنکھوں پر ٹکور کیا جائے تو خاصا فائدہ ہوتا ہے اور اگر بچھو کے ڈنک زدہ مقام پر اس کو سرکہ کے ساتھ آمیز کر کے ضماد کریں تو سود مند ہوتا ہے۔

اس کا روغن پشت اور گھٹنوں کے درد میں مفید ہے تکان دور کرتا ہے جو ہمیشہ اسے سونگھا کرے اس کو نزول الماء کی بیماری نہ ہوگی اگر اس کے عرق کو تلخ بادام کے روغن کے ساتھ آمیز کر کے ناکوں میں چڑھائیں تو نتھنوں کے سدوں کو کھول دیتا ہے اور نتھنوں دماغ میں پیدا ہونے والی ریاح کو توڑتا ہے۔

ملح (نمک)

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ذکر کی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَيِّدُ اِدَامِكُمْ اَلْمِلْحُ ☆ ۱۳ — اعلیٰ ترین سالن نمک ہے۔

نمک ہر چیز کا سرتاج مصلح ہے اور ہر چیز کے ذائقہ کا دارومدار اسی پر قائم ہے اکثر سالن نمک کے ذریعہ ہی تیار کیا جاتا ہے چنانچہ مسند بزار میں مرفوع روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَيُوْشِكُ اَنْ تَكُوْنُوْا فِى النَّاسِ مِثْلَ الْمِلْحِ فِى الطَّعَامِ وَلَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ ☆ ۱۴

عنقریب وہ دور آنے والا ہے جس میں تم لوگ کھانے میں نمک کی طرح ہوگے اور کھانے کی اصلاح نمک کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔

علامہ بغویؒ نے اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ اَرْبَعَ بَرَکَاتٍ	اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین کی
مِّنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ	طرف چار برکتیں نازل فرمائی
اَلْحَدِیْدَ وَالنَّارَ وَالْمَاءَ	ہیں لوہا آگ پانی اور نمک۔
وَالْمِلْحَ☆	

اس حدیث کا موقوف ہونا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔

نمک سے تمام جسم انسانی وغذا انسانی کی اصلاح ہوتی ہے اور ہر آمیزش کی اصلاح کرتا ہے جو کسی چیز میں پیدا ہوگئی ہو حتیٰ کہ سیم وزر کی آمیزش کی اصلاح اسی سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں ایک ایسی قوت ہوتی ہے جو سونے کی زردی اور چاندی کی سفیدی کو مزید بڑھاتی ہے اور چمک دمک پیدا کرتی ہے اور اس میں جلاء اور تحلیل کی بھی قوت موجود ہے اسی لئے رطوبات غلیظہ کو ختم کرتا ہے اور اسے خشک کرتا ہے بدن کو تقویت بخشتا ہے اور اسے فاسد اور متعفن ہونے سے روکتا ہے اور خارش کے زخموں کے لئے نافع ہے۔

اگر اس کو بطور سرمہ استعمال کیا جائے تو آنکھ کے بدگوشت کو ختم کردیتا ہے اور ناخنہ ۱۵ کو جڑ سے ختم کرتا ہے نمک اندرانی ۱۶ سب سے عمدہ ہوتا ہے اور خراب زخموں کو پھیلنے سے روکتا ہے پاخانہ نیچے لاتا ہے اگر استسقاء کے مریضوں کے شکم پر اس کی مالش کی جائے تو ان کو آرام پہنچاتا ہے دانتوں کو صاف شفاف بناتا ہے اور ان کی گندگی کو ختم کرتا ہے مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے علاوہ ازیں اس کے منافع وفوائد بے شمار ہیں۔

....

۱ے امام مسلم نے ۲۸۳۹ میں کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا کے باب ما فی الدنیا من انہار الجنۃ کے تحت اس کو ذکر کیا ہے۔ مصنفؒ نے وہم کی بنیاد پر اس کو امام بخاری کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ امام بخاری نے کراس کو روایت نہیں کیا ہے۔

۲ے اس حدیث کی تخریج گذر چکی ہے۔

۳ے دار قطنی نے ۲۸۹/۲ میں حاکم نے ۴۷۳/۱ میں اس کو حدیث ابن عباس سے محمد بن حبیب جارودی کے واسطہ سے بیان ہے کہ محمد بن حبیب نے سفیان بن عیینہ سے سفیان نے ابن نجیح سے اور انہوں نے مجاہد سے اور مجاہد نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا حافظ ابن حجر نے ''تلخیص'' میں بیان کیا کہ محمد بن حبیب جارودی صدوق ہے مگر اس کی روایت شاذ ہے اس کی اس حدیث کو تمام حفاظ اصحاب عیینہ جیسے حمیدی ابن ابی عمر وغیرہ نے عن ابن عیینہ عن ابی نجیح عن مجاہد عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے اور حدیث میں لفظ ''ھزمتہ جبریل'' کا مفہوم ہے کہ حضرت جبرئیل نے اپنے پیر سے زمین پر مارا تو پانی کا سوتا پھٹ پڑا ''ھزمتہ'' سینے کے گڑھے کو کہتے ہیں اور تقاحہ میں مذکور ہے اذا غمز تھا بید ک یعنی جب تم اس کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو۔ ''ھزمت البئر'' کنواں کھودنے کے معنی میں مستعمل ہے حدیث کے لفظ وسقیا اللہ اسماعیل کا مفہوم ہے کہ اللہ نے اس اس کو ظاہر کیا تا کہ اس کے ذریعہ شروع میں حضرت اسماعیل کو سیراب کرے پھر بعد کے لوگوں بھی سیرابی حاصل کریں۔

۴ے امام مسلم نے ۲۴۷۳ میں کتاب فضائل الصحابۃ کے باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ کے تحت اس کو نقل کیا ہے۔

۵ے بزار نے اور بیہقی نے ۱۴۸/۵ میں طیالسی نے ۱۵۸/۲ میں طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں اس کو بیان کیا ہے اس کی سند حسن ہے جیسا کہ حافظ منذری نے الترغیب والترہیب ۱۳۳/۲ میں اور ھیثمی نے المجمع ۲۸۶/۳ میں لکھا ہے۔

٦۔ ابن ماجہ نے ۳۰۶۲ میں اور امام احمد نے بیہقی نے ۱۴۸/۵ میں بیان کیا ہے اور عبد اللہ بن موول اگر چہ ضعیف ہے لیکن منفرد نہیں بلکہ ابن ابی الموالی نے جس کا نام عبد الرحمٰن ہے اس کی متابعت کی ہے اس کو مولف نے بیان کیا ہے اور بیہقی نے ۲۰۲/۵ میں باب الرخصۃ فی خروج ماء زمزم کے تحت ابراہیم بن طہمان عن الزبیر کے طریق سے عمدہ سند کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے اس کو حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اسی طرح منذری اور دمیاطی نے بھی اس کو صحیح کہا ہے اور حافظ ابن حجر نے اس کو اس حسن قرار دیا ہے امام ترمذی نے ۹۶۳ میں اور بیہقی نے ۲۰۲/۵ میں اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے یوں نقل کیا ہے۔ ''اَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْمِلُهُ'' کہ وہ آب زمزم لے جاتی تھیں یہ بھی کہتی ہیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو لاتے تھے امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اس کو امام بخاری نے ''التاریخ الکبیر'' ۱۸۹/۳ میں بایں الفاظ نقل کیا ہے۔ ''اَنَّهَا حَمَلَتْ مَاءَ زَمْزَمَ فِي الْقَوَارِيْرِ وَ قَالَتْ حَمَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَدَاوِىْ وَ الْقِرَبِ فَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضٰى وَيُسْقِيْهِمْ'' یہ عائشہؓ آب زمزم شیشیوں میں لاتی تھیں اور یہ کہتیں کہ اس کو رسول خدا صلعم منکوں اور مشکوں میں لاتے تھے اور اس سے مریضوں کو نہلاتے اور انھیں پلاتے تھے۔

۷۔ طین الابلیز اس مصری مٹی کو کہتے ہیں جسے دریائے نیل سیلاب کے بعد چھوڑ جاتی ہے۔

۸۔ اس کی تخریج گذر چکی ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

۹۔ امام مسلم نے ۲۲۵۲ میں کتاب الالفاظ کے باب استعمال المسک کے تحت یوں نقل کیا ہے انه طیب الطیب کہ یہ سب عمدہ ہوتی ہے۔

۱۰۔ امام بخاری نے ۳۱۵/۳، ۳۱۶ میں کتاب الحج کے باب الطیب عند الاحرام کے تحت اس کو ذکر کیا ہے۔

۱۱ے مرزنجوش بہت زیادہ شاخوں والا ایک پودا ہے جو زمین سے اگتے ہی زمین پر پھیل جاتا ہے اس کے پتے گول اور روئیں دار ہوتے ہیں اس کی خوشبو بہت زیادہ عمدہ ہوتی ہے۔

۱۲ے علامہ سیوطی نے اس کو "الجامع الصغیر" میں بیان کیا ہے اور ابن سنی اور ابو نعیم کی طرف اس کو منسوب کیا کہ ان دونوں نے اس کو کتاب الطب میں حدیث انس سے روایت کیا ہے اور اس کی ضعف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

۱۳ے ابن ماجہ نے ۳۳۱۵ میں کتاب الاطعمۃ کے باب الملح کے تحت اس کو بیان کیا ہے اس کی سند میں عیسٰی بن ابی عیسٰی حناط متروک الحدیث ہے تقریب التھذیب میں اسی طرح مذکور ہے۔

۱۴ے ھیثمی نے "المجمع" ۱۰/۱۸ میں اس کو بیان کیا اور کہا کہ اس کو بزار اور طبرانی نے حدیث سمرہ سے روایت کیا ہے اور طبرانی کی اسناد حسن ہے۔

۱۵ے طفرة ناختہ ایک زائد سفید گوشت ہوتا ہے جو آنکھ کی روشنی پر رفتہ رفتہ اثر انداز ہوتا ہے۔

۱۶ے قاموس میں مذکور ہے کہ اندرانی یہ غلط ہے صحیح ذرآنی ہے یہ نمک بہت زیادہ سفید ہوتا ہے۔

حرف نون

نخل (کھجور کا درخت)

قرآن مجید میں نخل کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اس کے متعلق مذکور ہے ابن عمرؓ نے بیان کیا۔

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِيَ
بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَى وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ
الشَّجَرِ شَجَرَةً مَثَلُهَا مَثَلُ
الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَسْقُطُ
وَرَقُهَا اَخْبِرُوْنِيْ مَاهِيَ؟
فَوَقَعَ فِي النَّاسُ فِي شَجَرِ
الْبَوَادِيْ فَوَقَعَ فِي نَفْسِيْ اَنَّهَا
النَّخْلَةُ فَاَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ هِيَ
النَّخْلَةُ ثُمَّ نَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا
اَصْغَرُ الْقَوْمِ سِنًّا فَسَكَتُّ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ
فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ يعُمَرَ فَقَالَ
لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ
مِنْ كَذَا وَكَذَا☆ ا

ہم صحابہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اسی وقت کھجور کا گابھ آپ کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا کہ درختوں میں ایسا درخت ہے جو مرد مسلم کی طرح ہوتا ہے اس کی پتیاں نہیں جھڑتیں بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگ جنگلی درختوں کو شمار کرنے لگے اور میرے دل میں یہ بات سائی کہ یہ درخت کھجور ہے چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا کہ کہدوں یہ درخت کھجور ہے۔ پھر جب بزم پر نگاہ ڈالی تو میں سب سے کم عمر تھا اس لئے میں نے خاموشی اختیار کر لی چنانچہ خود آنحضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے یہ بات میں نے اپنے والد حضرت عمر سے بیان کی انہوں نے فرمایا کہ عقلمند اگر تو نے کہہ دیا ہوتا تو بہت ہی اچھا ہوتا۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ایک عالم اپنے ساتھیوں کے سامنے مسائل

رکھ سکتا ہے اور ان کو سکھلا سکتا ہے اور ان کی ذاتی رائے کا امتحان لے سکتا ہے اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مثال اور تشبیہ بیان کی جا سکتی ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اپنے اکابر کی عزت و تعظیم میں سکونت اختیار کرتے تھے اور ان کے سامنے گفتگو نہ کرتے تھے بلکہ ان کا پاس و لحاظ کرتے تھے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے بیٹے کی صواب دید اور راست گوئی کی توفیق سے کس قدر خوشی محسوس کرتا ہے۔

نیز اس بات کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے کہ بیٹا اپنے باپ کی موجودگی میں اگر کوئی بات جانتا ہو تو اس کو بیان کر سکتا ہے خواہ باپ کو اس کا علم نہ ہو اس میں کوئی بے ادبی کا پہلو نہیں ہے۔

مرد مسلم کو درخت کھجور سے تشبیہ دینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان میں کثرت خیر کھجور کے انداز کا ہوتا ہے اس کا سایہ ہمیشہ رہتا ہے اور اس کا پھل خوشگوار ہوتا ہے اور اس کا وجود دائمی ہوتا ہے اس کا پھل خشک و تر دونوں طرح سے استعمال کیا جاتا ہے کچا پکا دونوں طرح سے کھایا جاتے ہے یہ غذا اور دوا بھی ہے روزی اور شیرینی بھی مشروب اور پھل بھی ہے کھجور بھی ہے کھجور کے تنے سے مکانات آلات اور ظروف تیار کئے جاتے ہیں اس کی پتیوں سے چٹائیاں پیالے برتن اور پنکھے وغیرہ بنائے جاتے ہیں اور اس کی چھال سے رسیاں اور گزرے دار بستر وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اور اس کی گٹھلی اونٹوں کے لئے چارہ کا کام دیتی ہے۔

سرمہ اور دواؤں میں اس کا استعمال ہوتا ہے مزید برآں اس کے پھل کی خوبصورتی اس کے پودوں کا جمال اور دیدہ زیبی اور اس کی جاذب نظری اس کے پھل کی حسن ترتیب اس کی شادابی تازگی یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جن کو دیکھ کر دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور اس کے دیدار سے خدا خالق کون و مکاں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور

اس کی صنعت کی ندرت اس کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا نظارہ عیاں ہو جاتا ہے اس درخت سے مرد مسلم کے علاوہ کون سی چیز زیادہ مشابہ ہو سکتی ہے جبکہ مسلمان سراپا خیر ہوتا ہے اور ظاہر و باطن دونوں طور پر اس سے نفع مقصود ہوتا ہے۔

یہی وہ درخت ہے جس کا ''تنا'' پیغمبر خدا کے فراق میں زار و قطار رویا تھا کہ اب قرب نبی نہیں رہا آپ کے اقوال زریں کا سماع نہیں رہا اور اسی درخت کے نیچے مریم علیہ السلام ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے موقعہ پر آئی تھیں چنانچہ اس کا ذکر ایک حدیث میں موجود ہے۔ مگر اس حدیث کی سند قابل غور ہے۔

اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَۃَ فَاِنَّھَا خُلِقَتْ مِنَ الطِّیْنِ الَّذِیْ خُلِقَ مِنْہُ اٰدَمُ☆۲	تم اپنے چچا درخت کھجور کی تعظیم کرو اس لئے کہ اس کی تخلیق بھی اسی مٹی سے ہوئی ہے جس سے آدم علیہ السلام کی تخلیق عمل میں آئی تھی۔

لوگوں نے اختلاف کیا کہ کھجور کا درخت انگور کی بیلوں سے زیادہ افضل ہے یا انگور کی بیلیں اس سے بہتر ہیں اس سلسلہ دو قول ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ان دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے لہٰذا ان میں کوئی دوسرے سے افضل و بہتر نہیں ہے اگرچہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ بہتر اور عمدہ ہے۔

نرجس (نرگس)

اس سلسلہ میں ایک حدیث ہے جو صحیح نہیں ہے یہ بایں الفاظ مروی ہے۔

عَلَيْكُمْ بِشَمِّ النَّرْجِسِ فَإِنَّ	تم لوگ گل نرگس سونگھا کرو اس
فِي الْقَلْبِ حَبَّةَ الْجُنُوْنِ	لئے کہ دل میں جنون جذام اور
وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ لَا يَقْطَعُهَا	برص کا دانہ ہوتا ہے جو گل نرگس
إِلَّا شَمُّ النَّرْجِسِ ☆۳	کے سونگھنے سے ہی ختم ہو سکتا

ہے۔

نرگس دوسرے درجہ میں گرم خشک ہے اس کی جڑ سے اعصاب کے گہرے حصوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں اس میں مواد ردیہ کو خشک کرنے اور خارج کرنے کی قوت موجود ہے اگر اس کو پکا کر اس کا جوشاندہ پیا جائے یا اس کو ابال کر استعمال کیا جائے تو قے آتی ہے اور قعر معدہ سے رطوبات کو نکال باہر کرتا ہے اور اگر اس کو شہد اور گاؤدانہ کے ساتھ پکا کر استعمال کیا جائے تو زخموں کی آلائش کو صاف کرتا ہے اور ان پھوڑوں کو جو بدیر تیار ہوتے ہیں اس کے منہ کھول کر مواد بہا دیتا ہے۔

اس کا پھول حرارت میں معتدل اور لطیف ہوتا ہے زکام بارد میں نفع بخش ہے اس میں زبردست قوت تحلیل ہوتی ہے دماغ اور نتھنوں کے سدوں کو کھول دیتا ہے مرطوب اور سوداوی سر درد کے لئے مفید ہے گرم مزاج کے لوگوں کو سر درد پیدا کرتا ہے اگر اس کے تنے کو صلیبی انداز میں چیر کر جلا دیا جائے پھر بویا جائے تو دوگنا چوگنا اگتا ہے اور جو کوئی موسم سرما میں اسے سونگھتا رہے تو وہ موسم گرما میں ذات الجنب کی بیماری سے مامون رہے گا بلغم اور سوداء کی تیزی کے سبب سے ہونے والے سر درد کے لئے مفید ہے اس میں ایک طرح کی عطریت ہوتی ہے جو دل و دماغ کے لئے مقوی ہے اسی طرح یہ بہت سے امراض کے لئے نفع بخش ہے۔

تیسیر کے مصنف نے لکھا ہے کہ اس کے سونگھنے سے بچوں کی مرگی ختم ہو جاتی ہے۔

نَوْرَةٌ (چونے کا پتھر)

ابن ماجہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اطَّلٰی بَدَأَ بِعَوْرَتِہٖ فَطَلَاھَا بِالنُّوْرَۃِ وَسَائِرَ جَسَدِہٖ اَھْلُہٗ☆ ۴	نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کو طلاء کرتے تو پہلے اپنی شرمگاہ سے شروع فرماتے چنانچہ آپ نے تو شرمگاہ پر چونے کے پتھر سے طلاء کیا اور آپ کے باقی پوری جسم پر آپ کے گھر کے لوگوں نے طلاء کیا۔

اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں مگر مذکورہ حدیث ان میں سب سے عمدہ اور قوی ہے۔

یہ بات مشہور ہے کہ سب سے پہلے شخص جو حمام میں داخل ہوئے اور جن کے لئے بال صفا پتھر تیار کیا گیا وہ حضرت سلیمان داؤد تھے اس نسخہ کے اجزائے اصلیہ یہ ہیں کہ چونا آب نا رسیدہ دو حصہ اور ہڑتال ایک حصہ لے کر دونوں کو پانی میں ملا لیا جائے اور دھوپ یا حمام میں اتنی دیر تک رکھ کر چھوڑ دیا جائے کہ وہ پک جائے اور اس کی نیلگونیت اور تیز ہو جائے پھر اس کی مالش کی جائے اور اس کو لگانے کے بعد تھوڑی دیر تک بیٹھے رہیں تا کہ وہ اپنا کام پورے طور پر کر جائے اس دوران پانی نہ لگنے پائے پھر اس کو دھو کر اس کی جگہ مہندی کا طلاء کریں تا کہ اس کی سوزش ختم ہو جائے۔

نبق (بیری کا پھل)

ابو نعیم نے اپنی کتاب ”الطب النبوی میں ایک مرفوع حدیث روایت نقل کی ہے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

۳۔ علامہ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۴۔ ابن ماجہ نے ۳۷۵۱ میں کتاب الادب کے باب الاطلاء بالنورۃ کے تحت اس کو بیان کیا ہے اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے اس لئے کہ حبیب بن ابی ثابت نے ام سلمہ سے مرسل سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

۵۔ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری ۲۱۸/۶ اور ۲۲۰ میں کتاب بدء الخلق کے باب ذکر الملئکہ کے تحت اس حدیث کو مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حرف ھاء

هِنْدِبَا (کاسنی)

اس سلسلہ میں تین احادیث مروی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی پیغمبر خدا سے صحیح طور ثابت نہیں ہیں بلکہ ہر ایک موضوع ہے پہلی حدیث یہ ہے۔

كُلُوْا الْهِنْدَبَاءَ وَلَا تَنْفُضُوْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَوْمٌ مِنَ الْاَيَّامِ اِلَّا وَقَطَرَاتٌ مِنَ الْجَنَّةِ تَقْطُرُ عَلَيْهِ☆	کاسنی کا استعمال کرو اور اس کو صاف نہ کرو اس لئے کہ ہر روز اس پر قطرات جنت ٹپکتے رہتے ہیں۔

دوسری حدیث بایں الفاظ مروی ہے۔

مَنْ اَكَلَ الْهِنْدَبَاءَ ثُمَّ نَامَ عَلَيْهَا لَمْ يَحِلَّ فِيْهِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ☆	جس نے کاسنی کھائی اور اسی حالت میں سو گیا تو اس پر جادو اور زہر میں سے کوئی اثر نہیں کرے گا۔

تیسری حدیث یہ ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ

مَامِنْ وَرَقَةٍ مِنْ وَرَقِ الْهِنْدَبَاءِ — کاسنی کے پتوں میں سے کوئی پتہ
اِلَّاوَعَلَيْهَا قَطْرَةٌ مِنَ — نہیں ہے جس پر قطرات جنت نہ
الْجَنَّةِ☆ ؎۱ — گرتے ہوں۔

بہر حال کاسنی کا مزاج بہت جلد متغیر ہو جاتا ہے سال کے موسم کے ساتھ بدلتا رہتا ہے چنانچہ موسم سرما میں سرد تر رہتا ہے اور موسم گرما میں گرم خشک ہو جاتا ہے اور ربیع خریف کے موسم میں معتدل رہتا ہے اور اکثر حالات میں برودت ویبوست کی طرف مائل رہتا ہے اس میں قبض بارد ہوتا ہے معدہ کے لئے بہت مفید ہے اگر معدہ پر اس کا ضماد کیا جائے تو معدہ میں پیدا ہونے والی سوزش کو ختم کرتا ہے اور نقرس کی بیماری کے لئے مفید ہے اسی طرح آنکھ کے گرم ورموں کے لئے نافع ہے اگر بچھو کے ڈنک زدہ مقام پر اس کے پتے اور جڑ کا ضماد کیا جائے تو سوزش نیش کژدم جاتی رہتی ہے یہ مقوی معدہ ہے جگر میں پیدا ہونے والے سدوں کو کھول دیتا ہے اور جگر کے گرم وسرد دوروں میں بے حد مفید ہے اور طحال رگوں اور آنتوں کے سدوں کو کھولتا ہے اور گردے کے مجازی کو صاف کرتا ہے۔

کڑوی کاسنی جگر کے لئے بہت زیادہ مفید ہے اس کا نچوڑا ہوا عرق یرقان سدی کے لئے نافع ہے بالخصوص جبکہ اس میں تازہ بادیان کے عرق کی آمیزش ہو اور اگر اس کے پتے کو پیش کر گرم ورم پر ضماد کیا جائے تو اس کو سرد کر کے تحلیل کر دیتا ہے۔معدہ کی جلاء کرتا ہے خون اور صفراء کی حرارت کو ختم کرتا ہے اس کو بغیر دھلے اور صاف کئے بغیر کھانا بہتر ہے اس لئے کہ اگر اس کو دھل کر صاف کر دیا جائے گا تو اس کی قوت ختم ہو جاتی ہے اس میں ایک تریاقی قوت ہوتی ہے جو ہر قسم کے زہر پر اثر انداز ہوتی ہے۔

اگر اس کے پانی کو بطور سرمہ استعمال کیا جائے تو شبکوری ؎۲ کے لئے نافع ہوتا ہے تریاق میں اس کے پتے کا استعمال کیا جاتا ہے نیش کژدم کے لئے مفید ہے اور

ہر قسم کے زہر کے اثر کو ختم کرتا ہے اگر اس کے پانی کو نچوڑ کر اس پر روغن زیتون ڈالا جائے پھر استعمال کیا جائے تو بہت سی قاتل دواؤں کے اثر کو ختم کر دیتا ہے اسی طرح سانپ کے ڈسنے اور بچھو کے ڈنک مارنے پر نفع بخش ہوتا ہے اور بھڑ کے ڈنک مارنے پر بھی نافع ہوتا ہے اس کی جڑ کا دودھ آنکھ کی سفیدی کو جلا بخشتا ہے۔

۱؎ ملاحظہ کیجئے مولف کی کتاب ''المنار المنیف'' ص ۵۴ اور ملا علی قاری کی کتاب ''المضوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع'' ص ۴۷ اور علامہ شوکانی کی کتاب ''الفوائد الجوعۃ'' ص ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷ اور ابن مفلح کی کتاب ''آداب الشرعیۃ'' ۳/۶۵۔

۲؎ آنکھ سے دن اور رات میں دکھائی نہ دینا روزکوری اور شبکوری دونوں یکساں طور پر مستعمل ہیں۔

حرف واو

ورس ۱؎ (ایک قسم کی گھاس ہے جو رنگنے کے کام آتی ہے)

امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں زید بن ارقم کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کی بیماری کے لئے روغن زیتون اور ورس کو نافع قرار دیتے تھے۔ قتادہ اس کا ضماد کرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس جانب مریض کو شکایت ہو اس پر اس کا ضماد کیا جائے ۲؎

ابن ماجہ نے اپنی سنن میں زید بن ارقم ہی سے حدیث روایت کی ہے زید نے بیان کیا کہ۔

نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرْسًا وَقُسْطًا وَزَيْتًا يُلَدُّ بِهٖ☆	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کے لئے ورس قسط اور روغن زیتون کے پلانے کو مفید بتایا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ عورتیں ولادت کے بعد زچگی میں چالیس دن تک رکی رہتیں اور ہم سے بعض اپنے چہرے پر ورس کی مالش کرتیں تھیں تا کہ چھائیں سے نجات ملے۔ ۳

ابو حنیفہ لغوی نے بیان کیا کہ ورس کی کاشت کی جاتی ہے یہ بری پودا نہیں ہے اور سر زمین عرب کے علاوہ کہیں اور نہیں پائی جاتی اور عرب میں بھی صرف یمن کے علاقوں میں ہوتی ہے۔

اس کا مزاج دوسرے ابتدائی درجہ میں گرم خشک ہے اور اس میں سب سے بہتر سرخ رنگ والی چھونے میں نرم اور کم بھوسی والی ہوتی ہے چہرے کی شکن خارش اور جلد پر پیدا ہونے والی پھنسیوں کے لئے اس کا طلاء مفید ہے اس میں قبض آوری کے ساتھ ہی رنگنے کی قوت بھی ہوتی ہے برص کے لئے اس کا پینا نافع ہے اس کی مقدار خوراک ایک درہم کے برابر ہوتی ہے۔

اس کا مزاج اور فوائد قسط بحری کی طرح ہیں بدن کے سفید داغ خارش پھنسیوں اور چہرے کے سرخی مائل سیاہ داغ کے لئے اس کا طلاء بہت زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور ورس سے رنگے ہوئے کپڑے استعمال کرنے سے قوت باہ میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے۔

وسمۃ نیل کے پتے کو کہتے ہیں یہ بالوں کو سیاہ بناتا ہے ہم نے ابھی اس سے پہلے کتم کے بیان میں سیاہ خضاب کے جواز و عدم جواز کے اختلاف کی بحث میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۱؎ ورس یہ نیل کے پودے کی طرح ایک زرد رنگ کا پودا ہے جس سے کپڑے وغیرہ رنگے جاتے ہیں اور خوبصورتی کے لئے چہرے پر اس کا مالش کی جاتی ہے۔

۲ـ امام ترمذی نے ۲۰۷۹ میں کتاب الطب باب ماجاء فی دواء ذات الجنب کے تحت اور ابن ماجہ نے ۳۴۶۷ میں اس کو بیان کیا اس کی سند میں میمون ابو عبداللہ بصری ضعیف راوی ہے۔

۳ـ امام احمد نے ''المسند'' ۶/ ۳۰۰ میں ابوداؤد نے ۳۱۱،۳۱۲ میں ترمذی نے ۱۳۹ میں اور قطنی نے ص۸۲ میں حاکم نے ۱/ ۱۷۵ میں بیہقی نے ۱/ ۳۴۱ میں اس حدیث کو بیان کیا ہے اس کی سند حسن ہے اس کے بہت سے شواہد ہیں جن سے یہ قوی ہو جاتی ہے حافظ زیلعی نے ''نصب الرایۃ'' ۱/ ۲۰۵،۲۰۶ میں اس کو نقل کیا ہے۔

حرف یاء

یقطین

گول اور لمبے کدو کو کہتے ہیں اگر چہ لفظ یقطین عربی زبان میں بالکل عام ہے کیونکہ لغت میں یقطین ہر اس درخت کو کہتے ہیں جو اپنی ڈنٹھل پر کھڑا نہ ہو جیسے تربوز ککڑی کھیرہ وغیرہ ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ☆ (صافات۔۱۴۶) — اور ہم نے ان پر ایک بیل دار درخت بھی اگا دیا تھا۔

ممکن ہے یہ اعتراض پیدا ہو کہ جو درخت اپنی ڈنٹھل پر کھڑا نہیں ہوتا اس کو تو نجم کہتے ہیں اس کو شجر نہیں کہتے کیونکہ شجر تو اس پودے کو کہتے ہیں جو اپنی ڈنٹھل پر کھڑا ہو اہل لغت اسی کے قائل ہیں پھر ارشاد باری تعالیٰ 'شَجَرَةٍ مِّنْ يَّقْطِيْنٍ'' (ایک بیل دار درخت) میں شجرۃ خلاف لغت کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شجرہ کے لفظ کو مطلق بولیں تو اس کا معنی ہوتا ہے کہ جو درخت اپنی ڈنٹھل پر کھڑا ہو مگر جب کسی خاص قید کے ساتھ اس کو مقید کر دیا جائے تو یہ بات نہیں رہ جائے گی چنانچہ اسماء کے سلسلہ میں مطلق ومقید کی بحث ایک بہت اہم اور منفعت بخش باب ہے صرف اہل لغت ہی اس کے مراتب و منافع سے پورے طور پر آشنا ہوتے ہیں۔

اور قرآن مجید میں یقطین کا جو ذکر ہے اس سے مراد کدو کا درخت ہے اس کے پھل کو کدو اور لوکی کہتے ہیں اور اس کے درخت کو یقطین کہتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔

کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر مدعو کیا حضرت انس راوی کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں بھی گیا داعی نے آپ کی خدمت اقدس میں جو کی روٹی اور خشک گوشت اور کدو کا بنا ہوا سالن پیش کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کھانے کے دوران رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ پیالہ کے ارد گرد سے کدو تلاش کر کے کھا رہے تھے اسی روز سے میرے دل میں کدو کی رغبت پیدا ہو گئی۔ الخ

ابو طالوت بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ کدو کھا رہے تھے اور کہتے تھے کہ اے درخت تو بھی کیا چیز ہے میں تجھے پیغمبر خداؐ کے پسند کرنے کی وجہ سے پسند کرتا ہوں۔

''غیلانیات'' میں ہشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! جب تم کوئی ہانڈی پکانے کے لئے تیار کرو تو اس میں زیادہ مقدار میں کدو ڈال لو اس لئے کہ کدو رنجیدہ دلوں کو مضبوط کرتا ہے۔

کدو سرد تر ہوتا ہے۔ معمولی غذا دیتا ہے یہ معدہ سے جلد نیچے کی جانب چلا جاتا ہے۔ اور اگر ہضم ہونے سے پہلے فاسد نہ ہو تو اس سے عمدہ خلط پیدا ہوتی ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کو جس چیز کے ساتھ استعمال کیا جائے ہضم ہونے کے بعد اسی میں تبدیل ہو جاتا ہے اگر رائی کے ہمراہ اس کو استعمال کریں تو خلط حریف پیدا ہو گی اور اگر نمک کے ساتھ کھائیں تو نمکین خلط ہو گی اور اگر قابض چیز کے ساتھ

کھائیں تو قابض خلط میں تبدیل ہوگا اور اگر بہی کے ساتھ اس کو پکا کر استعمال کیا جائے تو بدن کو عمدہ غذائیت بخشتا ہے۔

کدو لطیف آبی ہوتا ہے مرطوب بلغمی غذا فراہم کرتا ہے بخار زدہ لوگوں کے لئے نافع ہے یہ سرد مزاج لوگوں کے لئے راس نہیں آتا اسی طرح بلغمی مزاج لوگوں کے لئے موزوں نہیں اس کا پانی تشنگی کو دور کرتا ہے اور اگر اس کو پیا جائے جائے یا اس سے سر کو دھلا جائے تو گرم سر درد کو ختم کرتا ہے پاخانہ نرم کرتا ہے خواہ جس طرح بھی اس کو استعمال کریں بخار زدہ لوگوں کے لئے اس جیسی یا اس سے زیادہ زود اثر کوئی دوسری دوا نہیں ہے اگر گوندھے ہوئے آٹے کو اس پر لگا دیں اور چولھے یا تنور میں اس کو بھون کر اس کے پانی کو لطیف مشروب کے ساتھ استعمال کیا جائے تو بخار کی تیز قسم کی حرارت کو ختم کرتا ہے تشنگی دور کرتا ہے اور عمدہ تغذیہ کرتا ہے اور اگر اس کو ترنجبین اور بہی کے مربہ کے ساتھ استعمال کریں تو خلط صفراء کا اسہال کرتا ہے۔

اگر کدو کو پکا کر اس کا پانی تھوڑی شہد اور سہاگا کے ساتھ پیا جائے تو صفراء اور بلغم دونوں کو ایک ساتھ خارج کرتا ہے اگر اس کو پیس کر چندیا پر اس کا ضماد کریں تو دماغ کے اورام حارہ کے لئے مفید ہوتا ہے۔

اور اگر اس کے چھلکے ۲ کو نچوڑ کر اس کا پانی روغن گل کے ساتھ آمیز کریں اور اس کو کان میں ٹپکائیں تو کان کے اورام حارہ کے لئے نافع ہے اس کا چھلکا آنکھ کے گرم ورم کے لئے بھی مفید ہوتا ہے اور گرم نقرس کو بھی ختم کرتا ہے گرم مزاج اور بخار زدہ لوگوں کے لئے یہ غیر معمولی طور پر نفع بخش ہے اگر معدہ میں اس کا مقابلہ کسی ردی خلط سے ہو جائے تو یہ بھی اسی خلط ردی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور بدن میں خلط ردی پیدا کر دے گا اس کی مضرت سرکہ اور مری سے دور کی جاسکتی ہے۔ ۳

حاصل کلام یہ کہ کدو لطیف ترین اور زود اثر دواؤں میں سے ہے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے کدو کا استعمال فرماتے تھے۔

۱۔ امام بخاری نے صحیح بخاری ۹/۴۸۸ میں کتاب الاطعمۃ کے باب المرق کے تحت اور امام مسلم نے صحیح مسلم ۲۰۴۱ میں کتاب الاشربۃ کے باب جواز اکل المرق و استحباب اکل الیقطین کے ذیل میں اس کو نقل کیا ہے۔

۲۔ یہاں مصنف کی مراد کدو کا چھلکا ہے جرادۃ کدو یا کسی بھی لکڑے کے چھلکے کو کہتے ہیں۔

۳۔ مری ایک قسم کا سالن ہے جیسے چٹنی ہوتی ہے۔

فصل (۱۱۸)

پرہیز واحتیاط (مچھلی انڈا)

میں اس کتاب کو پرہیز کے بارے میں چند سودمند منفعت بخش فصلوں اور پورے طور پر نفع بخش وصیتوں پر ختم کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس سے کہ اس کتاب کی منفعت کو چار چاند لگ جائے۔

ابن ماسویہ کی کتاب میں پرہیز واحتیاط کی بحث میں ایک فصل میری نظر سے گذری جس کو میں بلاکم وکاست ان ہی کے الفاظ میں نقل کر رہا ہوں۔

ابن ماسویہ بیان کرتے ہیں کہ جو چالیس روز تک پیاز کھائے اور اسے جھائیں ہو جائے تو وہ خود کو ملامت کرے اور جس نے فصد کیا پھر نمک کھالیا جس کے سبب سے اس کو برص یا خارش لاحق ہوئی تو وہ خود کو ملامت کرے۔

جس نے مچھلی اور انڈا ایک ساتھ استعمال کیا اور وہ لقوہ یا فالج کا شکار ہو جائے تو خود کو قابل ملامت تصور کرے اور جو شکم سیر ہو کر حمام میں داخل ہوا اور اس پر فالج کا حملہ ہو جائے تو خود پر لعن طعن کرے۔

اسی طرح جس نے دودھ اور مچھلی ایک ساتھ کھائی اور اسے جذام برص یا نقرس کی بیماری ہوگئی تو وہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھے۔

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

صرف جوان عورتوں سے شادی کرو پھل درخت پر پکا ہوا استعمال کرو اور اسی موسم میں کھاؤ جب تک جسم میں قوت برداشت ہو دوا سے پرہیز کرتے رہو۔ ہر مہینہ معدہ کو صاف کرلیا کرو۔ اس سے بلغم صاف ہو جائے گا اور صفراء ختم ہو جائے گا اور گوشت پیدا ہو گا اور جب کوئی دوپہر کا کھانا کھائے تو اسے کھانے کے بعد ایک گھنٹہ آرام کرنا چاہئے اور شام کا کھانا کھانے کے بعد چالیس قدم چلنا ضروری ہے۔

بعض سلاطین نے اپنے معالج سے کہا کہ آپ کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے مجھے کوئی ایسا نسخہ لکھ دو کہ میں اس پر عمل کرسکوں اس پر معالج نے کہا کہ دیکھو صرف جوان عورت سے شادی کرنا صرف جوان جانوروں کا گوشت استعمال کرنا اور بغیر کسی بیماری کے کوئی دوا نہ پینا اور پختہ پھل استعمال کرنا اور اسے خوب چبا چبا کر کھانا اگر دن میں کھانا کھا کر آرام کرلو تو کوئی مضائقہ نہیں اور رات میں کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کرلیا کرو پھر سو جاؤ خواہ ۵۰ قدم ہی چل لیا کرو۔ کھانے کی خواہش کے بغیر کھانا نہ کھاؤ عورت کو جماع کی خواہش نہ ہو تو زبردستی اس سے جماع نہ کرو۔ پیشاب نہ روک رکھنا حمام اس وقت کرو جبکہ اس سے تم کو نفع پہنچے اس وقت حمام نہ کرو۔ جس سے تمہارے بدن کا کوئی حصہ فنا ہو جائے کھانا معدہ میں موجود ہونے کی صورت میں ہرگز نہ کھانا ایسی چیز کھانے سے بچنا جس کو دانت چبانے کی استطاعت نہ رکھیں کیونکہ معدہ کو اس کے ہضم کرنے میں دشواری سے دوچار ہونا پڑے گا ہر ہفتہ معدہ کو صاف کرنا ضروری سمجھو اور خون بدن کا بیش بہا خزانہ ہوتا ہے اس لئے اسے بلا ضرورت ضائع نہ کرنا اور حمام کیا کرو۔ کیونکہ یہ بدن کے اندرونی حصوں سے ان فضلات کو نکال باہر کرتا ہے جن کو دوائیں خارج نہیں کرپاتیں۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چار چیزیں جسم کو قوی بناتی ہیں۔

گوشت خوری، خوشبو سونگھنا، جماع کے لئے بکثرت غسل کرنا، کتان کا تیار کردہ لباس زیب تن کرنا اور چار چیزیں بدن کو کمزور کرتی ہیں۔ بکثرت جماع کرنا ہمہ

وقت رنج وغم کرنا نہار منہ کافی مقدار میں پانی پینا اور ترش چیزوں کا زیادہ استعمال۔

چار چیزوں سے نگاہ کو تقویت ملتی ہے کعبہ کے سامنے بیٹھنا سونے کے وقت سرمہ استعمال کرنا سرسبز و شاداب چیزوں کی طرف دیکھنا اور نشست گاہ کو صاف ستھرا رکھنا۔

چار چیزیں نگاہ کو کمزور کرتی ہیں گندگی کو دیکھنا سولی دیئے شخص کی طرف دیکھنا عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا اور قبلہ کی طرف اپنی پشت کر کے بیٹھنا۔

چار چیزوں سے قوت جماع بڑھتی ہے گورے کا گوشت کھانا اطریفل کا استعمال پستہ اور کسر گا وروئی کا کھانا۔

چار چیزوں سے عقل بڑھتی ہے غیر ضروری باتوں سے بچنا' مسواک کرنا' بزرگوں کے صحبت اختیار کرنا' علماء کی مجلس میں حاضر ہونا۔!

افلاطون کا قول ہے پانچ چیزوں سے بدن کی کاہش ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات موت سے بھی ہمکنار کر دیتی ہیں۔

صنعت کار کا بیکار رہنا دوستوں کی جدائی غیظ و غضب کو پی جانا نصیحت کو ٹھکرانا جاہلوں کا عقلمندوں سے تمسخر و استہزاء۔

مامون کے معالج کا قول ہے کہ ایسے شخص کی عادتوں کو اختیار کرو جوان کی بخوبی رعایت کرتا ہو تو توقع ہے موت کے علاوہ کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو گے البتہ موت تو بہر حال لاعلاج ہے معدہ میں کھانا موجود رہنے کی حالت مزید کھانا کبھی نہ کھانا ایسی غذا کبھی نہ استعمال کرنا جس کے چبانے سے منہ تھک جائے کیونکہ ایسے کھانے کو معدہ ہرگز ہضم نہ کر پائے گا بکثرت جماع کرنے سے پرہیز کرنا اس لئے کہ یہ زندگی کے جلتے ہوئے دیپ کو بجھا دیتی ہے۔ سن رسیدہ عورتوں سے جماع نہ کرنا کہ اس سے اچانک موت کا اندیشہ ہوتا ہے بلا ضرورت فصد نہ کرانا موسم گرما میں قے ضرور کرنا چاہئے۔

بقراط کے جامع کلام میں سے ہے کہ حرکثیر طبیعت کی دشمن ہے۔

حکیم جالینوس سے دریافت کیا گیا کہ تمہارے بیمار نہ ہونے کا کیا راز ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں دو ردی غذا یکجا نہیں کرتا کبھی کھانے پر کھانا نہیں کھاتا اور نہ میں کسی ایسی غذا کو معدہ میں جگہ دیتا ہوں جو اس کے لئے تکلیف دہ ہو۔

ل ملاحظہ کیجئے آداب الشافعی ص ۳۲۳' لآداب الشرعیۃ ۲/۳۹۰ اور شرح القاموس ۷/۲۱۶۔

(۱۲۰) فصل

پرہیز واحتیاط (کثرت جماع)

بدن کو چار چیزیں بیمار کرتی ہیں کثرت گفتار' زیادہ سونا' زیادہ کھانا اور بکثرت جماع کرنا۔

کثرت گفتار سے دماغ کا مغز کم ہوتا ہے اور کمزور ہو جاتا ہے اور بڑھاپا جلد آجاتا ہے۔ زیادہ سونے سے چہرے پر زردی آجاتی ہے دل اندھا ہو جاتا ہے اور آنکھ میں ہیجان برپا ہو جاتا ہے اور کام کرنے میں سستی چھائی رہتی ہے اور جسم میں رطوبات زیادہ ہوتی ہیں۔

اور زیادہ کھانا معدہ کے منہ کو فاسد کرتا ہے جسم کو کمزور لاغر بناتا ہے ریاح غلیظہ اور مشکل بیماریوں سے دوچار کرتا ہے۔

بکثرت جماع کرنے سے بدن لاغر ہو جاتا ہے قوی کمزور ہو جاتے ہیں اور بدن کے رطوبات خشک ہو جاتے ہیں یہ اعصاب کو ڈھیلا کرتا ہے سدے پیدا کرتا ہے اور اس کے ضرر کا اثر سارے بدن کو پہنچتا ہے بالخصوص دماغ کو تو بہت نقصان پہنچتا ہے اس لئے کہ روح نفسانی غیر معمولی طور پر تحلیل ہو جاتی ہے اور منی کے زیادہ اخراج کی وجہ سے اس میں اکثر کمزوری پیدا ہوتی ہے اور کثرت جماع سے جوہر روح کا اکثر

حصہ اس سے نکل جاتا ہے۔

جماع کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ جماع اس وقت کیا جائے جبکہ خواہش غیر معمولی طور پر ابھرے اور ایسی لڑکی سے جماع کرنا مقصود ہو جو انتہائی جمیل و شکیل نوخیز ہو اور اسی کے ساتھ حلال بھی ہو اور جماع کرنے والے کے مزاج میں حرارت اور رطوبت پورے طور پر ہو اور یہ اسی انداز پر عرصے سے چلا آ رہا ہو اور دل اعراض نفسانی سے بالکل خالی ہو اور نہ کسی استفراغ سے دوچار رہو اور نہ کوئی سخت محنت کی ہو اور نہ بہت زیادہ حرارت ہو اور نہ بہت زیادہ برودت ہو جب کوئی شخص جماع کے وقت ان دس باتوں کو ملحوظ رکھے گا تو اس سے بہت نفع حاصل ہو گا اور اگر ان میں سے کوئی ایک بات مفقود ہو گی تو ضرر بھی اسی حساب سے کم و بیش ہو گا اگر اکثر یا تمام باتیں مفقود ہوں تو پھر ایسے جماع سے تباہی مقدر ہے۔

فصل (۱۲۱)

چند مفید احتیاطی تدابیر

بہت زیادہ پرہیز جس سے تخلیط مرض ہو صحت کے لئے سودمند نہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ پرہیز مفید ہوتا ہے حکیم جالینوس نے اپنے ہم نشینوں کو ہدایت کی کہ تین چیزوں سے بچتے رہو۔ اور چار چیزوں کو اختیار کر لو پھر تم کو کسی معالج کی ضرورت نہ پیش آئے گی گرد و غبار دھواں اور بدبو دار گندی چیزوں سے خود کو دور رکھو چکنائی خوشبو شیرینی اور حمام کا استعمال کرو اور شکم سیری کی حالت میں کھانا نہ کھاؤ اور باذروج اور ریحان کو ساتھ استعمال نہ کرو۔ اور شام کے وقت اخروٹ نہ کھاؤ اور جو زکام میں مبتلا ہو وہ چت نہ سوئے اور رنجیدہ شخص ترش چیز نہ کھائے اور فصد کرانے والا شخص تیز روی نہ اختیار کرے اس لئے کہ یہ موت کا پیش خیمہ ہے اور جس کی آنکھ میں تکلیف ہے وہ قے نہ کرے موسم گرما میں زیادہ گوشت کا استعمال نہ کرو سردی کی وجہ سے بخار کا

مریض دھوپ میں نہ سوئے اور پرانے بیج دار بینگن کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جو موسم سرما میں روزانہ ایک پیالہ گرم پانی پی لے تو وہ بہت سی بیماریوں سے محفوظ ہو گیا اور جس نے حمام کرتے وقت انار کے چھلکے سے اپنے جسم کو ملا وہ داد و خارش سے نجات پا گیا جس نے سوسن کے پانچ دانے تھوڑی سی مصطگی رومی عود خام اور مشک کے ہمراہ استعمال کر لیا زندگی بھر اس کا معدہ نہ کمزور ہو گا اور نہ فاسد ہو گا اور جس نے تخم تربوز شکر کے ساتھ استعمال کیا اس کا معدہ پتھری سے خالی ہو گا اور سوزش پیشاب سے اسے نجات مل جائے گی۔

---

1. ایک مشہور سبزی کا نام ہے جو دل کو بہت مضبوط بناتی ہے اور قبض پیدا کرتی ہے مگر فضلات کے ساتھ مل کر اسہال پیدا کرتے ہے۔ قاموس۔

فصل (۱۲۲)

چار مفید و مضر چیزوں کا بیان

چار چیزوں سے جسم تباہ ہو جاتا ہے۔

رنج، غم، فاقہ کشی اور شب بیداری۔

چار چیزوں سے فرحت حاصل ہوتی ہے سبز و شاداب چیزوں کی طرف دیکھنا آب رواں کا نظارہ کرنا محبوب کا دیدار اور پھلوں کا نظارہ کرنا۔

چار چیزوں سے آنکھ میں دھندلا پن پیدا ہوتا ہے ننگے پاؤں چلنا صبح و شام نفرت انگیز گراں چیز یا دشمن کو دیکھنا زیادہ آہ و بکا کرنا۔ باریک خطوط کا زیادہ غور سے دیکھنا۔

چار چیزوں سے بدن کو تقویت ملتی ہے نرم و ملائم ملبوسات زیب تن کرنا اعتدال کے ساتھ حمام کرنا مرغن اور شیریں غذا استعمال کرنا اور عمدہ خوشبو لگانا۔

چار چیزوں سے چہرہ خشک ہو جاتا ہے اس کی شگفتگی شادابی اور رونق ختم ہو

جاتی ہے۔ دروغ گوئی' بے حیائی' جاہلانہ طرز کے سوالات کی کثرت اور فسق و فجور کی زیادتی۔

چار چیزوں سے چہرے پر رونق اور شگفتگی آتی ہے مروت وفاداری جود و سخاوت اور پرہیز گاری۔

چار چیزیں باہم نفرت وعداوت کا سبب بنتی ہیں تکبر و گھمنڈ' حسد' دروغ گوئی' اور چغل خوری۔

چار چیزوں سے روزی بڑھتی ہے نماز تہجد کی ادائیگی صبح سویرے بکثرت اللہ تعالٰی سے مغفرت کی طلب صدقہ کا باہم معاہدہ کرنا اور دن کے شروع اور آخر وقت میں خدا کا ذکر و اذکار۔

چار چیزوں سے روزی روک دی جاتی ہے صبح کے وقت سونا نماز سے غفلت سستی اور خیانت۔

چار چیزیں فہم و ادراک کے لئے ضرر رساں ہیں ترش چیزوں اور پھلوں کا دائمی استعمال چت سونا اور رنج وغم۔

چار چیزوں سے فہم و ادراک کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔

فارغ البالی کم خوری و کم آشامی غذاؤں کا شیریں اور مرغن چیزوں سے عمدہ بنانے کا اہتمام اور ان فضلات کا بدن سے خارج کرنا جو بدن کے لئے گراں ہوں۔

عقل کے لئے متعدد چیزیں ضرر رساں ہیں ہمیشہ پیاز کھانا' لوبیا' روغن زیتون اور بینگن کا دائمی استعمال جماع کی کثرت خلوت نشینی بے ضرورت افکار و خیالات مے نوشی بہت زیادہ ہنسنا اور رنج وغم کرنا یہ تمام چیزیں عقل کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

بعض دانشوروں کا مقولہ ہے کہ مجھے بحث و مناظرہ کی تین مجلسوں میں شکست اٹھانی پڑی جس کا کوئی خاص سبب میری سمجھ میں نہ آ سکا البتہ پہلی مچھلی مناظرہ

میں شکست کا یہ سبب معلوم ہوا کہ میں نے ان دنوں بکثرت بینگن کا استعمال کیا تھا اور دوسری مجلس میں شکست کا یہ سبب تھا کہ روغن زیتون کا بہت زیادہ استعمال کیا تھا اور تیسری مجلس میں شکست کا یہ راز معلوم ہوا کہ میں نے لوبیا کی ترکاری بہت کثرت سے کھائی تھی۔

فصل (۱۲۳)

طب نبوی کی اہمیت وافادیت

ہم نے اس کتاب میں فن طب کے علمی و عملی اجزاء پر سیر حاصل بحث کی ہے غالباً قارئین کی علمی تشنگی اس کتاب کے مطالعہ سے ہی دور ہو جائے گی اور ہم نے طب نبوی اور شریعت اسلامی کے قریبی تعلق کو بھی وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اور یہ بات محقق ہو کر سامنے آ گئی ہے کہ طب نبوی موجودہ طب کے مقابل اسی حیثیت کی حامل ہے جو حیثیت موجودہ و مدون فن طب کو فہموں کاروں اور کاہن گروں کے طب کے مقابل حاصل ہے۔

بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ طب نبوی کا مقام اس سے کہیں بلند و بالا بڑھ چڑھ کر ہے جس کو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے تو بے جا نہ ہو گا ہم نے تو بہت اختصار سے کام لیا ہے لیکن یہ مسئلہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے بہت تفصیل طلب ہے جس کو اللہ تعالی نے تفصیلی بحث کرنے کی توفیق نہیں عطا فرمائی اس کو کم از کم یہ بات تو ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ قوت جس کی تائید خدا کی طرف سے براہ راست وحی کے ذریعہ کی گئی ہے اور وہ علوم جن سے اللہ تعالی نے انبیاء کرام کو نوازا ہے اور وہ دانائی زیرکی اور فہم و فراست جسے خدا نے ان کو عطا کیا ہے ان کا دوسرے لوگوں کے علوم اور فہم و فراست سے کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے کوئی یہ کہنے کی جسارت کرے کہ یہاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہدایات کی کیا حیثیت ہے اور اس باب میں ان کا کیا تعلق دواؤں کی قوت وتاثیر قوانین علاج اور حفظان صحت کی تدبیروں میں پیغمبر خدا کے فرمودات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟

مگر یہ ساری باتیں کم عقلی کی بنیاد پر ہیں کہ قائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ طریقے آپ کی رشد و ہدایت اور بتائی ہوئی چیزوں کے سمجھنے سے قاصر رہا اس لئے کہ پیغمبر خدا علیہ السلام کے فرمودات وہدایات کو سمجھنا ان جیسے ہزاروں کی سمجھ عقل وخرد سے کہیں بالاتر ہے۔ آپ کی رشد وہدایت رہنمائی کو بخوبی سمجھ لینا یہ تو خاص باری تعالیٰ کا ایک عظیم عطیہ ہے۔ جو ہر ایک کو حاصل نہیں یہ خدا کی دین ہے وہ جس کو چاہے عطا کرے۔

ہم نے فن طب کے اصول ثلاثہ کا ذکر قرآن سے پیش کر دیا ہے پھر آپ کیسے اس کا انکار کر سکتے ہے کہ شریعت جو دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دنیا میں آتی ہے وہ اصلاح قلوب کے ساتھ بدن کی اصلاح بھی کرتی ہے اور صحت جسمانی کی نگہباں ہے اور کلی طور پر تمام جسمانی آفات کا دفاع کرتی ہے اس شریعت کی تفصیل عقل صحیح اور فطرت سلیمہ کے سپرد کر دی گئی ہے کہ وہ قیاس تنبیہ اور ارشادات سے کام لے کر حفظان صحت کا نظم برقرار رکھے جس طرح کہ اس عقل سلیم کے حاملین نے بہت سے فقہ کے فروعی مسائل پر قابو پانے کا حکم دیا ہے اس طرح کا اعتراض اور انکار حقیقت کر کے آپ بھی ان لوگوں میں شامل نہ ہوں جو کسی چیز کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنیاد پر اس پر اعتراض کرنے کے خوگر ہوتے ہیں۔

اگر کسی بندے کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے علوم کا وافر حصہ مل جائے اور نصوص ولوازم نصوص کی فہم کامل نصیب ہو جائے تو وہ دیگر تمام علوم صحیحہ کا استنباط کرے گا لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام علوم کے عرفان کا دارومدار معرفت الٰہی امر باری اور خلق خداوندی پر ہے اور یہ تینوں چیزیں انبیاء ورسل کو ہی صرف حاصل ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام ہی سب سے بڑے عارف باللہ عارف

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

کے علوم وعقول اعمال و درجات ظاہر کر دیئے جن کو دیکھ کر یہ لوگ علم وعقل اور حلم و تدبیر سبھی چیزوں میں امم سابقہ سے سبقت لے گئے یہ محض خدا کی عنایت اور باران رحمت الٰہی کا نتیجہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امت محمد یہ کے دانشوروں کا مزاج دموی ہے اور یہود کا مزاج صفراوی ہے اور نصاری کا مزاج بلغمی ہے اسی وجہ سے نصاری پر کند ذہنی کم عقلی اور نادانی کا غلبہ رہا۔ اور یہود رنج وغم حزن و ملال اور احساس کمتری کے ہمیشہ شکار رہے اور مسلمانوں کو عقل وشجاعت زیر کی دانائی مسرت وشادمانی عطا کی گئی۔

یہ اسرار ورموز اور مسلمہ حقائق ہیں جن کو صرف وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو بہتر فہم وفراست والا روشن ذہن اور راسخ علم کا حامل ہوگا اور اس بات سے بھی واقف ہوگا کہ دنیا کے پاس اصل سرمایہ کیا چیز ہے؟ اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا☆

۱؎ اس حدیث کو امام احمد نے ۵/۵ میں ترمذی نے ۳۰۰۱ میں اور ابن ماجہ نے ۴۲۸۸ میں بیان کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

صدق اللہ العظیم